نظام التوحید

المعروف

ہدیہ چشتیہ صابریہ قادریہ

حضرت شاہ محمد بشیر شاہ چشتی صابری قادری رحمۃ اللہ علیہ

تدوین وترتیب

حکیم نیاز احمد صابری

سیرت فاؤنڈیشن

لاہور

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

نظام التوحید

Marfat.com

کہتے ہیں پیغمبر خیر الزمان ﷺ
فقر سے ہے مجھ کو فخر دو جہان

Marfat.com

حق حق حق

هو الموجود

نظام التوحید

المعروف

ہدیہ چشتیہ صابریہ قادریہ

مصنف

خادم الفقرا حضرت شاہ محمد پیر شاہ چشتی صابری قادری رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز

عارفِ حق حضرت شاہ محمد نظام الدین چشتی صابری قادری رحمۃ اللہ علیہ

تدوین و ترتیب جدید

حکیم نیاز احمد صابری

سیرت فاؤنڈیشن

۸۵۵۔ این، سمن آباد، لاہور

Marfat.com

/152311

جملہ حقوق محفوظ

۲۰۰۶

نصر اقبال قریشی

نے سیرت فاؤنڈیشن

لاہور سے شائع کی

تعداد : پانچ سو

طابع : قاسم حمزہ پرنٹرز، لاہور

قیمت : [redacted] روپے

تقسیم کار:

دربار بک شاپ، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور۔فون: ۷۲۱۴۶۶۲

المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور

ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ، لاہور ❁ ضیاء القرآن، اُردو بازار، لاہور

ضیاء القرآن، اُردو بازار، کراچی

نظامی کتب خانہ، دربار حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ، پاکپتن شریف

اسلامک بک کارپوریشن، فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی

کشمیر بک ڈپو، تلاگنگ روڈ، چکوال ❁ منیب لاء بک ہاؤس، ۱۔ٹرنر روڈ، لاہور

❁

Marfat.com

فہرست مضامین

سخنان چند	۹
ذکر صلوٰۃ دائمی در بیان نماز خمسہ	۱۳
نماز کی اقسام	۱۵
در بیان صلوٰۃ دائمی	۱۶
مشین ذاتی کا بیان (پہلا عکس)	۴۳
مشین ذاتی کا بیان (دوسرا عکس)	۴۸
حلیہ عکس نقشہ ازلی (مظہر کمالیت خالق)	۵۴
حقیقت روح	۵۷
شرح قلب صنوبری	۶۰
نقشہ قلب صنوبری	۶۱
سوال وجواب برائے آگاہی طالب ومسافر راہ طریقت	۶۳
وجود مطلق	۸۲
ہمہ اوست کا صحیح مفہوم	۸۳
وحدت الوجود	۸۵
حجاب تعینات	۹۲
گنج مخفی	۹۹
ذکر کی فضیلت	۱۰۱
پیرومرشد اور مرید کے درمیان مختصر سوالات اور جوابات	۱۰۵
اس بے نشان کی تلاش مرتبہ احدیت میں	۱۱۶

Marfat.com

اُس محبوب کی جستجو مرتبہ واحدیت میں ۱۲۱

واحدیت ۱۲۴

روح ۱۲۶

مثال ۱۲۸

جسم ۱۳۰

انسان (وجود) ۱۳۲

شجرہ چشتیہ عالیہ بنام حضرت شاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۸

شجرہ شریف ۱۴۲

شجرہ کا شجرہ قصیدہ کا قصیدہ ۱۴۴

نودنہ نام حضرت شاہ و شیخ محمد مسعود العالمین ۱۴۶

بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

مناقب صابری ۱۴۸

❁❁❁

Marfat.com

انتساب

پاکستان میں اسلام اور اسلامی تصوف

کے موضوع پر معیاری کتب کی اشاعت کے حوالے سے

الحاج **محمد ارشد قریشی** رحمۃ اللہ علیہ، بانی **تصوف فاؤنڈیشن**، لاہور

کا نام ہمیشہ محترم رہے گا۔

سیرت فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع کردہ یہ سلسلۂ کتب ان کی یاد سے وابستہ ہے۔

Marfat.com

سیرت فاؤنڈیشن کی تمام مطبوعات کی اشاعت میں
خصوصی معاونت کے لئے ادارہ
محترم جناب سردار **محمد فیصل خان** چشتی صاحب
کا بے حد ممنون ہے۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سخنان چند

حمد سب کی سب ذاتِ کبریا کے واسطے

درود اور نعت ہے فقط ختم الانبیاءؐ کے واسطے

پیش نظر کتاب ''نظام توحید'' سالکان راہِ تصوف کی راہ نمائی کے لئے حضرت شاہ محمد پیر شاہ چشتی صابری قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد نظام الدین چشتی، بدری، صابری قادری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر مرتب فرمائی۔ اس مختصر کتاب میں آپ نے ارکان شریعت، منازل تصوف، تشریح اذکار، صلوٰۃ دائمی، مشین ذاتی (انسان) حقیقت روح، حقیقت قلب اور علم توحید پر قرآن و حدیث اور ارشادات بزرگان دین کی روشنی میں عقدہ کشائی فرمائی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''شریعت میرے اقوال ہیں اور طریقت میرے افعال''

جب تک شریعت حاصل نہ ہو طریقت درست نہیں ہے۔ مومن کی منزل محض اللہ کی ذات ہے جیسے شریعت اور طریقت کے راستہ پر بغیر مرشد کی راہنمائی کے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

نماز فرائض میں سب اہم فرض ہے۔ جس کا ترک اللہ تعالیٰ کو کسی طور گوارا نہیں، نماز افضل العبادت ہے۔ عبادات میں سب زیادہ تاکید نماز کے متعلق آئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''نماز دین کا ستون ہے۔'' جس نے اسے ترک کیا گویا اس نے اسے گرانے کی کوشش کی، مزید فرمایا: ''نماز مومن کی معراج ہے اور نماز ہی مومن کی پہچان ہے۔'' ان احادیث سے واضح ہے کہ نماز کو کسی حالت میں بھی ترک نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ''کشف المحجوب'' میں نماز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ۔

''جاننا چاہئے نماز وہ عبادت ہے جس میں سالکین کا پورا سلوک طے ہوتا ہے اس میں اسے ان تمام معاملات سے گزرنا پڑتا ہے جو سلوک الی اللہ میں آتے ہیں۔'' حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ایک اور بزرگ کے حوالے سے مزید فرماتے ہیں: ''کہ نماز سے چار چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

(۱) فنائے نفس (۲) طبیعت بشری سے نجات (۳) حصول سِرّ (۴) مشاہدہ حق

Marfat.com

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب جو آپ نے اپنے خلیفہ خاص حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرمایا تھا جو کہ آپ کے مکاتیب کے مجموعہ ''اسرار حقیقی'' میں شامل ہے نماز کے متعلق فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحَضُوْرِ الْقَلْبِ : نماز حقیقی سے مومن کامل (عارف الٰہی) کو دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ نماز کی دو اقسام ہیں۔ ایک نماز ظاہری جو صرف قول و فعل تک محدود ہوتی ہے۔ اس سے وصال الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی رسائی بھی صرف عالم ناسوت تک محدود رہتی ہے۔ دوسری نماز انبیاء، اولیا اور صلحاء کی ہے جو حضور قلب سے ادا کی جاتی ہے۔ اس کا ثمرہ وصال الٰہی ہے اور اس کی رسائی عالم ملکوت اور عالم جبروت تک ہوتی ہے۔ نماز حقیقی دراصل یہی نماز رحمانی ہے نہ کہ وہ نماز جو عوام الناس ظاہری طور پر بلا حضور قلب ادا کرتے ہیں۔ یہ نماز نفسانی ہے نہ کہ رحمانی۔ نماز رحمانی یعنی انبیاء اور اولیاء کی نماز در حقیقت وہ نماز ہے کہ جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو ان کے حواس خمسہ غیر اللہ سے بند ہو جاتے ہیں اور ان کا ایک ایک سانس یاد الٰہی میں گزرتا ہے۔ یہی لوگ دراصل نمازی ہیں اور یہی نماز حقیقی رحمانی ہے۔

مزید فرمایا:

انبیاء و اولیاء ہمیشہ ذکر خفی میں رہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

زبانی ذکر گویا لقلقہ، قلبی ذکر ایک قسم کا وسوسہ ہے۔ روحانی ذکر مشاہدہ الٰہی کا موجب ہے اور ذکر خفی دائمی ہوتا ہے۔ ذکر خفی اور نماز حقیقی ترک وجود ہے۔ ترک وجود کیا ہے؟ اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی کو موجود نہ سمجھنا۔ غیر اللہ کا موجود دل سے بالکل نکال دینا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

توحید ثابت کرنا توحید سے بے خبری ہے۔ سمندر اپنی یکتائی کیسے بیان کر سکتا ہے۔

ذات حق کا فرمان ہے کہ ہر بچہ توحید پر ہی پیدا ہوتا ہے۔ یہی توحید کی اصل روح اور حقیقت ہے۔ اس میں دو باتیں خاص طور پر توجہ طلب ہیں کہ ہر آنے والا ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے یعنی ایک سمندر سے قطرے آ رہے ہیں اور واپس اسی سمندر میں جا گرتے ہیں۔ یہ بات توحید کی نشاندہی کرتی ہے۔ لفظ توحید اور احد، واحد یعنی ایک ہونے کا اظہار ہے۔ وہ ذات وصفات و

Marfat.com

افعال میں ایک ہی ہے دو نہیں۔ دونوں عالم ذات حق کے مظہر ہیں۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ وہ ذات اقدس ایک روشن شمع کی مانند ہے۔ روشن شمع سے جتنی شمع چا ہو جلاتے جاؤ۔ دیکھنے میں یعنی ظاہر میں روشن کی ہوئی شمعیں کثرت میں نظر آتی ہیں لیکن ان کی بنیاد ایک شمع یعنی واحد ہے۔ اسی واحد سے کثرت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ذات اقدس کثرت میں بھی واحد ہے۔ یہی ذاتِ حق کا کمال اور حکمت ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

بندہ کا بشری تقاضوں (خواہشات نفسانیہ) کو چھوڑ کر بحرِ توحید میں کود جانا ہی فقر ہے۔

ابتدائے فقر فنا ہے۔ بشری تقاضوں سے فارغ ہو کر بندہ بے نیازی کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے یکتائی اور یگانگی نصیب ہوتی ہے۔ فقر ربوبیت ہے یعنی خودی سے گزر کر بے خود ہو جاتا ہے۔ فقر کا اول فنا اور آخر بقا ہے یعنی بندہ بشری صفات چھوڑ کر ذات حق کی صفات میں فنا ہو جاتا ہے، یہی بقاء ہے۔

انسان میں جب تک نفس کی حکمرانی ہے ذات حق کی پہچان نہیں کر سکتا۔ نفس کی خواہشات مشاہدہ ذات حق کی راہ میں حجاب ہیں۔ مشاہدہ ذات حق سے مراد خواہشات نفسانیہ کو ترک کر دینا ہے۔ بندہ جب مکمل طور پر خواہشات نفسانیہ سے منقطع ہو جاتا ہے تو اس کا قلب وہموں اور وسوسوں سے پاک ہو جاتا ہے اور پھر سوائے محبوب حقیقی کی چاہت کے اور کچھ نہیں رہتا۔ اسے ہی مشاہدہ ذات حق کہتے ہیں۔

حجاب کا مطلب ذات حق کے مشاہدہ سے دوری اور محرومی کا ہے، بشری تقاضوں (خواہشات نفسانیہ) کا وارد ہو جانا ہے۔ نفس کی پیروی اور خواہشات نفسانیہ کی طلب ہی حجاب ذات حق ہے۔ مشاہدہ ذات حق سے بشریت کی نفی ہوتی ہے۔

بندہ جب نفس کی خواہشات کو خیر باد کہتا ہے اور ذات حق میں فنا ہو کر بقاء باللہ ہو جاتا ہے۔

اس مقام پر کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بلبلہ جوش تلاطم میں مٹا جاتا ہے
خوب مٹتا ہے کہ دریا سے ملا جاتا ہے

کتاب ''نظام توحید'' میں حضرت شاہ محمد پیر شاہ چشتی صابریؒ نے تصوف کے انہی اسرار و رموز کو مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے جنہیں حضرت پیر نیاز احمد صابری مدظلہ العالی نے خوبصورت

Marfat.com

اسلوب کے ساتھ تفصیلاً بیان کرنے کی سعی کی ہے تا کہ سالکین راہ تصوف اس سے آسانی کے ساتھ استفادہ کر سکیں۔ نصر اقبال قریشی۔ سیرت فاؤنڈیشن لاہور نے خوبصورت انداز میں نہایت اہتمام سے شائع کیا ہے۔ اللہ کریم ہم سب کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ باری تعالیٰ مجھ عاصی اور تمام مسلمانوں کو بالعموم اور طالبان حق و صداقت اور تشنگان معرفت کو بالخصوص ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور شمع معرفت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

خاکپائے مرشد
سردار محمد فیصل خان چشتی
کینال پارک، گلبرگ۔ لاہور

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

ھو الموجود

ذکر صلوٰۃ دائمی در بیان صلوٰۃ خمسہ

صوفیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین پانچ وجود میں ہر ایک وجود کی استعداد کے مطابق پانچ جداگانہ طریق پر اس ذکر صلوٰۃ دائمی کو تعلیم فرماتے ہیں۔

وہ پانچ وجود یہ ہیں۔

(۱) واجب الوجود۔ (۲) ممکن الوجود۔ (۳) ممتنع الوجود۔

(۴) عارف الوجود۔ (۵) واحد الوجود

ان وجوہات میں ذکر صلوٰۃ دائمی کی ادائیگی اس طرح پر ہے۔

۱۔ **اَلشَّرِیۡعَتُ اَقۡوَالِیۡ** ، شریعت میرا قول ہے۔

ذکر کا طریقہ:

ذِکۡرُ اللِّسَانِ لَقۡلَقَۃٌ" ، زبان کا ذکر لقلقہ ہے۔

واجب الوجود عنصری ناسوتی میں ذکر لسانی جس کو لقلقہ کہتے ہیں کیا جاتا ہے یعنی زبان خدا کے ذکر میں ہمیشہ تر اور متحرک رہے کسی وقت بھی بند نہ ہو لقلقہ کے معنی حرکت کنندہ کے ہیں۔

اس وجود میں ذکر لسانی کا نام صلوٰۃ دائمی ہے یہ سیر ناسوتی عالموں کی راہ استقامت ہے۔

۲۔ **اَلطَّرِیۡقَتُ اَفۡعَالِیۡ** ، طریقت میرا فعل ہے۔

ذکر کا طریقہ:

ذِکۡرُ الۡقَلۡبِ وَسۡوَسَۃٌ" ، دل کا ذکر وسوسہ ہے۔

Marfat.com

ممکن الوجود روحانی مثالی ملکوتی میں ذکر قلبی ہوتا ہے جس کو وسوسہ کہتے ہیں یعنی قلب میں ذات حق کو موصوف بجمیع صفات کاملہ ملحوظ رکھے اور قلب کو کبھی ذات حق سے غافل نہ ہونے دے اس وجود میں اسی کا نام صلوٰۃ دائمی ہے' یہ سیر ملکوتی زاہدوں کی راہ استقامت ہے۔

۳۔ اَلْحَقِیْقَتُ اَحْوَالِیْ ، حقیقت میرا حال ہے۔

ذکر کا طریقہ:

ذِکْرُ الرُّوْحِ مُشَاھِدَۃٌ" ، ذکر روحی مشاہدہ ہے۔

ممتنع الوجود جبروتی میں ذکر روحی مقرر ہے جس کو مشاہدہ کہتے ہیں یعنی ہر شئے کی حقیقت میں مشاہدہ ذات حق کرتا رہے' غفلت کو کبھی راہ نہ دے۔

اس وجود میں ہمیشہ ہر شئے کی حقیقت میں ذات حق کا مشاہدہ کرتے رہنے کا نام صلوٰۃ دائمی ہے' یہ سیر جبروتی عاشقوں کی راہ استقامت ہے۔

۴۔ اَلْمَعْرِفَتُ سِرِّیْ ، معرفت میرا بھید ہے۔

ذکر کا طریقہ:

ذِکْرُ السِّرِ مُعَائِنَۃٌ" ، ذکر سِرّی معائنہ کرنا ہے۔

عارف الوجود نورانی لاہوتی میں ذکر سِرّی معین ہے یعنی ہر شئے کی حقیقت کو ذات حق میں دوام معائنہ کرنا ہے جیسے دریا میں امواج وحباب' اس وجود میں حقائق اشیاء کو ذات حق میں مدام ملاحظہ کرنے کا نام صلوٰۃ دائمی ہے۔ یہ سیر لاہوتی واصلوں کی راہ استقامت ہے۔

۵۔ ذِکْرُ الْخَفِیِّ مُغَائِبَۃٌ" ، ذکر خفی محو در محو فنا در فنا ہونا ہے۔

واحد الوجود:

احدیت ذات باہوتی میں ذکر خفی ظہور میں آتا ہے یعنی احدیت ذات میں محو در محو فنا در فنا ہو جانے کا نام مغائبہ وصلوٰۃ دائمی ہے۔ یہ سیر باہوتی بے خدا اور بے

Marfat.com

واصلوں کی راہ استقامت ہے۔

ان پانچوں وجودات میں سے اگر کوئی درویش کسی نماز کی مشغولی رکھتا ہو اہل ظواہر اپنی زبان کو بدگوئی اور سخت کلامی سے روکیں شاید وہ کسی وجود میں صلوٰۃ دائمی جو اعتباری نماز سے ہزارہا درجہ بہتر اور افضل ہے پڑھتا ہو ظنّ المُومنین خیرا پر اکتفا کریں' کیونکہ ذکر لسانی سے ذکر قلبی ہزار درجہ افضل ہے اور ذکر قلبی سے ذکر روحی ہزار درجہ افضل ہے' ذکر روحی سے ذکر سرّی ہزار درجہ افضل ہے اور ذکر سرّی سے ذکر خفی ہزار درجہ افضل ہے۔

نماز کی اقسام

نماز کی دو قسمیں ہیں:

اول یہ کہ جس میں تعین وقت رکوع و سجود کی شرط ہے جیسے نماز پنجگانہ۔ اگر اس نماز کے نمازی نے اَنْ تعبُدَ اللہ کانّک تراہُ فان لّم تکُنْ تراہُ فانّہ یرَاک ، کو دل میں قائم کر کے نماز ادا کی ہے یعنی مشاہدہ اور مراقبہ کے تمام لوازمات کو ملحوظ رکھتے ہوئے تو بے شک یہ نماز قبول اور فلاح دارین کا باعث ہوگی جس کی نماز ان شرائط کے ساتھ ادا نہ ہوئی اسے محض نامرادی کے کچھ حاصل نہ ہوگا یعنی اگر نماز پنجگانہ بغیر مشاہدہ و مراقبہ کے ہے تو بے سود اور بے فائدہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

لا صَلوٰۃ اِلّا بحُضُور القلب ، نماز حضوری قلب کے بغیر نہیں ہوتی۔

اگر بطور مراقبہ کے نماز کو ادا کیا تو حضور قلب ہوا۔

الصّلوٰۃُ مِعْراجُ الْمُؤمنین ، نماز مومنوں کی معراج ہے۔

اگر مشاہدہ کے ساتھ نماز کو ادا کیا تو معراج سے مشرف ہوا۔

Marfat.com

دربیان صلوٰۃ دائمی

یہ دوسری قسم ہے اذکار الٰہی میں ذکر کا نام صلوٰۃ دائمی ہے اور یہ ذکر اسم ذات کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ذکر بمعنی یاد الٰہی، صلوٰۃ بمعنی نماز، دائمی بمعنی ہمیشہ، یعنی ذاکر اسم ذات کے ذکر کے باعث ہمیشہ اور ہر وقت نماز میں ہے۔

اس نماز میں تعین وقت رکوع سجود وغیرہ کی شرط نہیں ہے اس نماز کا نمازی بلا تعین وقت بغیر رکوع و سجود ہر وقت اپنی نماز میں مشغول رہتا ہے، اس کو ذکر اللہ دوامی کہتے ہیں، اور اسی کا نام صلوٰۃ دائمی ہے، اور یہ نماز جمیع عبادات سے افضل و اشرف شمار کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط (العنکبوت: ۴۵)

یعنی تحقیق نماز بے حیائی و بدکرداری سے روکتی ہے اور البتہ ذکر الٰہی سب سے افضل ہے۔

یعنی جو نماز کہ بنظر مشاہدہ یعنی کَاَنَّکَ تَرَاہُ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا بطور مراقبہ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے، ادا کی گئی وہ نماز بے حیائی و بدکرداری سے روکتی ہے اور اگر وہ نماز بغیر مشاہدہ و مراقبہ کے ہے تو وہ بے سود اور برباد ہے۔

پس آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ ذکر الٰہی جمیع اعمال پر بدرجہا فضیلت رکھتا ہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر اللہ کی فضیلت میں بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے، جسے اس کتاب میں ذکر کی فضیلت کے عنوان سے الگ بیان کیا گیا ہے۔

الغرض صوفیائے کرام رحمہ اللہ علیہم اجمعین ذکر اللہ دوامی کو صلوٰۃ دائمی ارشاد فرماتے ہیں اور یہ بھی ان کا فرمان ہے کہ اس نماز میں اطمینان قلب بدرجہ غایت نصیب ہوتا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط

(الرعد: ۲۸)

یعنی دلوں کا اطمینان اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے۔ خبردار اللہ کی یاد میں اطمینان ہے۔

اس نماز میں زیادہ خوبی کی ایک بات یہ بھی ہے کہ اس نماز کے نمازی کا قلب کبھی خدا سے غافل نہیں رہتا اور اس کی حالت قلبی کسی طرح اور کسی حال میں متغیر نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنی اصلی حالت پر ہمیشہ قائم و برقرار رہتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ

(المعارج: ۲۲-۲۳)

وہ نمازی جو اپنی نماز میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

یعنی جو نمازی ہمیشہ اپنی نماز میں ہیں ان کے دل کو کوئی برائی اور بھلائی جنبش نہیں دے سکتی وہ اپنی حالت پر قائم اور برقرار رہتے ہیں پس اگر نماز سے نماز پنج گانہ مراد ہے تو اس نمازی کی حالت قلبی برائی اور بھلائی کے پہنچنے پر قائم رہنی چاہئے حالانکہ قائم نہیں رہتی یعنی نماز بھی پڑھ لیتے ہیں بے حیائی و بدکرداری سے باز نہیں آتے تو معلوم ہوا کہ اطمینان قلب نہیں ہوتا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نماز کے علاوہ کوئی اور نماز بھی ہے کہ جس سے نمازی کی حالت قلبی ہر دو حال میں اپنی اصلی حالت پر برقرار رہتی ہے اور اس نماز کا نمازی بالاتعین وقت ہمیشہ اپنی نماز میں مشغول رہتا ہے۔ صوفیائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین اسی نماز کو صلوٰۃ دائمی کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں ذکر فرمایا ہے اور سرکار سید عالم رحمت دو عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک صحابی کو اسی صلوٰۃ دائمی کی تعلیم فرمائی۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق احکام اسلام مجھ پر بہت ہیں، پس مجھے ایک ایسی چیز کی خبر دیجئے کہ میں اس پر بھروسہ کروں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہمیشہ تر رہے۔

اس حدیث مبارک سے صاف واضح ہے کہ احکام شریعت سے جس شخص کا اطمینان قلب پورے طور پر نہ ہو سکے تو وہ اپنی زبان کو خدا کے ذکر سے تر رکھے۔

اہل تصوف نے اس ذکر کا نام صلوٰۃ دائمی رکھا ہے اور یہ ذکر بغیر تعلیم پیر کامل میسر نہیں ہو سکتا، پس لازم ہے کہ اہل تصوف کی طرف رجوع کیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلٰوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ

(البقرہ: ۲۳۸)

یعنی محافظت کرو تمام نمازوں سے نماز درمیانی پر اور تم کھڑے رہو اللہ کے واسطے حالت خاموشی میں۔

یہ آیت تعلیم کے بارہ میں نازل ہوئی ہے اور صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد دل ہے تو یہ معنی ہوئے کہ تم محافظت کرو تمام جسم کی امور ناشائستہ سے اور خاص کر دل پر نگاہ رکھو جب تک کہ تم اپنے دل کی نگرانی نہ کرو گے تو نماز ادا نہ ہوگی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک جس دل میں شرک ہے وہ دل مقبول نہ ہوگا اور قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ کے یہ معنی ہوئے کہ مستعد ہو جاؤ، غیر اللہ اور ماسویٰ اللہ کے دور کرنے میں بحالت تصور و تفکر۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

لَا تُقْبَلُ الصَّلٰوةُ بِغَيْرِ طُهُوْرِهِمْ

یعنی طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔

اس کے معنی یہ ہوئے کہ دل میں کفر، شرک اور طرح طرح کے فسادات بھرے ہوں اور ہاتھ منہ دھو کر نماز پڑھ لی اور قبول ہو گئی، یہ نہیں جب تک تطہیر القلب عن ماسویٰ نہ ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نماز ہرگز نہیں۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل: ۴۳)

یعنی اہل ظواہر فرماتے ہیں کہ پہلوں سے دریافت کرو اور صوفیائے کرام کا یہ مقولہ ہے کہ اہل تصوف سے دریافت کرو کیونکہ اہل تصوف ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اس لئے ان کا نام اہل الذکر رکھا گیا ہے۔

حضور نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّجْلِسَ مَعَ اللّٰهِ يَجْلِسُ مَعَ الذِّكْرِ

یعنی یہ جو ارادہ کرے کہ میں خدا کے ساتھ بیٹھوں، پس وہ صوفیوں میں بیٹھے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا

او نشیند در حضور اولیاء

جو شخص چاہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور بیٹھنے کا شرف حاصل کروں وہ اولیاء اللہ کی مجلس میں بیٹھے۔ اولیاء اللہ کی محافل میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کوئی تذکرہ نہیں ہوتا یہ لوگ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ سے موصوف ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (المائدہ: ۳۵)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو طرف اس کے وسیلہ اور مجاہدہ کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔

جو لوگ اس وسیلہ سے ایمان مراد لیتے ہیں غلطی پر ہیں، کیونکہ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا کے ساتھ خطاب انہیں لوگوں سے کیا گیا ہے جو ایمان لا چکے ہیں اور مومن ہیں، جو تقویٰ مراد لیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ تقویٰ کی ہدایت اتَّقُوا اللّٰهَ کے الفاظ سے

Marfat.com

فرمادی گئی ہے' جو اطاعت اور عبادت اور عمل نیک اس کے معنی کرتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں' کیونکہ یہ تمام باتیں وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ میں آ گئی ہیں' وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ کے پہلے اور بعد میں واؤ عطف ہے جس کا ہونا معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان واضح فرق پر دلالت کرتا ہے یعنی جس وسیلہ کی جانب اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا ہے وہ تقویٰ اور مجاہدہ کے علاوہ ایک اور چیز ہے۔ فلاح ونجات کا دارومدار ان چار چیزوں پر رکھا ہے۔

ایمان ہو' اتقا ہو' جہاد اور وسیلہ اس کے قرب کو حاصل کرنے کے لئے بھی ہو۔ متقدمین اور اکابر امت کے نزدیک یہاں وسیلہ سے توسل مرشد ہے یعنی وسیلہ سے بیعت پیر ومرشد مراد ہے اور جاہدو سے ریاضت نفس اور سبیلہ سے معرفت الٰہی مراد ہے یعنی پیر کامل سے بیعت کر کے بارشاد مرشد حصول معرفت الٰہی کے لئے ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہے تاکہ دیدار الٰہی سے مشرف ہو جو شخص بیعت مرشد کا منکر ہے وہ سنت و نص قرانی کا منکر ہے اور یہ سفر پرخطر بغیر رہبر کامل کے طے نہیں کر سکتا۔

حضور سیّد عالم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ مَنْ مَّاتَ وَ لَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ

یعنی جو شخص مر گیا اور اس کی گردن میں بیعت نہیں ہے تو وہ مر گیا جاہلیت کی موت اور جس نے اپنے ہاتھ اللہ کی اطاعت پر اٹھائے وہ بروز قیامت اللہ سے ملے گا اور اس کے واسطے کوئی حجت نہ ہو گی' پس اس راہ میں پیر کامل کی دستگیری لازم ہے اور رہبر کامل کی تلاش کرے ورنہ محرومی کا سامنا ہو گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل: ۷۲)

Marfat.com

اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور زیادہ گمراہ اور بھٹکا ہوا۔

یہاں اندھا سے مراد وہ شخص نہیں جو آنکھوں کی بینائی سے معذور ہے بلکہ وہ جو باوجود صحیح سالم آنکھوں کے دیدار الٰہی کے شرف سے محروم رہا۔ جو شخص معنوی اعتبار سے اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا اور بھولا ہوا ہوگا۔

حضرت عطارؒ فرماتے ہیں ؎

ہر کہ ایں جا نہ دید محروم است
در قیامت ز لذت دیدار

جو شخص اس جگہ (دنیا) میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف نہیں ہوا وہ قیامت کے دن بھی محروم رہے گا۔

اور بھگت کبیر صاحب نے اس ضمن میں کیا خوب فرمایا ؎

جس کو درشن ات ہے اس کو درشن اُت
جس کو درشن ات نہیں اس کو ات نہ اُت

جس شخص نے س جگہ (دنیا) میں اللہ تعالیٰ کا درشن (دیدار) کیا۔ وہ اس جہاں یعنی آخرت میں اس کے دیدار کی نعمت سے مالا مال ہوگا۔

اگر یہاں (دنیا) میں دولت دیدار سے محروم رہا وہ آخرت میں بھی دیدار نہیں کر سکے گا۔

کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ؎

امروز نہ دیدی اگر آں روئے صنم را
فردا بقیا قیامت رخ جاناں چہ شناسی

اگر آج تم محبوب کے دیدار سے مشرف نہ ہوئے تو کل قیامت کے دن تم اسے کیسے پہچان سکو گے۔

یہ عظیم الشان کائنات جو آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے زمانہ قدیم میں بھی اس طرح اپنے جمال و جلال کے ساتھ موجود تھی۔ جب آنکھیں کھلی ہیں اور خدا کی

Marfat.com

قدرت ظاہر ہے ہم نہیں دیکھتے تو اس میں قصور کس کا ہے' اگر خدا ہمیں اپنے گھروں میں یا گذرگاہوں میں، دن کے ہنگاموں اور رات کی خاموش فضاؤں میں نظر نہیں آتا' اگر پھولوں کی شگفتگی اور رنگ و بو کی رعنائی میں جو ہمیں دکھائی نہیں دیتا، کائنات کے ان حسین مظاہر میں اسے دیکھنے کے لئے ہماری نگاہوں میں بینائی اور زندگی سے معمور دلوں کی دھڑکنوں میں اس کی آواز سننے کے لئے ہمارے کانوں میں شنوائی نہیں اور مسلسل گزرتے ہوئے کاروانِ حیات میں جہاں ہستیاں پردۂ خفا سے ظہور میں آتی اور ظہور سے خفا میں واپس ہوتی رہتی ہیں اس کی نمود کا احساس کرنے کے لئے ہمارے پاس دل نہیں تو پھر وہ ہمیں آخرت کے میدان میں بھی نظر نہیں آسکتا' خدا تعالیٰ کے عرفان کے لئے اس مکان و زمان سے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں، اس حیّ و قیّوم ذات کا حضور چشم بصیر کے لئے ہر لحہ ہر مقام پر موجود ہے۔

حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ۔

یہیں بے نور ہے محشر میں تو کیا خاک دیکھے گا
کہ تجھ کو دیکھنا اے دیدۂ بینا نہیں آتا

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْھَا (الانعام: ۱۰۴)

پس جس نے دیکھ لیا سو اپنے لئے اور جو اندھا رہا سو اس کا وبال اس پر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط (بنی اسرائیل: ۲۷)

جو لوگ عمر ضائع کرتے ہیں' وہ لوگ شیطانوں کے بھائی ہیں۔

اپنے اوقات کو بری صحبتوں' بدراہوں' غفلتوں' سستیوں' حماقتوں' گناہوں میں گزارنے والے مبذرین طریقت ہیں۔ کسی منعم کی عطا کردہ نعمت کو اس کی رضا مندی کے زیر اثر صرف کرنا شکر ہے اور نافرمانی کے راستے میں صرف کرنا تبذیر ہے۔

بھگت کبیر صاحب فرماتے ہیں ۔

کبیرا یہ من لالچی سمجھے نہیں گوار
بھجن کرن کو ست ہے کھانے کو ہوشیار

1023

Marfat.com

کبیرا! یہ من لالچی اور نادان ہے، عبادت کی ادائیگی میں سُست اور غفلت شعار ہے، کھانے پینے کے معاملے میں بہت ہوشیار ہے، کھانے کے سلسلے میں کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اس کے برعکس اللہ کی یاد نہ ہونے کے برابر ہے، یادالٰہی کے بارے میں مسلسل عدم توجگی اور لاپرواہی ہے۔

چھن چھن بیتا جات ہے ہر سے کر ہیت
پھر پچھتاوا کیا کریں جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

کبیرا! زندگی کے لمحات بڑی تیزی سے گزر رہے ہیں اور تو وقت ضائع کر رہا ہے اگر تیری یہی حالت رہی اور تو نے اس وقت سے فائدہ نہ اٹھایا تو پچھتانا پڑے گا مگر اس پچھتاوے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا سوائے حسرت و یاس کے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل: ۳۴)

پورا کرو تم وعدہ تحقیق پوچھے جاؤ گے وعدے سے۔

بھگت کبیر صاحب نے کہا۔

شبد برابر دھن نہیں جے کوئی جانے کول
ہیرا تو دا لے شبد کا مول نہ تول

نیک بات سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں مگر یہ نعمت بغیر وزن اور بغیر قیمت ہر ایک انسان کو عطا ہوئی ہے، ہزاروں لاکھوں میں سے کوئی ایک ہے جو اس کی قدر و قیمت سے آگاہ ہے۔ ہیرا درم خرچ کر کے مل جاتا ہے مگر یہ ایسی بے نظیر اور بے مثل گراں بہا دولت ہے جو انمول ہے، یہ نعمت کیا ہے؟ ہر جاندار چیز کی سانس لفظ ''ھو'' کے نکلتی ہے لیکن کسی کو معلوم اور کسی کو معدوم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (الذریٰت: ۲۱)

وہ تمہارے نفسوں میں ہے پس کیوں نہیں دیکھتے۔

Marfat.com

بھگت کبیر صاحب فرماتے ہیں ؎

جیوں نینوں میں پوتلی خالق گھت کے ماہ
مورکھ لوگ نہ جاندے باہر ڈھونڈن جاہ

جیسے آنکھوں میں پتلی موجود ہے ویسے اللہ تعالیٰ دل میں جلوہ افروز ہے' نادان لوگوں کو اس بات کا علم نہیں اس لئے وہ باہر تلاش کرتے ہیں۔

حضرت شاہ عارف حسن رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اپنی نہ کی تلاش بڑی چوک یہ ہوئی
برسوں رہا خراب تلاش خدا میں میں

اے یار! اس مطلق حقیقی کو تلاش کرنا ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ (قٓ:۱۶)

وہ تمہاری شاہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔

وہ تمہارے اندر موجود ہے اور تم باہر اس کی تلاش میں سرگرداں ہو۔ یہ تمہاری نادانی ہے۔

حضرت میراں بھیکھ چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بھیکا بھوکا کوئی نہیں۔ ہر کی گٹھڑی لعل
گرہ کھول نہ جاندے اس بدھ بھئے کنگال

سب کی گٹھڑی میں یعنی سب کے اندر وہ لعل پیارا موجود ہے صرف گٹھڑی کھولنا نہیں جانتے اس لئے محتاج ہوئے پھرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ مَعَكُمۡ اَیۡنَمَا كُنۡتُمۡ (الحدید: ۴)

وہ تمہارے ساتھ ہے' جس جگہ کہ تم ہو۔

اس آیت مبارکہ میں مکان اور زمان کی خصوصیت بغیر معیت ظاہر ہے تو پھر ثابت ہوا کہ اے انسان تو نہیں بلکہ تو وہی ہے۔

Marfat.com

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؂

تاکجا خود را شماری ماو طین　　ازگل خود شعلہ طور آفرین
اے ز اداب امانت بے خبر　　از دو عالم خویش را بہتر شمر

اے انسان تو کب تک خود کو مٹی اور پانی کا مجموعہ تصور کرتا رہے گا۔ تجھے چاہئے تو اپنی مٹی سے خود کوہ طور کا شعلہ پیدا کرے۔

اے انسان تو امانت کے آداب سے بے خبر ہے۔ تو دونوں جہانوں سے اپنے آپ کو بہتر تصور کر۔

کوہ طور سے مراد۔ اپنے اندر خدا کے دیدار اور اللہ تعالیٰ کے وصل اور اس سے ہم کلام ہونے کی طاقت پیدا کرنا ہے۔ امانت کے آداب سے یہ مراد ہے کہ انسان دنیا میں اپنی تخلیق کے مقاصد سے آگاہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ (البقرہ: ۱۱۵)

یعنی جس طرف تم رخ کرو اس طرف اللہ کا چہرہ ہے۔

کائنات کی ایک ایک چیز زمین کے ذرے سے لے کر آسمان کے تارے تک ایک خاص نظام میں ترتیب دی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ آفتاب کی روشنی اور اس کی بوقلمونیاں، مہتاب کی چاندنی اور اس کی نیرنگیاں، سیاروں کی گردش اور فضائے آسمانی میں جلوہ آرائیاں خوشنوایاں، چمن کی زمزمہ پیرائیاں گلہائے رنگا رنگ کی عطر افشانیاں، طائران نغمہ پیرائی کی سحر آفرینیاں، چشموں اور آبشاروں کی ترنم ریز کیف انگیزیاں، بادہ باراں کی کرشمہ سازیاں، سمندروں اور دریاؤں کی طغیانیاں، پہاڑوں اور کوہساروں کی دلفریب رنگینیاں، جاڑوں کی برف باریاں اور گرما کی آتش فشانیاں ارض و سما کے حسین و جمیل مناظر اور ان کی وجد آفرین رعنایاں اس وجود بے مثال کی زندہ تصاویر نہیں تو اور کیا ہیں

شنیدستم من از پیرے خرد مند
کہ عالم نیست جز نقش خداوند

Marfat.com

میں نے ایک عقل مند پیر سے سنا ہے کہ دنیا میں خدائے بزرگ و برتر کے نقش علاوہ کچھ نہیں ہے۔ یعنی کائنات میں ہر طرف اس کی تجلیات جلوہ فگن ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہر ہر میں موجود ہے۔ مگر اس کے دیدار کے لئے چشم بینا چاہئے۔

سہانی اور پُر بہار وادیاں' سرسبز شاداب لہلہاتی کھیتیاں' پہاڑوں کی سربفلک بلندیاں اور برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں' کیف انگیز موسم اور پھولوں کی نظر افروز کیاریاں' قسم قسم کی سبزیاں اور ترکاریاں' دریاؤں اور آب رواں کی ناز آفرینیاں' لالہ زاروں اور جوئباروں کی فراخیاں، فضاؤں میں اڑتے ہوئے مرغان دلفریب کی حسین نغمہ سرائیاں، حق تعالیٰ کی واضح اور بین آیات نہیں تو اور کیا ہیں۔

اے یار! غیر دیکھنا واجب نہیں' اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو ہر راہ ہر جگہ اور ہر مقام میں اس کے چہرے کے علاوہ کچھ نہ دیکھے۔

اس مقام پر تلسی داس نے کیا خوب کہا ہے ۔

ہے نیڑے سوجھے ناہیں لعنت ایسی زند
تلسی اس سنسار کو بھیا موتیا بند

اللہ تعالیٰ نزدیک ہے مگر نظر نہیں آتا۔ تلسی صاحب کہتے ہیں ایسی زندگی پر لعنت ہے جس میں دیدار الٰہی میسر نہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے اس دنیا کے لوگ حقیقی بینائی سے محروم ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہوتا ہے۔ پیر و مرشد کی مدد کے بغیر آنکھوں کی بینائی درست نہیں ہو سکتی خواہ کتنی ہی علمی فضیلت حاصل کر لے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ج وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ہ

(الفتح: ۱۰)

Marfat.com

تحقیق جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے، پس جو شخص اس اقرار اور قول کو توڑ دے گا تو اس کا وبال اس کی جان پر ہوگا اور جو اس عہد کو پورا کرے گا جو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

اس آیت مقدسہ میں دلیل ہے کہ بیعت امر مشروع ہے اور یہ امر مشروع متواتر اور باجماع امت ثابت ہے کہ بیعت امر شرعی ہے گویا یہ آیت بیعت کے بارہ میں نص قطعی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْیُبَا یِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ عَلَیْهِمْ

(الفتح: ۱۸)

تحقیق اللہ تعالیٰ مومنین سے راضی ہو گیا جس وقت درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔

بیعت اس قدر اہم اور ضروری موضوع ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل: ۷۱)

جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہئے۔ شریعت میں تقلید کر کے اور طریقت میں بیعت کر کے تاکہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو اگر صالح امام (رہبر و مرشد) نہ ہوگا تو اس کا امام شیطان ہوگا۔ اس آیت میں تقلید اور بیعت (مریدی) سب کا ثبوت ہے۔ وہ شخص خوش نصیب ہے جس کو کسی مرشد کامل سے بیعت کر کے مقبولان بارگاہ الٰہی کے زمرہ میں شامل ہو کر شرف نسبت نصیب ہوا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی معیت اور صحبت شرعاً محبوب اور مطلوب ہے۔

Marfat.com

جو لوگ اس قاعدے کے برخلاف ہیں ہمیشہ کے لئے جدائی کے جنگل میں رہیں گے۔

بقول بھگت کبیر صاحب ؎

توں ڈھونڈے جس چیز کو کسی بدھ آوے ہاتھ
کہن کبیر تب پایئے جو بھیدی لئے ساتھ

جس چیز کے حصول کے لئے تم سرگرداں ہو وہ کسی صورت میں بھی تمہارے ہاتھ نہیں آئے گی جب تک تم مرشد کامل کی غلامی اختیار نہ کرو گے۔

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نشد
ہیچ کس از نزد خود چیزے نشد ہیچ آہن خنجر تیزے نشد
ہیچ حلوائی نہ شد استاد کار تا کہ شاگرد شکر ریزے نشد

مولانا روم اس وقت تک مولوی کے مقام پر فائز نہ ہو سکے۔ جب تک وہ حضرت شمس تبریز رحمتہ اللہ علیہ کے غلام (مرید) نہ ہوئے۔

کوئی شخص اپنے طور سے کوئی چیز نہیں بنتا۔ کوئی لوہا خود بخود تیز خنجر نہیں بن سکتا۔

کوئی حلوائی اپنے کام کا استاد نہیں ہوتا جب تک کسی حلوائی کی شاگردی نہ کرے۔

بابا گورو نانک صاحب نے کہا ؎

ٹوٹے بندھن جنم مرن کا سادھو سیون سکھ پا
نانک منوں نہ وِسرے گن ندھ گوبند رائے
بڑی بڑیائی ایہہ ہے ہو روم روم کرتار
ست گرو کی کرپانیاں چارے برن چمار

اے یار! اگر تو سکھ پانا چاہتا ہے تو فقیر (مرشد کامل) کی خدمت کر۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کب سانس کی ڈوری ٹوٹ جائے۔

Marfat.com

اے نانک! یہ فقیر (مرشد کامل) ہی کا کمال ہے کہ اس نے تجھے بھٹکنے نہیں دیا اور یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے تیرے وجود کی نس نس میں اس (ذات الٰہی) کا ذکر سمو دیا۔

دوسرے مقام پر بابا گورو نانک نے کیا خوب کہا

گورمکھ سمرت شاستر بید گورمکھ پاوے گھٹ گھٹ بید

گورمکھ رام نام رنگ راتا نانک گورمکھ خصم پوچھا تا

اے یار! تو ان کتابوں (گورمکھ، شاشتر، دید وغیرہ) کو جتنا مرضی پڑھ لے اور زبان سے جتنا مرضی اس کا ذکر کرے۔

اے نانک! تُو اس (ذات الٰہی) کے بھید کو نہیں پا سکتا۔ جب تک فقیر (مرشد کامل) تیری راہنمائی نہ کرے۔

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

وَلاَ تَفَكَّرُوْ فِىْ ذَاتِهٖ تَفَكَّرُوْ فِىْ صِفَاتِهٖ

اس کی صفات میں سوچو اور غور کرو اس کی ذات میں نہ سوچو اور نہ غور کرو۔

حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے اس کی صفات میں فکر ونظر کی ضرورت ہے۔ یہ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد اس بات کی دلیل ہے کہ ذات حق سبحانہ تعالیٰ کی صفات میں غور کرنا عبادت ہے۔

ذات باری تعالیٰ لطیف اور بے تعین ہے۔ بے تعین اور بے تقید ذات میں فکر ونظر محال ہے لیکن یہ کائنات اور موجودات حق کی صفات ہیں جو اس کے غیر وجود نہیں اس لئے صفات کو دیکھنا عین ذات کو دیکھنا ہے۔

چشم او روشن شود از کائنات

تا بہ بیند ذات را اندر صفات

اس کی آنکھ کے سامنے تمام کائنات اس وقت روشن ہوتی ہے جب وہ صفات میں ذات خداوندی کا مشاہدہ کرتا ہے۔

Marfat.com

مشاہدہ حق کے لئے اس کی صفات پر غور وخوض ضروری ہے۔ صفات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے فیضیاب ہوسکتا ہے۔

جب ذات مقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر ذات و صفات خدائے عزوجل ٹھہری اور پرتو انوار ذات مقدس حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام عارفین و کاملین میں ظہور پذیر ہوا تو اس نسبت سے شیخ کامل کو مظہر ذات احمدی اور مظہر ذات حق سبحانہ' سمجھنا اور اس کے کمالات کو عطیہ خداوندی جان کر اس میں غور وفکر اور اس کی ذات سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا عین ثواب ہے۔

پس ہر مسلمان پر واجب ہے کہ کامل بندگانِ خدا کی محبت و مُودّت کا بیج اپنے دل میں بوئے اور ان کی صحبت اختیار کرے' کامل بندگان خدا کی محبت اور ان کی محبت عین خدا کی محبت ہے۔

بھگت کبیر صاحب فرماتے ہیں ۔

درشن کیجئے سادھ کا دن میں کئی ایک بار	کبیرا سادھو درشن سے اترو بوجھل پار
کئی بار نہیں کر سکے ایک بار کر لئے	کبیرا سادھو درشن سے کال دکھ نہیں دے

اے یار! اگر تو نیک لوگوں کا دیدار دن میں بہت زیادہ کرے گا' تیرے دکھ دور ہو جائیں گے اور غم کا بوجھ اتر جائے گا اور اگر تم متعدد بار اللہ تعالیٰ کے بندوں کا دیدار نہ کر سکو تو کم از کم دن میں ایک مرتبہ ان کے دیدار سے مشرف ہو جاؤ پھر دیکھو کس طرح تمہارے غم غلط ہوتے ہیں مصیبت و پریشانی سے نجات ملتی ہے۔

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

تَفَکُّرُوْ سَاعَۃٍ خَیْر'' مِنْ عَمَلُ الثَّقَلَیْنَ

یعنی ایک ساعت کا فکر دو جہاں کے عمل سے افضل ہے۔

حضرت میراں بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

بھیکا سنگت سادھ کی کاٹے کروڑ اپرادھ
اک گھڑی آدھ گھڑی ادھو کی بھی آدھ

Marfat.com

کہ مجلس یعنی بیٹھک تو درویش کی ہے جس سے کروڑوں گناہ کاٹے جاتے ہیں، چاہے اک گھڑی بیٹھو چاہے آدھ گھڑی یا چاہے اس سے بھی کم وقت گذارو مگر فقیر کی مجلس میں حاضری ضرور بالضرور دو۔

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اللہ کے نیک بندوں کی صحبت میں پل بھر بیٹھنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

رحمت دو عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

تَفَکَّرُوا سَاعَةٍ خَیرٌ '' مِنْ عِبَادَتِ السَّنَتَیْنَ

ایک ساعت کا فکر دو سال کی عبادت سے افضل ہے یعنی ذکر کی شرط فکر ہے اور فکر کی شرط ذکر ہے۔

بھگت کبیر صاحب فرماتے ہیں ۔

نہ سکھ پڑھیاں پنڈتاں نہ سکھ بھوپ پیاں ۔۔۔ نہ سکھ وچ گرہست دے نہ سکھ پھڈ گیان
نہ سکھ چٹیں کپڑیں نہ سکھ رنگ رلیاں ۔۔۔ نہ سکھ تیرتھ جاتراں نہ سکھ بیٹھ رہاں
سکھ ہے وچ بچار دے سنتاں مرن پیاں

اے یار! علماء کی طرح پڑھ پڑھ کر اور واعظ کر کے تو سکھ نہیں پا سکتا۔ نہ گھر بیٹھ کر نہ سوچ بچار چھوڑ کر، نہ اُجلے کپڑے پہن کر، نہ کھیل تماشوں میں مشغول ہو کر سکھ پا سکتے ہو۔ اگر تو سکھ چاہتا ہے تو غور و فکر کر (اپنے آپ میں) کیونکہ یہی راستہ سکھ (چین) کا ہے۔

اے یار! آیات و احادیث اور اقوال عارفاں حقیقی کے جو لوگ مخالف ہیں وہ گمراہی کے جنگل میں سرگرداں ہیں ان کی عبادت نماز روزہ کوئی مقبول نہیں جب تک مسلمان ہو کر مومن کے درجے کے مستحق نہیں ہوتے، کلمہ طیب و کلمہ شہادت حق تعالیٰ کی

Marfat.com

معرفت ہے، علم معرفت سوائے پیر و مرشد کے محال ہے کیونکہ زبانی کلمہ غیر مذاہب بھی پڑھ لیتے ہیں لیکن جب تک حقیقت سے آشنا نہ ہو مسلمانی محال ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ٥

(البقرہ: ۱۵۲)

سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور شکر ادا کیا کرو میرا اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔

اے یار! معارف کے حاصل ہونے کا طریقہ صرف القاء اور انعکاس ہے۔ ذکر الٰہی اور مراقبہ سے ہی دل میں یہ استعداد پیدا ہوتی ہے کہ وہ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرنور سینہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیضان والقاء قبول کر سکے اس لئے حکم دیا کہ میرا ذکر کیا کرو۔ کثرت ذکر سے ہی تم اس مقام پر فائز کئے جاؤ گے جہاں انوار و تجلیات کی بے محابا بارش ہوتی ہے اور دوری کے حجاب یکسر الٹ دیئے جاتے ہیں۔

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا کیا اس سے بڑھ کر بھی بندہ کی کوئی عزت افزائی ہوسکتی ہے کہ اس کا خالق و مالک اس کو اپنی یاد سے سرفراز فرمادے۔

ایک حدیث قدسی بھی ملاحظہ ہوتا کہ اپنے رب کریم کی بندہ نوازی کا آپ کو اندازہ ہو سکے۔

میرا بندہ جیسے مجھ سے گمان رکھتا ہے ویسا ہی میں اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل سے یاد کرے میں بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجمع عام میں یاد کرے تو میں اس سے بہتر مجمع میں اسے یاد کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں' اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہو تو میں قدم اس کے قریب ہو جاتا ہوں اگر وہ چل کر میری طرف آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

اے یار! اللہ تعالیٰ نے جو انعام فرمائے ہیں مثلاً رسول بھیجے' ہدایت کی توفیق بخشی' شوق و محبت کا جذبہ عطا فرمایا اس پر شکر ادا کرو' نعمتوں کا انکار، رسول کی نافرمانی

Marfat.com

اور غفلت میں وقت ضائع کر کے ناشکری نہ کرو۔

اے یار! لفظی ذاکر عام لوگ ہیں جو حصول دنیا و عاقبت کے واسطے سفر و مجاہدہ ذکر کرتے ہیں اور معنوی ذاکر خاص لوگ ہیں جو سفر و مجاہدہ ذکر و فکر اپنے مولا کے واسطے کرتے ہیں۔

بھگت کبیر صاحب فرماتے ہیں ۔

پریم بھگتی بن سادھو سب کچھ تھوتھا جان ۔ پریم برابر کچھ نیں پریم بنا نیں گیان

ڈھائی اکھر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے ۔ پڑھ پڑھ کے سب جگ موا پنڈت بھیا نہ کوئے

خدا کی محبت صرف دنیا کا ترک کرنا نہیں ہے بلکہ پورے ذوق شوق پورے انہماک اور توجہ سے اللہ سے لو لگانا ہے۔ پیر و مرشد کامل کے بغیر معرفت الٰہی کا حصول ناممکن ہے اور اس کی راہنمائی سے ہی سچی عبادت ہو سکتی ہے۔ تعلیم حاصل کر کے سب جہاں مرا ہوا ہے مگر عالم کوئی نہیں ہوا' جو ڈھائی حروف محبت کے پڑھ لیتا ہے وہ عارف ہو جاتا ہے یعنی اس راہ میں عشق و محبت ہی کامیابی اور کامرانی کا ذریعہ ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

نَوْمُ العَالِمْ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادِ الجَاهِلِ

یعنی عالم کا سونا جاہلوں کی عبادت سے افضل ہے۔

یہ علمائے خاص کی طرف اشارہ ہے نہ کہ کسی اور رسمی علم کے عالم کی طرف۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

مَنْ عرفَ نَفْسَهُ فقدْ عرفَ رَبَّهُ

جس نے پہچان کی اپنے آپ کی پس اسے پہچان ہوئی اپنے رب کی۔

انسان جب اپنے آپ میں نظر کرتا ہے تو اسے کوئی جزو ایسا معلوم نہیں ہوتا' پہچان جو ذات باری کے سوا کہیں سے حاصل ہو۔ نہ وہ بذاتہ کسی چیز کا مالک ہے نہ کوئی حرکت اور قوت بغیر حکم ایزدی کے اس کے اختیار میں ہے۔ وجود' علم' ارادہ' قدرت' سمع' بصر اور کلام صفات حق تعالیٰ ہیں جو بطور امانت اس کی روح میں ودیعت کی گئی ہیں۔ لہٰذا

Marfat.com

اپنے آپ کو سوائے حق تعالیٰ کے من کل الوجود نیست و نابود پاتا ہے اس وقت اسے اپنی ساری ہستی حق تعالیٰ کی ہستی دکھائی دیتی ہے' خود آگاہی حاصل ہو جانے پر دکھ سکھ پُن پاپ اور مرگ و زیست کے تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں اور انسان فارغ البال ہو کر اس زندگی میں جنگ کی کیفیت محسوس کرنے لگتا ہے۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

چیست دیں برخاستن از روئے خاک   تاز خود آگاہ گردو جان پاک
فاش می خواہی اگر اسرار دین   جز بہ اعماق ضمیر خود بین

دین کیا ہے درحقیقت خاک سے اٹھنا ہے تاکہ پاکیزہ روح خود سے آگاہ ہو جائے۔ یعنی اپنے آپ کو پستی سے بلندی کی طرف لے کر جاتا ہے۔

اگر تو دین کے اسرار سے آگاہ ہونا چاہتا ہے تو اس کے سوائے اور کچھ نہیں کہ تو اپنے ضمیر (نفس، دل، روح) کی گہرائی تک جا کر پرکھ لے اور دیکھ لے۔

اپنے آپ کو دیکھنے یا پہچاننے کے یہ معنی نہیں کہ ہمیں اپنے ہاتھ پاؤں یا سر کی خبر ہے۔ ہم اپنے شکم اور قوائے انہضام کو جانتے ہیں یا بھوک پیاس کو سمجھتے اور خواہشات و جذبات یا رغبت و نفرت وغیرہ کے طریق سے آگاہ ہیں' ایسی پہچان اور معرفت میں دوسرے حیوان انسان سے پیچھے نہیں۔ حواس ظاہری دیکھنا' سننا' سونگھنا' چکھنا' چھونا اور حواس باطنی تخیل' تفکر' تحفظ' تذکر' تو ہم سے تمام جاندار کام لیتے ہیں انسان کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں۔

اپنے آپ کی پہچان اور معرفت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی حقیقت کا عرفان حاصل کرے اور اسے محسوس ہو کہ اس کی حقیقت ذات باری تعالیٰ سے کوئی غیر اور الگ نہیں ہے۔ ہر نفس مظہر اسماء و صفات حق ہے لہٰذا اس حقیقت سے واقف ہونے کے بعد یہ امر متحقق ہو جاتا ہے کہ معرفت نفس ہی معرفت حق ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

اگر تجلی نور قدم ہمی خواہی
معین نقاب حدوث از جمال خود بکشا

Marfat.com

اگر تو اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے بہرور ہونا چاہتا ہے۔ اے معین تجھے چاہئے۔ حادث ہونے کا نقاب اپنے جمال سے اتار کر پھینک دے۔ پھر تجھے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہوسکتا ہے۔

لہر اور بحر پانی ہی کی دو صورتوں کے نام ہیں لہر اور بحر کا تعین ختم ہو جانے پر دونوں کی حقیقت ایک ہے' پانی سے الگ اور جدا لہر' بحر اور دریا کوئی نشان نہیں۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ جس نے قرآن مجید حفظ کر لیا اس نے خدا تعالیٰ کو پہچان لیا' جس نے نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ ادا کی پرہیز گار یا بڑا عالم بن گیا اس نے خدا تعالیٰ کو پہچان لیا' ہرگز نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔

اَلْعِلْمُ نُقْطَةٌ" علم ایک ہی نقطہ ہے جو انسان ہی کے لئے ہے اور اس کا مرتبہ ہے کہ جاننے سے نہ جاننا اور نہ جاننے سے جاننا علم توحید کا ہے جو ایک ہی نقطہ ہے۔

بھگت کبیر صاحب نے کیا خوب کہا ۔

مالا جپوں نہ نام لوں مکھ سے جپوں نہ رام
رام ہمارا ہم کو جپے اور ہم کریں بسرام

ترجمہ ہندی ۔

اساں واسطے برہم دے کھوجنے نوں ملیا آسرا گرنتھ تے پوتھیاندا
کسے بید قرآن نوں واہ کھادا کسے واہ کھادا پہاڑا کھوتیاندا

اگر علم حاصل کر کے نتیجہ روزگار کا نکلا تو بے علم ہی رہا حصول علم سے کما حقہ فائدہ حاصل نہیں کیا۔

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

علم را برتن زدی مارے بود
علم را بر دل زدی یارے بود

Marfat.com

اگر تو خواہشات نفس کے لئے علم حاصل کرے گا تو یہ تیرے لئے سانپ بن جائے گا۔

اگر علم کا استعمال اپنی روح اور دل کو سنوارنے کے لئے کرے گا تو تیرا دوست بن جائے گا اور تجھے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہوگا جو مقصدِ حیات ہے۔

عالم اور بے علم کا درجہ مساوی ہوا' حضرت سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے سوال کیا۔

يَا رَبِّ مَا عِلْمُ الْعَالِمُ ، اے رب العالمین علم العالم کیا چیز ہے۔

فرمایا گیا:

يَا غَوثُ الْاَعْظَمِ اَلْعِلْمُ عِلْمُ الْجَهلُ عَنِ الْعِلْمِ ، یعنی اے غوث اعظم: علم سے جاہل ہونے کو علم کہتے ہیں یعنی جو اپنے علم سے بے خبر ہوا وہ اپنے اصلی علم کا عالم ہو گیا۔

حضرت میراں بھیکھ چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پڑھنا گڑھنا کسب ہے اور سوار لے جیبھ
جس پڑھیاں شوہ ملے اوہ پڑھنا کسے نصیب

پڑھنا گڑھنا تو ایک پیشہ ہے' تو اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رکھ۔ جس علم کے حاصل کرنے سے یار ملتا ہے وہ علم تو ہر کسی کے نصیب میں نہیں ہوتا۔

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

مَنْ سَكَتَ سَلَمَ نَجٰی

یعنی جو خاموش رہا وہ سلامت رہا اور جو سلامت رہا اس نے نجات پائی۔

اے یار! خاموش ہونا ایک راز ہے جو صحبت فقراء سے حاصل ہو سکتا ہے۔

حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُ كَنْزاً مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقِ لِاُعْرِفْ

Marfat.com

یعنی میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ پس میں نے خواہش کی کہ پہچانا جاؤں سو اس مطلب کے لئے میں نے خلقت کو پیدا کیا۔

تو اس وقت مخفی خزانہ کی آواز یعنی ندا یہ تھی۔ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا** یعنی میں ہی خدا ہوں میرے سوا اور کوئی خدا نہیں اور جو کچھ مخفی خزانہ میں موجود تھا وہ عالم ناسوت کے بازار میں لایا گیا تو یہ بھی آتے ہی وہی بولنے لگا یعنی کوئی کہتا ہے کہ میں بڑا عالم ہوں' کوئی کہتا ہے میں بڑا دولت مند ہوں' کوئی کہتا ہے میں بڑا پہلوان ہوں' ہر ایک وہی بولی بولتا ہے جو حکیم مطلق نے بھر دی تھی' پس بولی سب کی ایک ہے۔ **کُنْ فَیَکُوْن** یعنی کن کہنے والے کے بھی اور فیکون جو کچھ ہو گیا وہ بھی وہی بولی بولتا ہے۔ یعنی بولی کے مراتب دو ہیں۔

ہستی مطلق وہی ہستی موہومہ جو **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کے پڑھنے اور سمجھنے یا اس پر عمل درآمد کرنے سے ثابت ہو سکتی ہے۔ جس وقت حضور سرکار دو عالم رحمت دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ راز کھل گیا تو آپ نے فرمایا: **رَاَیْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ** میں نے اپنے رب کو اپنے رب سے پہچانا۔

پھر فرمایا: **مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقُّ** جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق کو دیکھا۔

حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ سے سوال کیا کہ تم نے حق کو کس کس طرح پہچانا؟

تو کسی نے کہا کہ صدق و عبادت و سخاوت سے پہچانا اور کسی نے کہا کہ عدل، عبادت و سخاوت سے پہچانا اور کسی نے کہا کہ حیا، اور عبادت و سخاوت سے پہچانا اور کسی نے کہا کہ علم و قدرت سے پہچانا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کہا۔

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِ رَبِّیْ

یعنی میں نے اپنے رب کو اپنے رب کی آنکھوں سے دیکھا۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مجھ کو بھی یہی علم تھا۔

Marfat.com

جو یہ جواب دے خرقہ خلافت فقر اسی کا ہے۔

سلطان العارفین عاشق حق عارف حق حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تخم پاک معرفت کو آدم علیہ السلام کے زمانہ میں خوشہ ظاہر کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں انگور نمایاں کیے اور حضرت محمد رسول اللہ کے وقت اس کی صاف شراب کھینچی گئی اور امت کے زندوں نے اس شراب خالص کے پیالے لئے' بے خود ہوئے اور بلند آواز سے کہا۔

سُبْحَانَ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ ' سبحان اللہ میری شان کیسی اعلیٰ ہے۔

وَلَیْسَ فِیْ جُبَّتِی سِوَی اللّٰه ' میرے جبہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔

وَاَنَا الْحَقُ اور میں حق ہو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور نہیں ہے کوئی خدا مگر میں۔

مَا رَاَیْتُ شَیْئیٌ اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰهِ فِیْهِ ' یعنی میں نے نہیں دیکھی کوئی چیز مگر میں نے دیکھا اللہ تعالیٰ کو اس میں۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مَنْ نمے گویم انا الْحق یار می گوید بگو
چوں نگویم چوں مرا دلدار می گوید بگو

میں انا الحق نہیں کہتا بلکہ یار کہتا ہے کہو، میں کس طرح نہ کہوں جب کہ یار کہتا ہے کہ کہو۔

اگر تو دل کے کانوں سے سنے تو ہر دم انا الحق کی آواز ہر شئے سے نکلتی ہے اور اس آواز کے بغیر کوئی بھی جہاں میں نہیں ہے لیکن اس زمانہ میں یہ حال حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی قال کی صورت میں ظاہر ہوا یعنی حال اس قدر حاصل ہوا کہ حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے اور جلایا گیا۔ اس کی راکھ کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا لیکن کوئی بھی اس آواز کو بند نہ کر سکا۔ پس یاد رہے کہ وہ آواز منصور سے نہ تھی بلکہ یہ آواز اس سے قبل اِنِّیْ اَنَا اللّٰهِ درخت سے بھی آئی

Marfat.com

تھی، درخت بھی درمیان نہ تھا، کیا تعجب ہے کہ منصور سے آئی ہو اور منصور بھی درمیان نہ تھا، پس میرا دل تیرے وصل کے کعبے کا بہت مشتاق ہے اگرچہ ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہے لیکن باطنی نظر میں موجود ہے۔

اے یار! امید رکھ کہ جو چیز غائب ہے تیرے پاس حاضر ہو جائے گی اور باطن سے ظاہر میں آ جائے گی تا کہ صورت اور معنی کی خوبصورتی اور رعنائی یکساں تصور میں آئے اس لئے کہ جس کا باطن حضوری نور سے بھرپور ہے اسی طرح ظاہری نظر بھی حاضر و ناظر سے تعلق رکھتی ہے، اگر ناظر نظر میں حاضر کے حضور کی رغبت نہ رکھتا ہو تو باطن سے ظاہر کو آراستہ نہ کرتا۔

کہ جہاں صورت است معنی دوست
در بمعنی نظر کُنی ہمہ اوست

کہ جہاں صورت کی طرح ہے اور اس کے معنی دوست ہیں' اگر تو معنوں کا خیال کرے تو سب کچھ وہی ہے مگر معنی کی خوبصورتی اور رعنائی صورت آئینے کے بغیر نہیں دیکھی جاتی۔ اسی طرح صورت کا قائم رکھنا بغیر معنوں کی خوبصورتی کے محال ہے۔ پس صورت کا وجود معنی کے ظہور کی خاطر ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

چونکہ تیرے خیال میں میری دونوں آنکھیں لگی رہتی ہیں اس لئے جس کو میں دیکھتا ہوں یہی خیال کرتا ہوں کہ تو ہی ہے۔ پس جو نیست تھا وہ ہست ہو گیا جو ہست تھا وہ نیست ہو گیا۔ جو مقصود ہے وہ موجود ہے اس کے سوا جو موجود ہے وہ معدوم ہے اس لئے کہ اس کے چہرے کے ابرو کے طاق کے سوا اور کوئی محراب نہیں۔ شکر ہے خدا کا اور کوئی نہیں۔

اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ (الانعام: ۷۸)

یعنی تحقیق میں بری ہوں اس سے جو تم شریک بناتے ہو۔

Marfat.com

چناں در اسم او کن جسم پنہاں
کہ چوں گردد الف در بسم پنہاں

اس کے نام میں جسم کو اس طرح پوشیدہ کر جس طرح کہ الف بسم میں پوشیدہ ہے۔ اے یار! اگر تو عین دیکھے گا تو عین ہے اگر غیر دیکھے گا تو غیر ہے بلکہ عین غیب میں ہے۔ ہویت کے جمال پر نہیں۔

پس عبودیت اور ربوبیت دونوں ذاتی صفات ہیں جس وقت حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ربوبیت کی صفت غالب آتی اور عبودیت کی صفت محو ہو جاتی اس وقت جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے وہ کلام اللہ کی طرف سے ہوتا اور جب عبودیت کی صفت لوٹ آتی اس وقت جو کچھ زبان مبارک سے ارشاد فرماتے وہ حدیث ہوتی اور جبرائیل سے مراد یہی ہے۔ یعنی ان دونوں خواص کے درمیان خواطر ہیں جو عبودیت کی صفت میں ربوبیت کے حال کی خبر دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔

چوں در آید وصل را حالہ
گم شود گفتگوئے و لالہ

جب وصال کی حالت آ جاتی ہے تو ولالہ کی گفتگو گم ہو جاتی ہے بلکہ لاشریک لہ کے دائرہ وحدت میں ولالہ کا کیا کام۔

در عشق پیام در نگنجد
خود بود کہ خود پیغمبری کرد

عشق میں پیغام رساں کی گنجائش نہیں وہ آپ ہی تھا جس نے پیغمبری کی۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلْمُومِنُ مِیرَاتِ الْمُومِنِ، یعنی مومن، مومن کا آئینہ ہے۔

بے شک عاشق معشوق کا آئینہ ہے، یہاں ایک باریک راز ہے جس کی حقیقت جان کے ادراک کے سوا معلوم نہیں ہو سکتی یعنی عشق سے مراد آپ اپنے تئیں دیکھنا ہے، اس واسطے معشوق کا آئینہ موجود ہوا تو معشوق نے اپنی طرف دیکھا اور عاشق

Marfat.com

کو پایا یعنی جب اپنے خیال کے کمال کو دیکھا تو اپنا عاشق بن گیا۔ پس عاشق کی توجہ معشوق کی طرف معشوق کا مشتاق ہونا ہے عاشق پر یعنی اپنے آپ پر' پس عاشق معشوق کا آئینہ ہے اور معشوق عاشق کا آئینہ ہے۔ عاشق کا فعل معشوق اور معشوق کا فعل عین عشق ہے' یعنی جب آپ میں آیا تو اپنی صفت سے اپنے آپ کو اپنے پر ظاہر کیا' یعنی حسن حق کی دلہن معشوق کے پردہ میں جلوہ گر ہوئی اور قسم قسم کی تجلیات سے متجلی ہوئی۔ یعنی اپنے آپ کو تمام جہاں کی صورت میں اپنے آپ پر ظاہر کیا اور اچانک بے واسطہ مقام سے ندا آئی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرہ: ۱۶۳)

یعنی کوئی معبود نہیں مگر وہ بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

وہ رحم کرنے والا یعنی میرے سوا اور کوئی اور میں تیرے سوا نہیں۔

رحمت سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہے اور رحیم کا کفایہ اس کے شہود سے ہے جو کہ ظہورات کے صحراؤں میں ظاہر ہے یعنی اصل تو ہی ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ صفت ہے پس غیریت کا بادل جو درمیان میں حائل ہوتا ہے وہ لطف کی ہوا سے اڑ جاتا ہے۔ پس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنی مرتبہ اپنے آپ کو چاہا خدائے پاک کو پایا اور جتنی مرتبہ خدائے پاک کو تلاش کیا اپنے آپ کو پایا۔ اسی واسطے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ یعنی اپنی پہچان ہی خدائے پاک کی پہچان ہے۔

اے یار! شیخ اپنے تصرف سے طالب کے بطون میں نور ذکر پیدا کر سکتا ہے اور تخم محبت طالب کی زمین استعداد میں بو سکتا ہے لیکن خاصیت استعداد وجود طالب میں داخل نہیں کر سکتا۔

اے یار! توحید کی راہ پر سفر ہر وجود سے نہیں ہو سکتا اور ہر شخص کو اس کی ہمت نہیں ہے اگر کوئی شخص اپنی ہستی کا خیال رکھے اور اس کی ذات کو موجود جانے تو بے شک وہ اپنے شرک کا خود گواہ ہے اور جو شخص اس کی ذات کے خیال میں

Marfat.com

مستغرق ہو اور اپنے وجود کا بھی گمان کرے وہ بے شک کفر پسند کرتا ہے اور جو شخص اس کی ذات کے مقابلہ میں اپنی ذات کو موجود سمجھے اس کی ذات کی طلب بھی کرے بالکل نادان ہے، جس نے آپ کو دیکھا اس کو نہ دیکھا جس نے اس کو دیکھا آپ کو نہ دیکھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاتِیَکَ الْیَقِیْنَ

یعنی اپنے پروردگار کی عبادت کر جب تک کہ تجھے موت کا یقین آ جائے۔

Marfat.com

مشین ذاتی کا بیان

(پہلا عکس)

اے یار! حکیم مطلق نے روز ازل میں جسم انسانی کی مشین یعنی بانسری بنائی اور اس کو کل پرزوں سے درست کیا اور اس میں عظیم الشان طلسم قائم کر کے اپنی روح یعنی آواز اور پھونک اس میں بھر دی' چنانچہ حکیم قدیم ملائکہ کو حکم فرماتا ہے:

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ.

(ص: ۷۲)

یعنی پس جب میں اس کو ٹھیک بنا چکوں (یعنی جسم انسانی کی طلسمی مشین کو) اور پھونکوں اس میں اپنی روح (یعنی بھر دوں اس میں اپنی پھونک اور آواز) تو تم گر پڑو اس کے آگے سجدے میں۔

یعنی اس حیرت انگیز کارسازی و حکمت عملی کو دیکھ کر کہ بنایا کچھ اور کر دکھایا کچھ یا فوراً ہی سجدہ کرنا۔

پھر اس مشین کی کوک چڑھا کر اس کو عالم ناسوت میں بھیج دیا اور یہاں آتے ہی وہی بولی بولنے لگے جو حکیم مطلق نے اس میں بھر دی تھی۔

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بشنو از نے حکایت می کند
وز جدائی ہا شکایت می کند

بانسری سے سن کیا حال سناتی ہے اور ہجر و فراق کی کیا شکایت کرتی ہے۔

مطلب: روح انسانی جو اپنی اصل و سرشت کے لحاظ سے ایک پاک اور نورانی مخلوق ہے اس کا اصلی مقام ملکوت یعنی عالم ارواح تھا جہاں وہ ذات حق کی محبت اور ذکر وفکر کی سعادت سے بہرہ ور تھی اور ان تمام روحانی مصائب اور اخلاقی رذائل سے پاک تھی، جس کا گھر ناسوت یعنی عالم اجسام ہے لیکن جب وہ مشیت خداوندی جسم عنصری سے متعلق ہو کر عالم اجسام میں آئی تو یہ لازمی امر تھا کہ اس کی ان سابقہ سعادات میں

Marfat.com

کمی آ جائے جو عالم ارواح میں اسے میسر تھیں اور بغض و نفاق، نزاع و فساد، تکبر و کینہ وغیرہ رذائل غضبیہ اور حسد و طمع، ریا و فخر، بخل و خیانت وغیرہ مصائب شہویہ سے ملوث ہو جائے جو عالم سفلی کے لوازم سے ہیں اور یہ ایک بدترین نقصان کی حالت ہے جس کو عوام کی ارواح محسوس نہیں کرتیں جو اپنے دینوی کاروبار کے مشاغل اور خواہشات اور تمناؤں کی حس میں غافل ہیں۔ لیکن جو شخص قلب بصیر و سلیم اور نفس عبرت گیر رکھتا ہے یا اس نے تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس کی کتابوں کے مطالعہ سے سبق عبرت حاصل کیا ہے یا پیر کامل کی تربیت نے اس کے دل سے حجاب غفلت اٹھا دیا ہے، اس کی روح متنبہ ہو کر معلوم کرتی ہے کہ وہ کس اعلیٰ مقام سے تنزل کر کے کس ادنیٰ عالم میں آ اتری ہے اور کن کن سعادتوں سے الگ ہو کر کیسی آلودگیوں میں گھر گئی ہے۔ ایسی روح اپنے اس حرمان و خسران کو محسوس کر کے دست تاسف ملتی ہے اور روتی ہے۔

دو دہاں داریم گویا ہمچو نے
یک دہاں پنہاں است لب ہائے وے

گویا نے کی طرح ہم (بھی) دو منہ رکھتے ہیں (جن میں سے)
ایک منہ اس (حقیقی نے نواز) کے لبوں میں چھپا ہوا ہے۔

مطلب: نے کے متعلق ظاہر ہے کہ اس کے دونوں طرف سوراخ ہوتے ہیں، ایک سوراخ پر نے نواز لب رکھ کر اس کو بجانے کی غرض سے پھونک مارتا ہے دوسرے سوراخ سے نے کی آواز نکلتی ہے۔ اس اعتبار سے فرماتے ہیں کہ ہمارے بھی دو منہ ہیں ایک منہ فیاض مطلق سے واصل ہے جس کے ذریعہ سے فیضان غیب سے اسرار حقیقت کا القا ہوتا ہے دوسرے منہ کا ذکر آگے فرماتے ہیں۔

یک دہاں نالاں شدہ سوئے شما
ہائے ہوئے درفگندہ در سما

ایک (دوسرا) منہ تمہاری طرف آہ و فریاد کر رہا ہے (یہاں تک)
کہ آسمان میں بھی شور برپا کر دیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ایک منہ تو فیاض مطلق سے واصل ہو کر استفاضہ اسرار کر رہا

Marfat.com

ہے، دوسرے منہ سے ہم ان اسرار کو ارض وسما میں اشاعت دے رہے ہیں جس سے دنیائے غفلت میں ایک ہلچل پڑ رہی ہے۔

سر پنہاں است اندر زیر و بم
فاش اگر گویم جہاں برہم زنم

ہماری نیچی اونچی سروں میں ایک سربستہ راز مضمر ہے۔ اگر میں اس کو صاف صاف بیان کردوں تو گویا جہاں کو تہہ و بالا کر ڈالوں۔

مطلب: ہمارے مجمل اقوال میں وحدت الوجود کا راز مضمر ہے جس کو ہم کنایتہً اشارتہً کہنے پر مجبور ہیں اور اس مسئلہ کا مقصد یہ ہے کہ ماسوئی اللہ کا وجود کالعدم ہے، مگر چونکہ یہ بات عوام کے فہم وادراک سے برتر ہے اور لوگ اس مسئلے کا مطلب یہی سمجھیں گے کہ ماسوئی اللہ کچھ نہیں تو فرض و واجب اور حلال وحرام اور امر ونہی بھی کچھ نہیں، یہ لوگ احکام شریعت کو بے حقیقت سمجھنے لگیں گے جو نظام عالم کے بگڑ جانے کے مترادف ہے اس لئے اس مسئلے کو صاف طور پر نہیں کہا جا سکتا۔

آنچہ نے میگوید اندر ایں دو باب
گر بگویم من جہاں گردد خراب

نے (زیر و بم کے) ان دو سُروں میں جو کچھ کہہ رہی ہے اگر میں اس کو بیان کردوں تو عالم تہہ و بالا ہو جائے۔

بقول مولانا اسمٰعیل مرحوم ؎

منہ پہ لاؤں تو یہ کم ظرف بہک جائیں گے
بات جو پیر خرابات نے سمجھائی ہے

اور کیا خوب فرمایا ؎

لیک داند ہر کہ اورا منظر ست
کایں فغاں ایں سرے ہم زاں سرست

لیکن جس شخص کو چشم بصیرت حاصل ہے وہ جانتا ہے کہ اس سُرے کا نالہ و فریاد بھی اس سُرلے سے ہے۔

مطلب: ہر چند عوام کی نظر صرف آثار کے مشاہدہ پر محدود ہے اور موثر حقیقی

Marfat.com

تک اُن کا قدم ادراک نہیں پہنچتا، چنانچہ وہ اہل سلوک کے اقوال وکلمات کو صرف اپنی ذات سے منسوب کرتے ہیں اور یہ امران کے خیال میں نہیں آ سکتا کہ یہ سب الہامات الٰہیہ ہیں' جیسے کہ کوئی بے وقوف کوتاہ نظر آدمی نئے کے سوراخ زیریں سے نکلنے والے سُروں کو سن کر اتنا نہ سمجھے کہ اس آواز کا محرک دراصل نے نواز ہے مگر جو لوگ چشم بصیرت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان بھی ایک پرتو ہوتی ہے اس شان پیغمبری کی کہ

وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ٥ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى (النجم: ۳)

جو کچھ بولتے ہیں اپنی ذاتی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ وہ وحی ہوتی ہے۔

برسماع راست ہر کس چیز نیست
طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست

سچی بات کے سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہوتا چنانچہ ہر حقیر پرندہ کی خوراک انجیر نہیں ہوسکتی۔

مطلب: پختہ کاراں منازل عشق کا حال عوام کے آگے کیا بیان کیا جائے جب کہ وہ اس کے سننے کی قدرت ہی نہیں رکھتے، اگر بیان کیا جائے تو ان کی جانب سے شکوک وشبہات بلکہ ردو انکار کا احتمال ہے۔ دیکھو انجیر کیا مزے دار میوہ اور عجیب الخواص پھل ہے مگر خاص خاص پرندے ہی اس کو کھا سکتے ہیں، ہر پرندے کا یہ بل بوتہ نہیں کہ اس کو کھائے اور ہضم کر سکے۔

در نیابد حال پختہ ہیچ خام
پس سخن کوتاہ باید والسلام

ترجمہ: کوئی ناقص (آدمی) کامل کا حال معلوم نہیں کر سکتا پس قصہ کوتاہ کر دینا چاہئے اور ہمارا سلام ہے۔

مطلب: حالات عشق کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ پختہ کار لوگوں کے حالات ہیں جو دریائے مشاہدہ سے میسر نہ ہونے میں بمنزلہ ماہی ہیں۔ غیر ماہی یعنی ناقص لوگ ان حالات کو معلوم نہیں کر سکتے کیونکہ یہ لوگ اجمالی یقین کے چلّو بھر فیضان سے

Marfat.com

سیراب ہونے والے ہیں اور مذکورہ حالات ایک قلزم ناپید کنارا ہیں' لہٰذا نا اہل لوگوں کے سامنے اس قصہ کو طول دینا غیر مناسب ہے کہ مبادا فساد نہ پھیل جائے۔ باقی رہے محروم لوگ ان کا ذکر ہی فضول ہے وہ اس کوچہ ہی سے آشنا نہیں۔

حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

در پس طوطی منقسم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

اگر اس مشین کو کھول کر دیکھو تو بجز گوشت پوست وخون واستخواں وغیرہ کے اور کچھ بھی نہیں پاؤ گے بانسری کی طرح پیٹ خالی ہے۔

اے یار! اب تم اس پر غور کر سکتے ہو کہ یہ آواز کس کی ہے اور اس جسم میں جان یعنی روح کیا شئے ہے اور یہ گفت وشنید کون کرتا ہے اور یہ اسی طلسم ساز کبیر الشان کی طلسم سازی ہے کہ اس ننھے سے جسم انسانی میں عالم کبیر کہ نہ جس کی ابتدا ہے نہ انتہا' عقول ملائکہ کو چکر میں ڈال دیا ہے اور وہ پکار اٹھے۔

سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (البقرہ: ۳۲)

ترجمہ: ہر عیب سے پاک تو ہی ہے۔ کچھ علم نہیں ہمیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھا دیا ہے تو ہی علم وحکمت والا ہے

اے یار! وہ کون سا علم ہے کہ جس کی عالم ملکوت کو ہوا بھی نہ لگی ہو۔ وہ علم ہی ہے کہ پہلے مٹی کی مورت بنائی اور جب نقشہ ازلی کے مطابق یہ طلسم خاکی تیار ہو گیا تو اس منقش ومزین پتلہ کے دل میں اپنی روح پھونکی اور آنکھ بچا کر تخت شاہی پر خود ہی جلوہ فرمایا اور شاہ نشین کے تین جھروکوں میں سے ملائکہ کو حکم ہوا کہ فقعوا سجدین گر پڑو اس کے آگے سجدہ میں کہ دراصل وہ میں ہی ہوں۔

Marfat.com

مشین ذاتی کا بیان

(دوسرا عکس)

انسان عالم صغیر ہے اور اس کے ماسوا عالم کبیر۔ اس عالم صغیر میں عالم کبیر کے تمام اجزا شامل ہیں چنانچہ جو کچھ قلم میں مجمل ہے وہ انسان کی روح میں مجمل ہے اور جو لوح میں مفصل ہے اور جو کچھ عرش پر ہے وہ انسان کے جسم میں ہے اور جو کچھ کرسی میں ہے وہ انسان کے نفس میں ہے۔ اس لئے تو کہتے ہیں کہ انسان اگر غور و فکر اپنے وجود کے بارے میں کرے تو یہی اس کے لئے کافی ہے کہ انسان سے کوئی چیز خارج نہیں۔

کیا تم نے حق تعالیٰ کا وہ قول نہیں سنا۔

اِقْرَاْ کِتٰبَکَ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا (بنی اسرائیل: ۱۴)

تو جو اس کتاب کو پڑھتا ہے وہ تمام آنے والی اور گزری ہوتی باتوں کو جان لیتا ہے اور جو اسے پورا نہ پڑھ سکے تو اس میں سے اتنا تو پڑھے جتنا اسے میسر آئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ

(حٰم السجدہ: ۵۳)

ہم عنقریب ان کو اطراف (عالم) میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں دکھا دیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ حق کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (الذّٰریٰت: ۲۱)

وہ تمہارے نفسوں میں ہے پس کیوں نہیں دیکھتے۔

قصہ مختصر جو کچھ عالم کبیر میں موجود ہے وہ عالم صغیر میں پایا جاتا ہے مثلاً عالم کبیر میں ایک بادشاہ ہوتا ہے جس کا حکم سارے ملک میں لاگو ہوتا ہے اور رعایا میں اس کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ عالم صغیر میں اس کی جگہ روح اصل ہے کہ یہ عالم امر سے ہے اور بدن کے ملک میں اس کا اختیار ہے اور بدن کے تمام عضو روح کے فرماں بردار ہیں۔ اس عالم میں بادشاہ کا ایک وزیر ہوتا ہے جس کے ذمے سلطنت کا اچھی طرح

Marfat.com

سے انتظام کرنا اور حکومت کے کاموں کو بخوبی انجام دینا ہوتا ہے یہاں عقل ہے کہ وزیر کے فرائض انجام دیتی ہے۔ عالم کبیر میں ایک وہ بادشاہ ہوتا ہے کہ اس سے بڑا کوئی نہیں ہوتا اور اسے شہنشاہ کہتے ہیں یعنی خدائے عزوجل۔ عالم صغیر میں روح شہنشاہ ہے جو رب تعالیٰ کے احکام میں سے ایک حکم ہے۔

عالم کبیر میں شہنشاہ کا ایک رکن اعظم ہے جسے معتمد علیہ اعظم، نائب کل اور خلیفۂ مطلق کہتے ہیں اور وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال ذات پاک ہے جس کی نظیر ملنا محال ہے۔ عالم صغیر میں عقل ہے جو حقیقت محمدیہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کے عکسوں میں سے ایک عکس اور انہیں کا پرتو ہے۔ عالم کبیر میں شہنشاہ حقیقی کا عرش عظیم ہے کہ اسے باری تعالیٰ سے خاص نسبت ہے اور عالم صغیر میں دل ہے کہ روح کا مقام خاص ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی بڑی ہی شان والی بلند کرسی ہے اور یہاں دماغ کا درجہ بہت اونچا اور بلند ہے۔ وہاں لوح محفوظ ہے جس میں تمام ماضی، حال اور مستقبل درج ہے اور یہاں قوت خیالی ہے کہ تمام صورتیں، شکلیں اور رنگتیں اور جو کچھ پانچ ظاہری حواس سے سمجھا جا سکتا ہے، سب قوت خیالی میں محفوظ ہے۔ وہاں باری تعالیٰ کی قدیم حقیقت کا معلوم کر لینا محال و ناممکن ہے یہاں حقیقت روح کا سمجھ لینا دشوار اور ناممکن ہے۔ وہاں تمام مملکت میں باری تعالیٰ غالب ہے اور ہر جگہ اس کا حکم چھایا ہوا ہے اور اپنے علم و قدرت سے وہ ہر جگہ موجود ہے اور کسی مکان میں نہیں، یہاں روح تدبیر و تصرف کے ساتھ بدن میں ہر جگہ موجود ہے پھر بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں مکاں میں ہے۔ وہاں جب مثلاً خدا نے زید کو پیدا کرنا چاہا تو پہلے ارادۂ الٰہی توجہ فرماتا ہے اور پھر اس ارادہ کا نتیجہ یعنی اس ہیئت وشکل اور رنگ روپ میں زید کی پیدائش لوح محفوظ میں ظاہر ہو جاتی ہے وہاں ملاء اعلیٰ کے فرشتے لوح محفوظ کا مطالعہ کرنے والے اس پر آگاہی پاتے اور خبردار ہو جاتے ہیں اور پھر ان کے ذریعہ برجوں اور آسمانوں کے ستاروں پر موکل فرشتے کو خبر ہوتی ہے اور پھر ان کے واسطے سے عناصر رابعہ (مٹی، آگ، پانی اور ہوا) کے فرشتوں کو خبر پہنچتی ہے اور وہ جسموں میں اثر کرتے ہیں اور زید کے ماں باپ کے جسم کی طاقتوں کو حرکت دے کر دونوں کو اکٹھا کرتے ہیں اور اب زید کی وہ انسانی صورت، جو ارادۂ الٰہی کے مطابق لوح محفوظ میں نقش ہے، اسی شکل وصورت میں ماں کے رحم میں قرار

Marfat.com

پکڑتی ہے اور چونکہ اس حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں لہٰذا اسی حکم الٰہی سے زید پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کام کو شروع فرما کر انجام تک پہنچانا نہ چاہے تو زید کی پیدائش میں نقصان واقع ہو جاتا ہے مثلاً حمل گا گر جانا یا ہر وہ تبدیلی جو خدا کی مرضی ہو۔ اسی طرح عالم صغیر میں سمجھنا چاہئے مثلاً تیرے دل نے چاہا کہ تُو بِسْمِ اللّٰہ لکھے تو یہ تیرا پہلا ارادہ ہے پھر اس بسم اللہ کی صورت تیرے دماغ کی تختی پر نقش ہو گی کہ میں اس طرح لکھوں گا اور اس کے بعد تیرے بخارات لطیفہ اور ارواح حیوانیہ میں حرکت پیدا ہو گی اور اس کے بعد پٹھوں اور بدن کے حصوں میں اور وہاں سے انگلیوں اور پوروں میں حرکت ہو گی اور تیری جو خواہش تھی یعنی بسم اللہ لکھنا وہ پوری ہو جائے گی اور جب یہاں کوئی رکاوٹ نہیں تو اسی طرح لکھے گا جیسا تو نے ارادہ کیا تھا اور اگر لکھتے وقت تیرے دل میں یہ خیال آیا کہ اسے پورا لکھوں تو تجھے اس پر بھی قابو ہے یا لکھتے وقت اس صورت کے علاوہ جو میرے دل میں آتی تھی، کسی اور طرح لکھنا چاہے تو تجھے اس صورت کے علاوہ جو پہلے تیرے دل میں آئی تھی، کسی اور طرح لکھنا چاہے تو تجھے اس پر بھی اختیار ہے۔

عالم کبیر میں قیامت ہے جو ساری مملکت کو فنا کر دے گی اور ذات باری کے علاوہ ہر چیز ناپید ہو جائے گی۔ عالم صغیر میں موت ہے کہ بدن کی ساری مملکت کو درہم برہم کر دے گی اور سوائے بادشاہ جسم (روح) کے کچھ باقی نہ رہے گا۔ ان باتوں سے تمہیں اچھی طرح پتہ چل گیا ہو گا کہ جو اپنے نفس کو جان لیتا ہے اسے معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی بہت سی صفات دے کر پیدا فرمایا۔

عالم کبیر میں بادشاہوں کے دربار کے کچھ مقرب ہوتے ہیں یہاں جگر تلی وغیرہ مقرب ہیں، وہاں بادشاہوں کو ایک خزانچی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں خیال اور حافظہ ہے۔ وہاں عرضیاں گزارنے والے اور پرچہ نویس ہوتے ہیں۔ یہاں یہ کام حس سے ہوتا ہے کہ جو کچھ حواس کے راستے اسے پہنچتا ہے وہ نفس ناطقہ تک پہنچاتی ہے وہاں بادشاہوں کی سواریاں ہوتی ہیں۔ یہاں تیرے دونوں پیر ہیں کہ تو ان سے چلتا ہے، وہاں بادشاہوں کو دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے لشکر درکار ہے۔ یہاں تیرے دونوں ہاتھ ہیں جو موذیوں کو دفع کرتے ہیں، وہاں شاہی مال گزاری اور مطالبے کی وصولی کے لئے تحصیل دار درکار ہے۔ یہاں قوت شہوانی ہے

Marfat.com

کہ کھانے پینے اور تمام ضرورت کی چیزوں کو طلب کرتی اور جمع کرتی ہے، وہاں کوتوال ہوتا ہے۔ یہاں قوت غضب ہے کہ کوتوال کی طرح سیاست کے کام کرتی ہے، وہاں جاسوس ہوتے ہیں۔ جو خارجی حالات کی خبریں شاہی دربار کو دیتے ہیں۔ یہاں پانچوں حواس (دیکھنا، سننا، چکھنا، سونگھنا اور چھونا) جاسوس ہیں کہ تمام بیرونی حالات کی اطلاع جس کے ذریعے پہنچاتے ہیں، وہاں خدمت گار ہوتے ہیں جو اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ یہاں ہضم کرنے والی، غذا پہنچانے والی، جسم بڑھانے والی، غذا کو روکنے والی اور فضلہ کو خارج کرنے والی قوتیں ہیں کہ ہر ایک اپنا کام انجام دیتی ہے، وہاں باورچی خانہ ہوتا ہے۔ یہاں معدہ ہے، وہاں باورچی ہے۔ یہاں حرارت ہے جو ہر قسم کی غذا کو پکاتی ہے، وہاں رنگ ریز ہوتا ہے۔ یہاں جگر رنگ ریز کا کام کرتا ہے کہ ہر قسم کی غذا کو سرخ رنگ دے کر خون بناتا ہے، وہاں سقہ ہوتا ہے۔ یہاں گردے ہیں کہ پانی کو خون سے الگ کر کے مثانہ میں ڈالتے ہیں اور مثانہ اسے باہر نکال دیتا ہے، وہاں بادشاہوں میں ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑا رہتا ہے جو ایک دوسرے کی مملکت کو خراب اور برباد کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں بیماریاں ہیں جو روح کی مملکت میں داخل ہو کر روح سے جھگڑتی ہیں اور اس کے ملک کی ویرانی پسند کرتی ہیں اس باہمی لڑائی کو بحران کہتے ہیں۔ وہاں دونوں طرف کچھ مدد اور کمک ہوتی ہے یہاں بیماری کی مدد بد پرہیز گاری کم علمی اور حکیم کی ناتجربہ کاری ہوتی ہے اور روح کی کمک دوا پرہیز طبیب کا تجربہ ہے جو دشمنوں کی تدبیریں خاک میں ملا دیتی ہیں۔ وہاں چور ہیں یہاں ہماری رگیں چوری کر کے غذا کو معدے سے جگر میں پہنچا دیتی ہیں۔ وہاں رعایا میں نیک اور بد ہیں یہاں اچھی سیرتیں اور بری عادتیں ہوتی ہیں وہاں عناصر اربعہ ہیں یہاں چار اخلاط (خون، بلغم، سودا اور صفرا) ہیں وہاں چمکدار ستارے ہیں جو اپنی روشنی سے فضا کو روشن اور اندھیرے میں چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہاں بصارت اور بصیرت کی روشنیاں ہیں کہ چمکانے اور روشن کرنے کا کام پورا کرتی ہیں۔ وہاں پہاڑ ہیں کہ ان کی وجہ سے زمین ٹھہری ہوئی ہے یہاں پہاڑوں کی طرح ہڈیاں ہیں کہ بدن انہیں سے قائم ہے وہاں نباتات اور درخت ہیں یہاں ان کی مثل بال ہیں وہاں نہریں ہیں جن میں پانی بہتا

Marfat.com

ہے یہاں رگیں ہیں جن میں خون دوڑتا ہے۔ وہاں طرح طرح کے میٹھے، کھاری، بدمزہ اور بدبودار چشمے ہیں یہاں منہ کا چشمہ میٹھا ہے تاکہ ہر کھانے کا مزہ اپنی جگہ رہے اور آنکھوں کا چشمہ کھاری ہے تاکہ آنکھیں باقی رہیں کیونکہ آنکھوں میں چربی بہت ہے اور بلا نمک کے چربی نہیں رہتی اور کانوں کا چشمہ کڑوا اور شور کرنے والا ہے اس لئے کہ کانوں پر حفاظت کا کوئی پردہ نہیں لہٰذا حکمت الٰہی نے یہ چاہا کہ اس چشمہ کو بدمزہ اور سخت پیدا کرے کہ کیڑوں وغیرہ کے گھسنے سے بچا رہے اور ناک کا چشمہ بدبودار ہے تاکہ وہ خوشبو کی قدر کرے۔ وہاں برسنے والے بادل ہیں کہ زمین سے اٹھ کر اوپر جاتے ہیں اور پانی ہوکر برسنے لگتے ہیں۔ یہاں بخارات ہیں کہ آنکھ کی رطوبتوں تک پہنچ کر آنسو بن کر ٹپکتے ہیں۔ وہاں پانی کا طوفان ہے یہاں رطوبت کا سیلاب ہے۔ وہاں ہواؤں کا طوفان ہے یہاں ریاح کی زیادتی۔ وہاں زمین کے زلزلے یہاں کپکپاہٹ اور رعشہ وہاں بدبودار چیزوں کی تبدیلی سے حیوانات پیدا ہوتے ہیں یہاں بلغم کی تبدیلی سے مختلف جراثیم باریک کیڑے اور کدو دانہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ وہاں ابلیس اور شیاطین ہیں یہاں نفس امارہ، وہاں جنت اور دوزخ ہے یہاں تندرستی اور بیماری۔ جنت میں نعمتیں ہیں اور دوزخ میں عذاب۔ یہاں تندرستی میں نعمتیں حاصل ہوتی ہیں جو چاہو ہو کر دکھاؤ پیو پہنو اور عیش کرو اور بیماری میں عذاب معلوم ہوتا ہے۔ کھانے پینے میں کوئی مزہ اور لطف نہیں آتا، نیند آتی ہے نہ راحت نصیب ہوتی ہے۔ وہاں فرشتے ہیں کہ اللہ کے حکم سے عالم کا انتظام کرنے پر مقرر ہیں اور یہاں لطیف بخارات کہ روح کے فرمان کے مطابق ہر جگہ بدن میں رہتے ہیں اور روح کا حکم جاری کرتے ہیں جب تو چلنا چاہتا ہے تو تیرے پاؤں کے پٹھوں کو پھیلاتے اور سمیٹتے ہیں اور جب تو لینے کا ارادہ کرتا ہے تو تیرے ہاتھوں کے پٹھوں کے ساتھ یہی کرتے ہیں۔ وہاں دلچسپ نغمے اور ساز ہیں یہاں انسانی خلق کی آواز باجوں کی مانند ہے۔ وہاں زراعت ہے یہاں اولاد۔ وہاں چکی ہے۔ یہاں دانت۔ وہاں چلمن پڑے ہوئے منظر ہیں یہاں پلکوں سے چھپی آنکھیں۔ وہاں موت ہے یہاں نیند۔ وہاں مرنے کے بعد جینا یہاں سونے کے بعد جاگنا۔

غرض اُس عالم اور اِس عالم سے تعلق رکھنے والی بہت سی چیزیں ہیں انہیں نہ ہم

Marfat.com

شمار کر سکتے ہیں نہ ہمارا علم ان کا احاطہ کر سکتا ہے۔ لہٰذا ان سب باتوں کو علم الٰہی کے حوالے کر کے ہم آیہ کریمہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

قَالُوْ سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ

(البقرہ: ۳۲)

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ تُو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ بے شک تو دانا (اور) حکمت والا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ اُس عالم میں جو کچھ ہے چاہے وہ ہمارے علم میں آئے یا نہ آئے ویسی ہی اس کی مثال اِس عالم میں پائی جاتی ہے خواہ ہمیں اس کی جانکاری ہو یا نہ ہو۔ لازم ہے کہ اوپر لکھی مثالوں پر خوب غور کریں۔ سیر ناسوتی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جاننے اور پہچاننے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے اپنی قوت کے مطابق سیر ناسوتی لازمی ہے کہ اسی سے آدمی کو پہنچانے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے ورنہ وہ جاہلوں سے بھی برا سمجھا جاتا ہے۔

Marfat.com

حلیہ عکس نقشہ ازلی

(مظہر کمالیت خالق)

مظہر جلالیّت

نفسِ شیطان ہے

اس میں سات گن یہ ہیں: بُغض، حسد، حرص حسرت، ہوا، گمان مرتبہ خودنمائی۔ مرتبہ خود پسندی وغیرہ کو ہستی موہومہ کہتے ہیں۔ اُقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِسَیْفِ الْمُجَاهِدَاتِ وَالْمُخَالِفَاتِ یعنی اپنے نفسوں کو مجاہدوں اور مخالفتوں کی تلوار سے قتل کرو۔ قَتَلَ نَفْسَهٗ فَاَنَا دِیَتُهٗ جس نے اپنے نفس کو قتل کیا۔ اس کا خون بہا ہوں میں۔

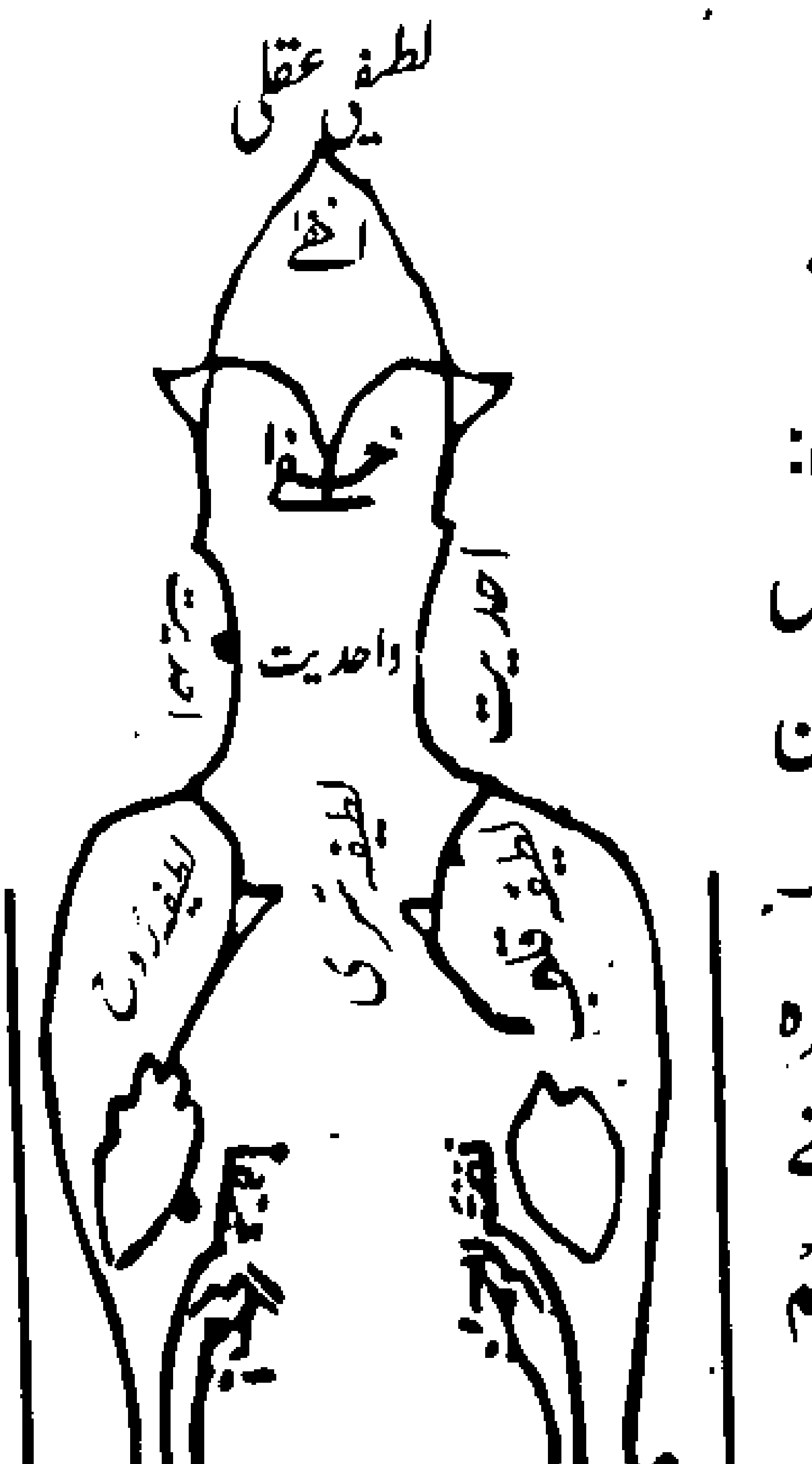

مظہر جمالیّت

نفسِ رحمان ہے

اس میں سات گن یہ ہیں: حَیٌّ، عَلِیْمٌ، قَدِیْرٌ، مُرِیْدٌ، سَمِیْعٌ، بَصِیْرٌ، کَلِیْمٌ۔ وغیرہ کو ہستی مطلق کہتے ہیں۔ ہستی مطلق و موہومہ یہ دونوں دریا وجود انسانی میں جاری ہیں۔ اور ان میں سے ایک برزخ ہے جس کی شان میں مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ ط وارد ہوا ہے۔ وہ صرف ہستی مطلق ہے اور

Marfat.com

ہستی موہومہ ایک برزخ ہے۔ یعنی حجاب ہے جس وقت وجود انسانی میں جلوہ نمائی ہستی مطلق کی ہو جائے۔ تو ہستی موہومہ محو ہو جاتی ہے۔ اگر جلوہ نمائی ہستی موہومہ کی ہو جاوے تو ہستی مطلق محو رہتی ہے۔ افسوس صد افسوس۔

اے ہم نے بہت ڈھونڈا نہ پایا　　اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا
جب تک ہے بندگی اور خدائی کا حجاب　　بندہ کو بھلا کہیں خدا ملتا ہے

اے یار! یہ حجاب ہستی موہومہ بڑا حجاب ہے اس حجاب نے بہت سے لوگوں کو ہلاک و تباہ کر دیا ہے یہ حجاب سوائے تعلیم پیر و مرشد کے رفع نہیں ہو سکتا۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشِ اللّٰہِ تَعَالٰی

یعنی مومنین کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی (طٰہٰ: ۵)

یعنی خدائے تعالیٰ عرش پر استویٰ ہے۔

جب مومن کا دل عرش ٹھہرا تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندے کے دل پر استویٰ ہے۔

اے یار! دل میں سوچ اور اپنے نفس میں فکر کر کہ تو کون ہے اور کیا تھا' کیا صورت پائی' تیرا اصل کیا ہے۔ گوش ہوش سے سن کہ تیری اصل ذات کیا ہے؟۔ اول منزل میں حقیقت محمدی نام پایا' دوسری میں حقیقت انسانی' تیسری میں روح' پھر مثال پھر تیرے رہنے کو یہ جسم کثیف ملا تا کہ تو اپنی اصل کو بھول جائے، اس جسم کثیف نے اپنی کثافت کا اثر ڈالا' اس اثر صحبت نے تجھ کو اپنے ساتھ شامل کر لیا اور تو کہنے لگا کہ میرا جسم ہے' میں جسم ہوں' میں فلاں کا باپ ہوں' فلاں کا بیٹا ہوں' بھوکا ہوں' میں پیاسا ہوں' میں ننگا ہوں میں اندھا ہوں' میں لنگڑا ہوں' میں عاجز ہوں۔

اے یار! نہ تو جسم ہے نہ تیرا جسم ہے' نہ تو کسی کا باپ ہے نہ بیٹا' نہ بھوکا نہ پیاسا' نہ ننگا' نہ اندھا نہ لنگڑا اور نہ عاجز۔

Marfat.com

غرض جو کچھ ہے ان صفات سے موصوف ہے۔ یہ جسم ہی جسم ہے۔ باپ ہے تو جسم' بیٹا ہے تو جسم' مرشد ہے تو جسم' طالب ہے تو جسم' عاشق ہے تو جسم' معشوق ہے تو جسم' کل عیوب جسم میں ہیں تجھ میں کوئی عیب نہیں، تو روح پاک ہے، تو خلیفۃ اللہ ہے۔ یہ جسم ایک اعتباری وخیالی لباس ہے۔ جب تو نے ہزاروں ایسے لباس بدل ڈالے تو ایک دن اس کو بھی اتار دے گا۔ اس کے ہونے سے تیرا کسی طرح نہ پہلے ہرج و نقصان تھا نہ پھر ہوگا۔ تو جیسا تھا ویسا ہی رہے گا بلکہ اس کے ساتھ محبت کرنے سے پستی میں گرے گا اور ہمیشہ مبتلائے غم والم رہے گا۔

پس اس سے محبت کا رشتہ توڑ اور اس کی الفت سے منہ موڑ، تاکہ عذاب سے چھوٹ جائیں اور اپنے اصلی وطن میں پہنچ کر آرام پائیں، حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ یعنی اصلی وطن سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے فرزند تو اپنے اندر فکر کر، جو چیز تجھ کو مطلوب ہے اپنے ہی میں طلب کر۔ وہ اپنے ہی اندر پائے گا کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں یعنی تیرا مرض تیرے اندر ہے۔ تو نہیں جانتا وہ ابھی تیرے ہی پاس ہے، تو نہیں دیکھتا اور تو گمان کرتا ہے کہ میں چھوٹا سا جسم ہوں اور حقیقت میں تیرے اندر ایک عالم اکبر لپیٹا ہوا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان میں عالم اکسیر مندرج ہے یعنی تو وہ اُم الکتاب ہے اور علم کتاب کا تیرے اندر ہے۔

Marfat.com

حقیقت روح

ڈرتا ہوں میں زبان سے نکالوں جو نام دل
اللہ و بس کہوں میں اور ہوں غلامِ دل

تشبیہ و تنزیہہ تو ہے آنکھوں کے سامنے
پر طے کیا کسی نہ صبح و شامِ دل

دریائے نیل میں غوطہ لگایا ہزار بار
لیکن نہ کہہ سکا میں حالِ تمام دل

اس عالمِ وجود میں بس دِل ہے محترم
غافل سے بندھ سکا نہ مگر احترامِ دل

غافل خدا سے مرتے ہیں جنت کے عیش پر
کیسے رسائی نفس کی ہو در مقام دل

اگر طالب صادق بصدق و اخلاص ورطہ جہالت سے نکل کر شغل ہمہ اوست میں مشغول ہو جائے وہ خود ہمہ اوست ہو جائے اور لطافت ذاتی سے روح جس شئے کے مقابل ہوتی ہے اس کی رنگت روح میں نمایاں ہوتی ہے۔ اگر جہل سے متصل ہے تو صورت جہول روح کی ہے۔ اگر علم سے روبرو ہے تو خوئے علم اس میں عیاں ہے۔ اگر ذات لامحدود کے سامنے ہے تو جمیع فروعات وصفات کو چھوڑ کر ذات لامحدود ہو جاتی ہے، اس وقت ایسی لذت حاصل ہوتی ہے کہ تمام لذات دارین اس کے سامنے ہیچ ہیں۔

پس سالک کے لئے ضروری ہے کہ اپنی روح کی حقیقت سے آشنا ہو کر بے خود و لذت یاب ہو اور معنی **ھُوَ الْاَوَّلُ وَھُوَ الْاٰخِرُ** اس کے سینے میں آفتاب سے زیادہ منور ہو۔

اے یار! جس نے حسب ارشاد پیر و مرشد کوشش و ریاضت کے ذریعہ سے تحقیق وتمیز کر کے اپنے نفس کو پہچان لیا وہ حق سے واصل ہو گیا اور جس کو خودشناسی حاصل نہیں ہوئی وہ چاہے ہفت اقلیم کا بادشاہ ہو، صاحب کرامت ہو تو مرتبہ پستی میں تباہ ہو گیا۔

عارفان حق فرماتے ہیں کہ جب تک دل کلی طور پر ماسوا سے خالی نہیں ہے۔ تمام عبادت نماز روزہ ظہور کرامت داخل شرک و نفاق ہے کہ روزہ رکھنا کام مریضوں کا ہے، نماز ادا کرنا کام ضعیف و بے کاروں کا ہے، مسافرت کام سوداگروں کا ہے، حج کرنا

Marfat.com

کام حاجیوں کا ہے اور جہاز کی طرح پانی سے گزرنا جانا کام مکھیوں کا ہے' راہ خشکی طے کرنا کام کتوں کا ہے اور لنگر جاری کرنا کام باورچیوں کا ہے، زر نقد دینا کام بادشاہوں کا اور صرافوں کا ہے، مریدوں کو جمع کرنا کام خودستائیوں کا ہے اور مرید کرنا کام خودنماؤں کا ہے' مسجدیں و خانقاہیں بنوانا کام بازاریوں کا ہے اور نفی اثبات کام آہن گر کا ہے اور اظہار کرامت فعل جادوگر کا ہے، کسی کے حق میں بددعا کرنا کام جلادوں کا ہے اور نیکی کی دعا کرنا کام سودخوروں کا ہے، خلق کو رجوع کرنا وقدم بوسی کی خواہش کام بتوں کا ہے اور خطاب قطب حاصل کرنا کام جوانمردوں کا ہے' سوائے تسلیم و رضا جو کام بیان کئے گئے ہیں' وہ کام سب مشائخی کے ہیں اور مشائخی ایک چاہ عمیق ہے کہ ہزاروں سالک اس میں غرق ہوگئے ہیں اور پھر باہر نکلنے کی طاقت نہ ہوئی اور جوانمردی کی عادت یہ ہے کہ کار سے بیکار اور مراد سے نامراد اور امید سے ناامید اور خودی سے ازخود رفتہ ہو جائے۔

علم ظاہر سے ترک کر مسعود   معرفت میں لیک ہے مردود
دین و دنیا کا ترک کر مقصود   تب کھلے تجھ کو ذات لا محدود

چونکہ مراتب و درجات لذات جہانی محض فانی ہیں' ان کے لئے مشقت اٹھانی سراسر نادانی ہے اور عبادت باریا غفلت کی نشانی ہے' جو کشف و کرامات کا حریص ہے وہ درویش و عارف نہیں ہے، وہ معزور تسخیر قلوب کا طامع ہے اور طالب کو دنیا و عقبیٰ کی نعمتوں پر فریفتہ ہونا مقصود بالذات سے منہ موڑنا ہے۔

اے عزیز! بے حق آگاہی بادشاہی بھی جان کی شامت ہے اور کرامت شرمندگی و ندامت ہے، اور زہد باریا موجب طعن و ملامت ہے۔ اور عالم موہوم میں بے خود ہو کر اصل خود سے واصل ہونا امن و سلامت ہے اور راہروان حق کو حقیقت معرفت نعمت ہے۔

سبحان اللہ عجب وہ دلدار ہے کہ ہر موئے اس کی گرفتار ہے اور گرفتار کے لئے بازار ہے اور ہر بازار کے لئے خریدار ہے اور ہر خریدار کے لئے افکار ہے اور ہر افکار کے لئے اسرار ہے اور جب کہ وہ جمیع فروعات میں موجود ہوا تو اس اصل سے بے شمار

Marfat.com

فروعات کا اظہار ہوا اور شرک کا بازار گرم ہوا۔

لیکن فروع کہ اپنی اصل سے آگاہ و خبردار ہے، اس کی نظر میں مشرک خطاوار ہے کیونکہ وہ یکتائی وحدت میں استوار ہے۔

اے یار! بہت روزنوں (روشن دانوں) میں عکس افگن ہونے سے آفتاب میں کثرت نہیں ہوتی۔ ویسے ہی کعبہ و بت خانہ دو مکان ہیں اور مکین دونوں میں رہنے سے دو نہیں ہیں جب کہ معاملہ رضا پر ٹھہرا تو فرق نیک و بد بجا ہے۔ جو اس کی رضا ہو زیبا ہے جس میں چوں و چرا محض خطا ہے' اس کی گلزار حکمت میں گل و خار تمام با کار ہیں اور اس کی وحدت سے تمام کثرت نمودار ہے تو دوئی کا تعصب محض بے کار ہے۔

اے یار! تیرے لئے ضروری ہے کہ تمام مراتب و لذات جہانی عذاب و ثواب' کفر و ایمان' کعبہ و بت خانہ اور بہشت و دوزخ سب کو یک جا کر کے معرفت کی چکی میں پیس ڈال اور غلبہ عشق میں ان کی گولیاں بنا کر دریائے وحدت میں غرقاب کردے۔

اے یار! طالب حق کا متوجہ ہونا طرف نیستی کے ہے جو کہ سرحد وادی حیرت اور مقام تجلی نور ذات سبحانہ و تعالیٰ کا مرتبہ درجہ ممکنات سے ہے۔

پس چاہئے کہ خلوت و عزلت و انجمن و اکل و شرب کے معاملات اور کل حالات میں اپنی حقیقت اصلی کو نصب العین جانے اور اس کو حاضر و ناظر جانے اور کسی لحظہ اس سے غافل نہ ہو بلکہ تمام اشیائے عالم کو اسی سے قائم یا وہی جانے۔

جو نقش کہ اس تختہ ہستی پہ ہویدا ہے
اس نفس کی صورت میں نقاش ہی پیدا ہے

Marfat.com

شرح قلب صنوبری

قلب کے مرتبہ سے توحید حضوری منکشف ہوتی ہے اور طالب صادق کو پہلے ہی روز ثابت ہو جاتا ہے کہ میری ہستی پہلے کیا تھی اور اب کیا ہے، اس کے مراقبہ کے تصور سے علم حاضرات معرفت توحید میں پہنچ جاتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں داخل ہو جاتا ہے، اور زندہ و گذشتہ مومن مسلمان اور اولیاء اللہ کی ارواح سے ملاقات ہوتی ہے اور مراقبہ کے علم حاضرات سے نو آسمانوں عرش و کرسی لوح و قلم اور زمین کے ساتوں طبقوں کا تماشا نظر آتا ہے، اور پہاڑ کے تلے سنگ پارس کے دریافت کرنے کا تصرف حاصل ہوتا ہے اور قلب کے چار نام ہیں۔

اول: قلب ضوبری اور رنگ نور زرد ہے۔

دوم: قلب خلیل روح ہے اور نور اس کا سرخ ہے۔

سوم: قلب گل نیلوفری اور نور اسع کا سیاہ ہے۔

چہارم: قلب مدّ ور اور رنگ نور اس کا سبز ہے۔

محققین کے نزدیک مراقبہ کے معنی ایک دوسرے کو دیکھنا ہے اور اسی توجہ قلبی کو رقیب کی جانب پھیرنا ہے۔ رقیب اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم الٰہی ہے اور نتیجہ مراقبہ یہ ہے کہ تصور محبوب میں ایسا غرق ہو کہ پھر کسی طرح کی بھی خبر نہ رہے۔

عارفان حقیقی نے فرمایا ہے کہ مقصود تمام مراقبات کا یہی ہے جو بیان کیا گیا ہے۔ اگر طالب صادق کو ان مراقبات سے کچھ تجلیات جلوہ نور ذات حاصل ہوں تو جو کچھ دیکھے وہ اپنے پیر و مرشد کے آگے بیان کرے اور کسی غیر شخص یا ہر ایک کے پاس بیان ظاہر نہ کرے ورنہ تجلیات وغیرہ بند ہو جائیں گی اور باقی قلب کی تین قسمیں نقشہ میں بیان ہیں۔

Marfat.com

نقشہ قلب صنوبری

قُلُوبُ الْمُؤمِنِينَ عَرْشِ اللّٰهِ تَعَالیٰ   اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی

قلب کے تین حصے ہیں۔ اول گوشت کا لوتھڑا، دوسرا قالب اور تیسرا قلب ہے جس میں ہر طرح کی عقلمندی و عشق و محبت کی آگ ہوتی ہے اور قلب کی تین قسمیں ہیں: اول قلب منیب ہے جو عشق الٰہی سے خالی ہوتا ہے اور ہمیشہ طالب دینا رہتا ہے، اور دوسرا قلب سلیم ہے یہ عبادت ضرور کرتا ہے اور ہمیشہ معرفت سے خالی ہوتا ہے اور ہمیشہ طالب عقبیٰ رہتا ہے، تیسرا قلب شہید ہے اور یہ عشق و محبت الٰہی میں محو در محو اور فنا در فنا ہوتا ہے اور طالب مولیٰ کہلاتا ہے۔ زندہ دل ہوتا ہے اور ذکر الٰہی کی لذت پاتا ہے۔ مُوتُوا قبل اَن تمُوتُوا

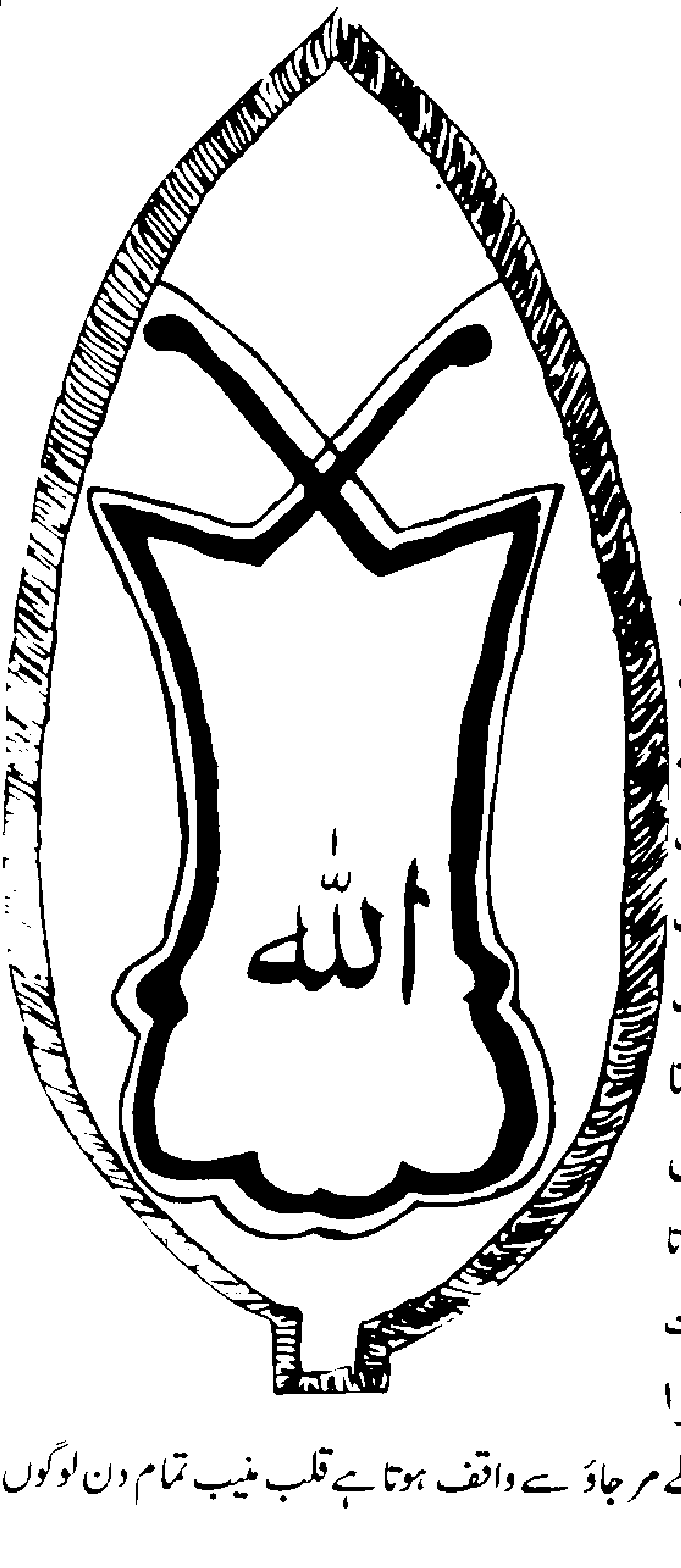

مرنے سے پہلے مر جاؤ سے واقف ہوتا ہے قلب منیب تمام دن لوگوں کے کان پھوڑتا

Marfat.com

ہے اور اس کی آواز کلب (کتے) کی سی ہوتی ہے اور مردہ دل کہلاتا ہے، جب تک قلب قالب میں ہے کبھی حاضر ہے کبھی ناظر، کبھی قادر ہے کبھی عاجز، کبھی غافل ہے کبھی ذاکر، کبھی شاکر ہے کبھی منکر، کبھی عالم ہے کبھی جاہل، کبھی بغیر اس کے، کبھی ساتھ اس کے۔

اور قلب کو قلب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنی قدیمی حدیث کا قلب اس طرح مضبوط باندھا ہے کہ اپنی غیریت احدیت کی وجہ سے اپنے سوا کسی کو چہرہ نہیں دکھاتا، اسی وجہ سے لَنْ تَرَانِیْ فرمایا گیا ہے۔

Marfat.com

سوال و جواب برائے آگاہی طالب و مسافر راہ طریقت

اے یار! چند سوال و جواب طالب و مسافر راہ طریقت کی آ گاہی کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں، تا کہ طالب ہر طرح سے چست و چالاک ہو کر اس راہ میں قدم رکھے اور کہیں لغزش نہ کھائے کہ یہاں سے یہ راہ بہت خطرناک ہے۔ وَ مَا تَوْفِیْقِی اِلَّا بِاللّٰہ۔

سوال: شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کیا ہے؟

جواب: شریعت لباس ہے اور طریقت جسم، حقیقت روح اور معرفت ذات حق، یا شریعت اتباع ہے اور طریقت انقطاع، حقیقت اطلاع، معرفت مطاع، یا شریعت بندگی، طریقت ترک وخودی، حقیقت وصال، معرفت کمال، یا شریعت فرماں برداری، طریقت غیر سے بیزاری، حقیقت دوست سے برخورداری، معرفت اپنے آپ سے ہوشیاری، یا شریعت عنا، طریقت فنا، حقیقت بقا، معرفت غنا، یا شریعت اقوال و افعال، طریقت اخلاق و احوال، حقیقت صفات وذات، معرفت علم و یقین۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَلشَّرِیْعَتُ اَقْوَالِیْ اَلطَّرِیْقَتُ اَفْعَالِیْ وَالْحَقِیْقَتُ اَحْوَالِیْ وَالْمَعْرِفَتُ سِرِّیْ

شریعت میرا قول ہے، طریقت میرا فعل ہے، حقیقت میرا حال ہے، معرفت میرا بھید ہے۔

سوال: سلوک کیا چیز ہے اور سالک کون ہے؟

جواب: لغت میں سلوک کے معنی رستہ چلنا اور اصطلاح صوفیہ کرام میں انتقال حسی ہے ایک حال و مقام سے دوسرے حال و مقام میں اور اسی کو سیر الی اللہ کہتے ہیں۔ یعنی سیر عاشق بجانب معشوق اور یہاں انتقال سے مراد معنوی انتقال

Marfat.com

ہے نہ ظاہری، اور سالک راہ رَو کو کہتے ہیں' ابتدا میں حال حسن' وسط میں عقل معاد' آخر میں نور اللہ۔

سوال: تزکیہ نفس کسے کہتے ہیں؟

جواب: سلوک میں تزکیہ نفس یہ ہے کہ اوصاف ذمیمہ حیوانی سے پاک کر کے اوصاف حمیدہ ملکی سے آراستہ اور نفس آمارہ کو لوامہ اور مطمئنہ کے اوصاف سے موصوف کرے پس حقیقت سلوک یہ ہے کہ تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ

سوال: تصفیہٗ قلب کس کو کہتے ہیں؟

جواب: سلوک دل کا نام تصفیہٗ ہے یعنی سالک آئینہ دل کو زنگ ہموم وغموم، حرص دنیا وحُبِ دنیا و اندیشہ دنیا سے مصفا کر لے۔

سوال: تخلیہ سر کسے کہتے ہیں؟

جواب: تخلیہ سر یہ ہے کہ سر کو اندیشہ ماسوا اللہ غوغائے غیر حق سے خالی رکھے۔ یعنی اندیشہ غیر حق کو اپنے سر میں راہ نہ دے اور اگر آئے تو نفی کرے۔

سوال: مقصد کس کو کہتے ہیں؟

جواب: وحدت حقیقی میں پہنچنا اور پندار اور خودی و دوئی سے باہر آنا۔

سوال: جذبہ کیا شئے ہے؟

جواب: رحمت خاص وفیض خاص کا نام جذبہ ہے۔

سوال: وصول بہ حق کس کو کہتے ہیں؟

جواب: پندار خودی و دوئی سے انقطاع تیری اور جہل وعلم کا رفع ہو جانا وجود مطلق میں۔

سوال: فکر وصحو' سکر' بسط وقبض کیا شئے ہے؟

جواب: فکر تصور عقلی سے مقصود اصلی کی جانب بڑھنا۔

فکر چہ اسرار گلی حل شدن | کوہ کندن در دل خردل شدن
کار فکرت لاجرم یک ساعت است | بہتر از ہفتاد و سالہ طاعت است

صحو: صحو کا مطلب ہے ہوشیاری۔

Marfat.com

جب سالک فنا کو ترک کر کے مقام دوئی پر واپس آتا ہے تو غلبہ استغراق سے نکل جاتا ہے یا عارف کا غیبت سے احساس کی جانب واپس آنا ۔

صحو چہ از خود بخود رہ یافتن
پس ز خود بخود راہ منزہ ساختن

صحو کیا ہے۔ خود بخود یعنی اپنے آپ اللہ کی طرف راستہ پانا ہے۔ اس کے بعد خود ہی پاک راستہ کامل جانا صحو کہلاتا ہے۔

محو: رفع اوصاف و عادات بشری ۔

محو چہ از خویش ہم خویش آمدن
پس زہر دو نیز درویش آمدن

محو کیا ہے۔ اپنے آپ میں گم ہو جانا۔ اصل میں اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے۔ ان دونوں حالتوں کی اگلی منزل درویشی ہے۔ یعنی اس کے بعد دونوں حالتوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

سکر:

حیرت و وحشت، دولہ و غایت، بیخودی و مدہوشی یا تعطل عقل جو مشاہدۂ جمال معشوق کا نتیجہ ہو۔ یہ وہ حالت ہے جو غیبت سے تقویت پاتی ہے، طرب اور لذات کا باعث ہوتی ہے۔

سکر سے مراد وہ بے خودی اور محویت ہے جو سالک پر قرب حق میں طاری ہو جاتی ہے، یہ استغراق مقام فنا فی اللہ کا ثمرہ ہے ۔

سکر چہ از خار گل انگاشتن
جز و را نادیدہ کل پنداشتن

سکر کیا ہے۔ کانٹوں سے پھول پیدا کرتا ہے۔ جز کو بے دیکھے کل تصور کر لینا۔

بسط:

بسط کا مطلب قلب سے حجاب کا رفع ہونا، یعنی واردات قلبی کا کھل جانا بسط کہلاتا ہے ۔

Marfat.com

بسط چہ از ہر دو عالم برزدن
خویش برصد عالمے دیگر زدن

بسط کیا ہے۔ دونوں جہانوں سے استغنا حاصل کرنا یعنی ہر چیز سے بے نیاز ہو جانا۔ اپنے آپ کا سینکڑوں قسم کے جہانوں سے مقابلہ کرنا ہے۔ یوں بھی کہا جا سکتا ہے۔ سینکڑوں جہانوں کے ہوتے ہوئے اس کے علاوہ کسی دوسرے جہاں کا چاہنا۔

قبض:

قبض سے مراد روحانی طور پر قلب پر حجاب کا طاری ہونا' یعنی واردات قلبی کے بند ہو جانے کو قبض کہتے ہیں۔

قبض چہ از جان دل تن ساختن
خانہ در سوراخ سوزن ساختن

قبض کیا ہے۔ جان دل اور جسم کو آراستہ کرنا اور سنوارنا ہے۔ سوئی کے سوراخ میں گھر بنانے کے مانند ہے۔

یعنی یہ کام بہت مشکل اور کٹھن ہے۔ اس لئے اسے سوئی کے سوراخ میں گھر بنانے کے مترادف کہا گیا ہے۔

سوال: وحدت سے کثرت میں کیوں آیا؟

جواب: اپنی ربوبیت ظاہر کرنے کے لئے۔

خود را بہ تکلف دگرے ساختہ ام
تا شاد کنم آں دگرے راہ کہ منم

بڑی مشکلات کے بعد میں نے خود کو دوسرے کے ساتھ وابستہ کیا ہے تاکہ میں اس کو خوش کر سکوں کہ میں ہوں۔

یعنی دوسروں کے کام آنا ہی اصل زندگی ہے۔ اسی عمل سے ہی انسان اپنے آپ کو ظاہر کر سکتا ہے۔ کہ اس کا وجود بھی ہے۔

نہ وحدت سے کچھ نقصان تھا نہ کثرت سے کچھ فائدہ حاصل ہوا۔

Marfat.com

حق ز ایجاد جہاں افزوں نشد
آنچہ اول آں نبود اکنوں نشد

حق تعالیٰ دنیا کو معرض وجود میں لا کر زیادہ ظاہر نہیں ہوا۔ یعنی حق تعالیٰ میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

بلکہ وہ جس طرح پہلے ظاہر نہیں اب بھی نہیں ہے۔ یعنی اس کے اظہار سے کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔

جو تھی وہی آن اور ادا ہے اب بھی ۔۔۔ پرشور الست کی ندا ہے اب بھی
جس شان میں تھا وہی خدا ہے اب بھی ۔۔۔ ہوتی نہیں سنت الٰہی تبدیل

لیکن کثرت وحدت کے لئے لازم ہے اور وحدت کثرت کے لئے واجب' یعنی کثرت وحدت کے ساتھ رہتی ہے اور اگر وحدت نہ ہو تو کثرت ہو ہی نہیں سکتی۔

حدیث قدسی میں آیا ہے۔

کُنْتُ کَنزًا مَخفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

یعنی میں خزانہ پوشیدہ تھا۔ پس چاہا میں نے یہ کہ پہچانا جاؤں' پس میں نے خلقت کو پیدا کیا۔

ز بے چونے برنگ چوں برآمد ۔۔۔ ز دریا گو ناگوں برآمد
کہے بر صورت مجنون برآمد ۔۔۔ گہے در کسوت لیلیٰ فروشد

دریا سے قسم قسم کی اشیاء برآمد ہوتی ہیں۔ جیسے بنسری سے طرح طرح کی آوازیں نکلیں ہیں۔ کبھی لیلیٰ کے روپ میں فروخت ہوتا ہے۔ اور کبھی مجنوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

سوال: فقر شئے کیا ہے اور فقیر کس کو کہتے ہیں۔

جواب: **اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَی اللّٰہ**

فقر حق است ونہ حق ازوے جدا
فقر لایحتاج باشد از خدا

Marfat.com

فقر حق ہے اور حق فقر سے جدا نہیں فقر کو کسی چیز کی حاجت نہیں، یعنی کسی کا محتاج نہیں وہ محض خدائے بزرگ و برتر کا محتاج ہے۔

فقر ایک راز ہے تحریر و تقدیر سے باہر' مثلاً دولہا و دلھن کی شادی اگرچہ والدین کی مرضی سے ہوتی ہے اور تمام رسوم ان کے وسیلہ اور واسطہ سے انجام پاتے ہیں لیکن وقت وصال کسی کو دخل نہیں ہوتا اور شب زفاف کی کیفیت دولہا اور دلھن کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن لطف و مذاق وصل یہ دونوں بھی بیان نہیں کر سکتے۔

اسی طرح مرشد کامل طالب کو سیر الی اللہ اور سیر مع اللہ اور سیر فی اللہ کرا کے سپرد خدا کر دیتا ہے، اس کے بعد جو راز و نیاز اس کے اور خدا کے درمیان ہوتے ہیں ان کو فقر کہتے ہیں اور ایسے فقیر کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا' چنانچہ حدیث قدسی ہے۔

اَوْلِیَائِی تَحْتَ قَبَائِی لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِی.

یعنی میرے دوست میری قبا میں ہیں، میرے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔

سوال: عارف ہمہ اوست کیوں کہتے ہیں' کیا یہ مقولہ صحیح ہے؟

جواب: عارف ہمہ اوست کو صحیح اور درست سمجھتا ہے کیونکہ عارف جب منزل توحید میں پہنچتا ہے اور اس کو انکشاف توحید ہوتا ہے تو ہر شئے میں ذات واحد کو دیکھ کر نعرۂ ہمہ اوست مارتا ہے۔

رباعی

همسایہ و ہم نشین و ہمراہ ہمہ اوست — در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہاں خانہ جمع — باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

ہمسایہ ساتھی اور ہمراہی سب ایک ہی ذات کے نام ہیں۔ گدڑی میں گداگر اور بادشاہ ریشمی لباس میں سب ایک ہی ذات ہے۔ نفسیات کے لحاظ سے بظاہر یہ ایک دوسرے کے غیر دکھائی دیتے ہیں۔ حقیقت میں وہ ایک ہی ذات ہیں۔

حضرت نیاز احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

یار کو ہم نے جا بہ جا دیکھا　　کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا
کہیں ممکن ہوا کہیں واجب　　کہیں فانی کہیں بقا دیکھا
کہیں بولا بلیٰ وہ کہہ کے الست　　کہیں بندہ کہیں خدا دیکھا
کہیں بیگانہ وش نظر آیا　　کہیں صورت سے آشنا دیکھا
کہیں بادشاہ تخت نشین　　کہیں کاسہ لئے گدا دیکھا
کہیں عابد بنا کہیں زاہد　　کہیں رندوں کا پیشوا دیکھا
کہیں رقاص اور کہیں مطرب　　کہیں وہ ساز باجتا دیکھا
کہیں وہ در لباس معشوقاں　　برسر ناز اور ادا دیکھا
کہیں عاشق نیاز کی صورت
سینہ بریاں و دل جلا دیکھا

مفصل میں جدا اور خلوت میں وہ ایک ہی ذات دکھائی دیتی ہے۔ اللہ کی قسم وہی ذات ہر رنگ میں جلوہ گر ہے۔ پھر اسی بات کا دوسری بار تذکرہ کر رہا ہوں کہ وہ ایک ذات ہر رنگ میں موجود ہے

سوال: اگر ہمہ اوست صحیح اور درست ہے تو عبادت کس لئے ہے اور کس کی ہے؟

جواب: عبادت اپنی شناخت کا آلہ ہے کیونکہ جب تک آئینہ دل کو مصقلہ عبادت سے صاف نہ کرو گے معرفت نفس محال ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

لِکُلِّ شَیْئٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ (مشکوٰۃ)

وَ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

اور اپنے نفس کی شناخت خدا کی شناخت ہے۔

جس طرح آئینہ صیقل کرنے سے ہر ایک چیز اس کے اندر نظر آتی ہے اسی طرح عبادت ومجاہدہ سے انسان کے اپنے اوصاف وکمالات ظاہر ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

جمع الجمع:

یہ تصوف کی اصطلاح ہے۔ اس مقام پر اس حقیقت کا انکشاف کہ خلق حق سے قائم ہے۔ اس مقام پر حق کا جمیع موجودات میں مشاہدہ ہوتا ہے۔ سالک یہاں حق کو خلق سے اور خلق کو حق سے دیکھتا ہے۔ اور حق و خلق کو خلق میں دیکھتا ہے۔ یعنی خلق کو خلق، اور حق کو حق دیکھتا ہے۔ اور ایک دوسرے کا عین پاتا ہے۔

کبھی حق کو عالم سے دیکھیں منزہ کبھی عالم و حق بہم دیکھتے ہیں

بطاعت کوش گر عشق بلا انگیز می خواہی
متاع جمع کن شاید کہ غارت گر شود پیدا

اطاعت اور فرمانبرداری کی کوشش کر۔ اگر تو عشق حقیقی کا متلاشی ہے، خوب جدوجہد اور کمال محنت سے سامان جمع کر۔ یعنی اپنے اندر طلب صادق پیدا کر ممکن ہے تو قرب الٰہی سے ہمکنار ہو جائے۔

جب تک معرفت تامہ حاصل نہ ہو عبادت نہایت ضروری ہے۔ حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں اپنی عبادت آپ کرتا ہوں کیونکہ ہر شخص اپنے کام کو آپ ہی خوب کرتا ہے یعنی خواص لوگ ماسوا اللہ کو نفی کر کے اپنی عبادت آپ کرتے ہیں اسی کا نام مشاہدہ ہے یعنی اپنے آپ کو دیکھنا۔

سوال: جب معرفت تامہ حاصل ہو جائے تو عبادت درست ہے یا نہیں؟

جواب: بعد معرفت تامہ کے عبادت شرک ہے چنانچہ حضرت سیّدنا و مولانا غوث صمدانی محبوب سبحانی قطب الاقطاب سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَعَنْ اَرَادَ العِبَادَتَ بَعْدَ الْوُصُوْلِ فَقَدْ اَشْرِکَ بِاللّٰہِ الْعَظِیْم.

جس نے ارادہ کیا عبادت کا بعد وصول کے پس تحقیق اس نے شرک کیا خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ۔

وصول سے مراد سیر فی اللہ ہے یعنی سیر عاشق کی معشوق میں اور یہ سعادت

Marfat.com

بعد فنائے بشریت وظہور بے اختیاری حقیقی میسر آتی ہے۔ اس مقام میں سوائے خدا کے کچھ باقی نہیں رہتا اور شعور عبادت دوئی میں ہوتا ہے، پس دوئی عارفوں کے نزدیک شرک ہے۔

جز برائے یاری و تعلیم غیر — سرد باشد راہ خیر از بعد خیر
آئینہ روشن کہ شد صاف و جلی — جہل باشد بر نہادن صیقلی
پیش سلطان خوش نشستہ در قبول — جہل باشد جستن نامہ و رسول
آں مریدے پیش شیخ نام دار — نام حق می گفت بیروں از شمار
شیخ گفت او را کہ بس ناتمام — درحقیقت نیست حق را ہیچ نام

روشن اور اجلا ہوا آئینہ جو خود صاف و شفاف اور روشن ہے۔ اس کو (پالش) چمکانے کے عمل سے گزارنا جہالت اور نادانی ہے۔ جو شخص بادشاہ کے حضور خوش وخرم بیٹھا ہے اور اس کی نظروں میں محترم اور ذی وقار ہے۔

اس کے لئے یہ بات نادانی اور جہالت کے مترادف ہوگی کہ وہ بادشاہ کے پیغام رساں یعنی نامہ بر کی تلاش سرگرداں رہے۔

وہ مرید جو اپنے نامور شیخ کے سامنے حق کے ان گنت ناموں کا ورد کر رہا ہے۔

شیخ نے اس سے کہا کہ تو پختہ نہیں ہے یعنی حقیقت سے نا آشنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نام ونشان سے مبرا اور پاک ہے۔

مَنْ عَرَفَ اللهَ لَا يَقُوْلُ اللهَ یعنی جس نے خدا کو پہچان لیا وہ خدا نہیں کہتا۔

آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

جس نے حق تعالیٰ کو پالیا وہ اس کے جمال میں محو ہو کر رہ گیا۔ اس دنیا سے بے نیاز ہو گیا۔

دیکھا تو کہیں نظر نہ آیا ہرگز — ڈھونڈا تو کہیں پتہ نہ پایا ہرگز
کھونا پانا ہے سب فضولی اپنی — یہ خبط نہ ہو مجھے خدایا ہرگز

Marfat.com

وَمَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ لِکُلِّ لِسَانَهٗ یعنی جس نے اپنے خدا کو (اپنی دانست میں) پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہوگئی۔

وَمَنْ یَقُوْلُ اللّٰہ لَا عَرَفَ اللّٰہ یعنی جو اللہ کہتا ہے اس نے اللہ کو نہیں پہچانا۔

این مدعیاں در طلبش بے خبر انند

جو چاہئے وہ تو ہے ازل سے موجود حاصل ہے مراد اور مہیا مقصود
کیا بات ہے اہتمام جہد و طاعات کیا چیز ہے اعتبار عبد و معبود

لیکن جب معرفت میں یقین کا مرتبہ کما حقہ حاصل نہ ہو جائے عبادت واجب ہے بلکہ فرض عین ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ۔ (الحجر: ۹۹)

یعنی اور عبادت کر اللہ کی یہاں تک کہ آ جائے تجھے یقین یعنی موت ارادی یا غیر ارادی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ یعنی ہم نے تجھ کو نہیں پہچانا جو تیری شناخت کا حق ہے۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ معرفت تامہ محال ہے۔ پس ترک عبادت گناہ کبیرہ اور نادرست ہے بلکہ فقیر پر فرض عین ہے کہ کوئی دقیقہ عبادت میں فروگذاشت نہ کرے۔

سوال: بہ امید بہشت و بخوف دوزخ عبادت کرنا کیسا ہے؟

جواب: بہ امید بہشت و بخوف عبادت کرنا شرک ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا (مریم: ۱۱۰)

اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

Marfat.com

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قوم عابد و زاہد پر گزرے، پوچھا تم عبادت کس لئے کرتے ہو؟ انہوں نے کہا بہ امید بہشت و بخوف دوزخ، آپ نے فرمایا، تم مخلوق سے امید وخوف رکھتے ہو۔ میں تم میں سے نہیں ہوں پھر دوسری قوم عابد و زاہد پر گزرے اور وہی سوال کیا، انہوں نے کہا کہ ہم بغیر مزد خدا کی یاد کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں تم میں سے ہوں پس کسی امید وخوف سے عبادت کرنا شرک ہے۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

سوداگری نہیں عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

سوال: خواص کی عبادت کیونکر ہوتی ہے؟

جواب: خواص کی عبادت بہ رویت حق ہوتی ہے۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج شریف میں تشریف فرما ہوئے تو رویت حق کہ نعمائے عظمیٰ الٰہی سے ہے آپ کو نصیب ہوئی، چنانچہ حدیث مبارکہ میں یہ روایت امام احمد رضی اللہ عنہ وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْٓ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا۔

گو بعض محدثین نے اختلاف کیا ہے لیکن معراج سے مراد دیدار ہے ورنہ معراج بے کار، پس معلوم ہوا کہ نتیجہ معراج رویت حق ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے، یعنی رویت حق۔

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ۔ یعنی نماز بغیر مشاہدے مردود ہے۔

اور اس نماز سے کوئی عبادت افضل نہیں جو بہ حضور قلب ہو۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

Marfat.com

یعنی رویت حق اور یہ رویت حاصل نہیں ہوتی مگر موت کے بعد۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:
اِنَّ اَحَدَکُمْ لَمْ یَرىٰ حَتّٰی لَا یَمُوْتُ
یہاں موت سے مرگ ظاہری مراد نہیں بلکہ مرگ ارادی۔
مُوْتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا مراد ہے۔

نے چناں مرگے کہ در گورے روی
بلکہ از ظلمت سوئے نورے روی

تیری موت ایسی ہو جب تو قبر میں جائے تو یہ محسوس کرے کہ تو ظلمت (اندھیرے) سے نور (روشنی) کی طرف جا رہا ہے۔
اور یہ موت مرشد کامل کی مدد سے حاصل ہوتی ہے۔
ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ۔ (الحدید:۲۱)
پس عبادت خاصان حق کی برؤیت حق ہوتی ہے اور الہامات حضرت غوث الثقلین رحمتہ اللہ علیہ میں۔
مَنْ لَا مِعْرَاجَ لَهٗ لَا صَلٰوةَ لَهٗ یعنی جس کو معراج نہیں اس کی نماز نہیں۔
یعنی نماز میں اگر دیدار الٰہی نہیں تو وہ نماز بھی نہیں۔

نماز زاہداں سجدہ سجود است
نماز عاشقاں ترک وجود است

زاہدوں کی نماز سجدہ اور سجود ہے لیکن عاشقوں کی نماز اپنے وجود کی نفی کرنا ہے۔
سوال: عوام کی عبادت کا کیا حال ہے؟
جواب: شرک سے خالی نہیں' آدمی تین قسم کے ہیں۔
اول: خاص۔ دوم: مقلد۔ سوم: عامی
ہر ایک کی عبادت مختلف ہے۔
سرور دو عالم نور مجسم ہادی سبل ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

Marfat.com

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

یعنی اللہ کی عبادت کر گویا کہ تو اس کو دیکھتا ہے۔ پس اگر نہ ہوا ایسا تو اس کو دیکھے تو تحقیق وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں دو شخصوں کا حال بیان ہوا ہے یعنی خاص الخاص اور خاص کا، کیونکہ انسان دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو عبادت میں خدا کو دیکھتا ہے' یا نہیں' اگر دیکھتا ہے تو معراج سے مشرف ہوا۔ چنانچہ اوپر جو بیان ہوا اس کو مشاہدہ کہتے ہیں۔ دوسرا وہ شخص کہ عبادت میں خدا کو نہیں دیکھتا مگر ضرور جانتا ہے کہ خدا میرے دل کو' میری حرکات و سکنات کو' میرے حال و اطوار کو دیکھتا ہے اور یہ تصور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو مراقبہ کہتے ہیں' تو اول شخص صاحب مشاہدہ اور خاص الخاص ہے اور دوسرا صاحب مراقبہ و خاص۔

اور تیسرا عامی کہ وہ نہ خدا کو دیکھتا ہے' نہ بوقت عبادت اس کو یہ تصور ہوتا ہے کہ وہ ناظر اور میں منظور ہوں' تو ضرور کہ بہ تقلید ایک سنا سنایا مصنوعی خدا بنائے گا اور اس کو اپنا قبلہ بنا کر نماز و عبادت کرے گا تو اس مصنوعی خدا کو عبد نے پیدا کیا۔ اس صورت میں عبد خالق اور مصنوعی خدا مخلوق ہوا اور مخلوق کی عبادت کرنا شرک ہے۔ پس وہ شرک ہوا اور بعض کو تو نماز میں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ اس کو ٹکریں مارنے سے کام ہے۔

بتے می گفت روزے با برہمن   خدائے من توئی اے بندہ من
مرا بر صورت خود آفریدی   ولیکن خویشتن را خود ندیدی

ایک دن ایک بت برہمن سے کہہ رہا تھا۔ اے میرے بندے (غلام) تو ہی میرا خدا ہے۔

تو نے مجھے اپنی صورت پر پیدا کیا لیکن تو نے اپنے آپ کو نہیں دیکھا یعنی تو نے اپنے آپ کو نہیں پہچانا۔

گو شریعت مطہرہ نے ایسے مشرک کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا لیکن اس کی عبادت کا نتیجہ بجز زبانی باتوں کے کچھ نہیں' ہاں نیت کا پھل ضرور پائے گا اور وہ مردہ

Marfat.com

دل ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

قَلبُ المؤمِنُ حَاضِرَۃٌ مِنْ ذِکْرِ الْخَفِیْ فَھُوَ حَیُّ وَ
قَلبُ الْمُسلِمِ غَافِلَۃُ مِنْ ذِکْرِ الْخَفِیْ فَھُوَ مَیِّۃٌ

یعنی مومن کا دل تو مشاہدے سے آگاہ ہوتا ہے پس وہ زندہ ہے اور مسلم کا دل مشاہدہ سے غافل ہے پس مردہ ہے۔

بود معلوم ہر آزاد بندہ
کہ نادان مردہ و دانا زندہ

ہر آزاد آدمی پر یہ حقیقت عیاں ہوگئی ہے کہ نادان دراصل مردہ ہے اور دانا صاحب بصیرت زندہ ہے۔

ذکر خفی مغائبہ ہے، ذکر روح مشاہدہ، ذکر قلب وسوسہ، ذکر زبان لقلقہ، عوام کو بجز زبانی باتوں کے کچھ حاصل نہیں۔

سوال: تم کہتے ہو کہ اَلْوُجُوْدُ وَاحِدُ غَیْرَہٗ لَیْسَ بِمَوْجُوْدٍ پھر کس کی نفی اور کس کا اثبات؟

جواب: نفی تو انانیت وغیریت کی ہے جس کا وہم و وسوسہ دل میں سما گیا ہے اور یہی شرک ہے اور اثبات وجود مطلق کا لا الہ الا اللہ ہے۔

سوال: جب یہ بات مسلم ہے کہ اَلْوُجُوْدُ وَاحِدُ غَیْرَہٗ لَیْسَ بِمَوْجُوْدٍ تو بہشت دوزخ کس کے لئے ہے؟

جواب: انا کے واسطے یعنی جس نے نیکی و بدی کو اپنی طرف منسوب کیا ہو، بہشت و دوزخ کا مستحق ہے۔

سوال: بہشت و دوزخ کیا چیز ہے؟

جواب: عوام کے لئے بہشت و دوزخ وہی ہے جو شریعت میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے اور طریقت میں خواص کے لئے وصال یعنی قرب

Marfat.com

اور مرتفع ہونا حجاب کا بہشت ہے اور فراق یعنی حجاب وغفلت دوزخ ہے۔

دوزخ و جنت ہمی دانی کہ چیست
جز فراق و جز وصال یار نیست

تجھے معلوم ہے کہ دوزخ اور جنت کیا ہے۔ فراقِ دوست کو دوزخ اور اس کے وصال کو جنت کہتے ہیں۔

وہ دوزخ فراق جہاں میں ہوں تو نہ ہو
وہ جنت وصال جہاں تو ہو میں نہ ہوں

سوال: معرفت کس کو کہتے ہیں؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

اَلْعِجزُ عَنْ دَرْکَ الاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ

یعنی عاجز ہونا معرفت کے ادراک سے بھی ادراک ہے۔ یعنی معرفت ہے۔

سوال: وضو، غسل، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تجرید وتفرید اور توبہ وغیرہ اعمال ظاہری سے اہل طریقت کے نزدیک کیا مراد ہے؟

جواب: شریعت میں جس طرح یہ اعمال بتائے گئے ہیں وہ ان کی صورت ہے اور طریقت میں ان اعمال کی حقیقت مقصود ہوتی ہے۔ مثلاً وضو ظاہر میں حدث اصغر سے پاک ہوتا ہے اور باطن میں تطہیر القلب عن ماسوی اللہ ہے، یعنی دل کی ہستی غیر کے خیال سے پاک وصاف کرنا حقیقت وضو ہے۔ اسی طرح غسل بظاہر حدث اکبر سے طہارت حاصل کرتا ہے اور باطن میں شرک و دوئی حدث اکبر ہے، پس دریائے توحید میں غوطہ لگانا اس حدث سے غسل کرنا ہے اور جب سالک بحر فنا میں غرق ہوتا ہے تو یہ غسل آخر ہے پھر بھی نجس نہیں ہوتا۔

در بحر فنا چو غوطہ خوردی
پس باد دگر نجس نہ گردی

Marfat.com

جب تو فنا کے سمندر میں غوطہ زن ہو گا۔ اس کے بعد تو دوبارہ ناپاک نہیں ہو گا۔ یعنی پھر تو کبھی بھی دنیا کی آلائشوں میں مبتلا نہیں ہو گا۔

سوال: تصوف میں قرب نوافل اور قرب فرائض سے کیا مراد ہے؟

جواب: انسان کو لباس و تجلی اخیرہ کہتے ہیں کیونکہ اس میں نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُوحِیْ کی شان ہے اور اَلْاِنْسَانُ سِرِّی وَاَنَا سِرُّهٗ کی آن ہے۔ جب انسان اپنی اصل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور مجاہدہ کر کے منازل طے کرتا ہے تو اس میں دو قسم کے کمال پیدا ہوتے ہیں۔

اول: قرب نوافل۔ دوم: قرب فرائض۔

قرب نوافل یہ ہے کہ صفات بشریہ زائل ہو جاتے ہیں اور اوصاف الٰہیہ حاصل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے سرکار دو عالم رحمت دو عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلْعَمْ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَایَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَلِسَانَہُ الَّذِیْ یَنْطِقُ بِہٖ وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَمْشِیْ.

کہ ہمیشہ میرا بندہ بذریعہ نوافل مجھ سے قرب (نزدیکی) چاہتا ہے، میں اس کو اپنا پیارا جانتا ہوں اور جب میں اس کو پیار کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ پس وہ میرے ہی ذریعہ سنتا ہے، میرے ہی ذریعہ دیکھتا ہے، وہ میرے ہی ذریعہ بولتا ہے۔ (بخاری شریف)

قرب فرائض یہ ہے کہ انسان ذات پروردگار میں ایسا فنا ہو جاتا ہے کہ سوائے ذات پاک کے اس کی نظر میں کچھ باقی نہیں رہتا۔ اس مرتبہ میں اللہ تعالیٰ فاعل اور بندہ

Marfat.com

اس کا آلہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ (الانفال: ۱۷)

پس نہیں قتل کیا تم لوگوں نے کفار کو (اے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقوت خود) لیکن قتل کیا کفار کو اللہ تعالیٰ نے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال: ۱۷)

یعنی نہیں پھینکا تو نے (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاک کو جب کہ تو نے پھینکا لیکن اللہ نے پھینکا' یعنی اللہ ہی نے کفار کی آنکھوں میں خاک ڈالی۔

سوال: منزل توحید میں کیا سیر ہے؟

جواب: محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منزل توحید میں کچھ نہیں یعنی نہ بہشت نہ دوزخ' نہ عابد نہ معبود نہ عبادت' نہ عاشق نہ معشوق نہ عشق، نہ عارف نہ معروف نہ عرفان خدا' نہ رسول نہ مرسل' نہ مومن نہ کافر' نہ دین نہ ایمان' نہ کفر نہ اسلام' نہ واحد نہ توحید نہ وحدت' نہ طالب نہ مطلوب نہ مطلب' نہ من نہ مانہ شما

نے اشارت گنجد ایں جانے بیاں
عارف ایں جامی شود کل اللساں

نہ یہاں اشارہ وکنایہ کی گنجائش ہے اور نہ وضاحت سے بیان کرنے کی۔

یہ وہ مقام ہے۔ جہاں عارف مکمل طور پر زبان بن جاتا ہے۔ یعنی اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور بیان کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔

توحید کی راہ میں ہے ویرانہ سخت — آزادی و بے تعلقی ہے یک لخت
دنیا ہے نہ دین ہے نہ دوزخ نہ بہشت — تکیہ نہ سرائے ہے نہ چشمہ نہ درخت

Marfat.com

غرض توحید منزل نامرادی ہے۔

نامرادی را کنی گر پیشہ
فارغ آئی از غم و اندیشہ

اگر تو نے نامرادی کو اپنا پیشہ بنالیا۔ تو ہر طرح کے غم واندوہ سے چھٹکارا پائے گا۔

سوال: تصوف میں فنا کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: تین قسمیں ہیں۔

اول: فنا وجودی: کہ کل اشیا کا وجود عارف کی نظر میں نیست و نابود ہو جائے اور جداگانہ ہر فرد میں ذات خدا جلوہ گر ہو۔ **لا الہ الا اللہ** کے یہی معنی ہیں لیکن اس میں شرک خفی ہے' ناظر و منظور' مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ' ہنوز موجود ہے اور اسی کو توحید وجودی بھی کہتے ہیں۔

دوم: فنا عدمی: وہ یہ ہے کہ وجود اشیا کے بجائے وجود حق کا ادراک جو عارف کو حاصل ہوا ہے وہ بھی فنا ہو جائے اور ایک ذات خارج از شئے ولا شئے اور ماورائے وجود و عدم وجود جلوہ گر ہو' اس وقت **وَحدَہٗ لا شَرِیکَ لَہٗ** کے معنی منکشف ہوتے ہیں لیکن اس میں شرک اخفی ہے کیونکہ ابھی وقوف و ادراک باقی ہے' جو مستلزم دوئی ہے۔

سوم: فناء الفنا یعنی فنائے اتم: وہ یہ ہے کہ وقوف و شعور اور حس و ادراک وجود و عدم کا' عین وغیر کا، خودی و خدائی کا ذکر و فکر کا' ہست و نیست کا کچھ اثر باقی نہ رہے۔ نہ واحد نہ اثنین نہ یکے نہ دوئی' نہ خود نہ خدا' نہ فنا نہ بقا سب محو در محو ہو جائیں۔

انکار نہ اقرار نہ تصدیق نہ ایجاب اعمال نہ افعال نہ سنت نہ کتاب
خود ہے نہ خدا ہے نہ خودی ہے نہ خدائی توحید کے دریا میں ہیں سب نقش بر آب

یہ معنی فنا کے جو بیان کئے گئے ہیں ہر کس ناکس کے فہم و قیاس میں نہیں آ سکتے مگر ہاں جس پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے یہ راز مخفی منکشف کر دے۔

Marfat.com

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤتِیۡہِ مَنۡ یَّشَاءُ اور یہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ جو اطوار و احوال فنا کے ایک پر منکشف ہوں اسی طرح ہر سالک پر ہوں، بلکہ اس دریائے بے پایاں و بحر ناپیدا کنار میں ہر دم نیا جذر و مد اور ہر آن تازہ بہ تازہ اوج موج ہے، کسی کو کچھ دکھلایا اور کسی کو کچھ سمجھایا اور بہ ایں ہمہ اختلاف ہر ایک کا علم و انکشاف ہر ایک کا عرفان و ادراک ہر ایک کی حالت و کیفیت بجائے خود صحیح و درست ہے۔

Marfat.com

وجود مطلق

بہت بزگان دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کلام اسی طریق پر واقع ہوئے ہیں پس ان آیات و احادیث و اقوال سے صاف ظاہر ہے کہ ذات خدا حقیقت سب موجودات کی ہے۔ جب پردہ اٹھتا ہے تو تمام انا الشمس کا لغرہ مارتے ہیں ۔

آفتابم   آفتابم   آفتاب

ذرہا دارند از من رنگ و تاب

میں آفتاب ہوں، میں آفتاب ہوں۔ مجھ سے تمام روئے زمین کے ذرّے رنگ و روشنی حاصل کرتے ہیں۔

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یُوْذِیْنِی ابْنِ اٰدَمَ لَیَسُبُّ الدَّھْرَ وَاَنَا الدَّھْرُ

یعنی ایذا دیتا ہے مجھ کو ابن آدم برا کہتا ہے زمانہ کو اور زمانہ میں ہوں۔

حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔

اَلْخلقُ مَعْقُوْلُ" وَالْحَقُّ مَحْسُوْس" کہ مخلوق معقول ہے اور حق محسوس ہے پس صوفی ظاہر کو دیکھتا ہے نہ مظہر کو۔

ایں نہ جہان است کہ می بینی اش
صورت آن است کہ می بینی اش

یہ جہاں (دنیا) نہیں ہے جو تو دیکھ رہا ہے۔ یہ اسی کی شکل و صورت ہے جس کا تو مشاہدہ کر رہا ہے۔ کائنات میں جو کچھ ہمیں نظر آ رہا ہے حقیقت میں اس بے نشان کا نشان ہے اور اس بے صورت کی صورت ہے۔

جب کہ اول و آخر ظاہر و باطن واجب الوجود ہے تو جو کچھ ہے سو عین حق ہے

Marfat.com

سوائے حق کے کوئی موجود بالذات نہیں پھر ہمہ اوست وہمہ از وست وہمہ دوراست وہمہ بروست وہمہ بااوست وہمہ بے اوست میں کیا شک وتردد رہا۔

ترا ز دوست بگویم حکایتے بے پوست

ہمہ از وست اگر نیک بنگری ہمہ اوست

اگر دیدۂ دل سرمہ توحید سے روشن اور چشم بصیریت نور یگانگی سے منور ہو تو سوائے خدا کے کچھ موجود نہ پاؤ گے۔

ہمسایہ وہم نشین و ہمرہ ہمہ اوست　　دردلق گد او اطلس شہ ہمہ اوست

در انجمن فرق و نہاں خانہ جمع　　باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

ہمہ اوست کا صحیح مفہوم:

ایک روز کسی نے اس رباعی پر حضرت قبلہ شاہ محمد غوث قادر پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ حضرت جب ہمہ اوست ثابت ہے اور اس کی ذات کے سوا کچھ موجود نہیں اور وہ ذات مستجمع جمیع صفات کمال ہے تو ہم میں وہ قدرت وعلم وارادہ و حیات وسمع وبصر وکلام وغیرہ کیوں نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ ہر چیز میں اس کی حیثیت کے موافق قدرت وعلم وارادہ وغیرہ موجود ہے مگر چلو بھر پانی میں تنکا ہی تیر سکتا ہے نہ کہ جہاز اور جہاز سمندر میں شناوری کر سکتا ہے نہ چلو بھر پانی میں۔ پس جو طاقت کل میں ہے وہ جز میں محال ہے۔ مثلاً جو قوت ایک آدمی میں ہے وہ طاقت اس کے ایک ہاتھ میں نہیں اور جو قوت ایک ہاتھ میں ہے وہ اس کی ایک انگلی میں نہیں اور ہر ایک صفت وقوت موالید ثلاثہ کل عالم میں ایک ہی ہے۔ مثلاً قدرت وعلم وارادہ حیات وسمع وبصر وکلام وغیرہ۔ غرض جس صفت کو یا قوت کو لو وہ ہر دو عالم میں ایک ہی ہے اور کوئی جگہ اس سے خالی نہیں یکساں وطاری ہے جیسے خلا کہ ہر ایک چیز کو اس کے تعین کے موافق حصہ ملا ہوا ہے اور ذات بحت بلاتعین ہے پس یہ تعین لاتعین سے کیسے مقابلہ کر سکتا ہے۔ جس قدر اس کا تعین ہے اسی قدر اس کو قدرت وعلم وارادہ وغیرہ بھی ہے اگر سب تعینات کی کوئی قوت یا صفت جیسے علم وارادہ وقدرت وسمع وبصر وغیرہ میں سے کسی

Marfat.com

ایک قوت کو جمع کر کے دیکھا جائے تو بتاؤ وہ کیسی قوت ہو جائے گی۔ پس ان کل طاقتوں کا مجموعہ خدا میں ہے اور تم میں ان کل طاقتوں میں سے قدر قلیل ہیں تو کل و جزو کا مقابلہ غیر ممکن ہے بقدر تمہاری حیثیت کے، تم میں بھی وہ صفات ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ اور اگر تم اپنی انانیت کو فنا کر دو تو سب صفات کمال تمہارے ہی ہیں، شعاع شمس نہ ہو تو آفتاب ندارد ہے، اسی طرح اگر صفات نہ ہوں تو ذات کا پتہ نہیں اور وہ صفات ہم ہی ہیں، شعاع شمس نہ عین شمس ہے اور نہ غیر شمس اور سب کی نمود شمس کی شعاع سے ہے۔ ہم سے ذات جدا نہیں اور نہ ذات سے ہم جدا، بلکہ ذات کا ظہور ذات سے ہی ہے اور ایک سبب سے صفات عین ذات ہیں اور ذات عین صفات، جیسا تمہارا علم ہوگا وہی ظہور پکڑے گا اور جو علم ہوگا وہی نظر آئے گا، ہر ایک کو اسی کا علم رہنما ہے، غرض یہ سب علم کی خوبی ہے جس قدر علم زیادہ ہوگا اسی قدر اس کو اپنا عرفان زیادہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامیؒ کو جب اپنے نفس کا علم ہوا تو ایک روز فرمایا کہ تیس برس پہلے میں خدا کو ڈھونڈتا تھا اور اپنے آپ کو پاتا تھا لیکن اب میں اپنے آپ کو ڈھونڈتا ہوں اور خدا کو پاتا ہوں۔

بخدا غیر خدا در دو جہاں چیزے نیست
بے نشاں است کز و نام ونشاں چیزے نیست

خدا کی قسم خدا کے سوا دو جہاں میں کچھ نہیں ہے۔ اگرچہ وہ بے نشاں ہے مگر اس کے باوجود اس کی صفات جگہ جگہ جلوہ فگن ہیں۔ اس کے علاوہ کائنات میں کچھ نہیں سب اس بے نشان کی نشانیاں ہیں۔ اور اس بے صورت کی صورتیں ہیں۔

Marfat.com

وحدت الوجود

روایت ہے کہ جب حضرت طیفور شامی بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کے معنی منکشف ہوئے اور اپنی حقیقت کا علم و انکشاف حاصل ہوا تو جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ الٰہی میں اتنی مدت حیران و پریشان رہا تمام عمر مجاہدات میں صرف کی اب آنکھ کھلی تو دیکھتا ہوں کہ مجھ میں اور تمام مخلوق میں کچھ بھی فرق نہیں۔ اِدھر اُدھر ایک حقیقت ہے پس مجھ کو اس کوشش سے کیا فائدہ ہوا جب کہ میں کسی طرح کا فرق و امتیاز اپنے آپ میں نہیں پاتا، حکم ہوا کہ یہی فرق ہے کہ تجھ پر یہ بھید کھل گیا اور دوسرے اس سے محجوب ہیں ورنہ خلقت سب ایک ہی ہے۔

ساقی وہی مے کش وہی مینا بھی وہی   گویا وہی شنوا وہی بینا بھی وہی
آدم وہی بندہ وہی مولا بھی وہی   ہے بھی وہی تھا بھی وہی ہوگا بھی وہی

جب آثار تعینات دل سے مٹ جاتے ہیں اور حقیقت و ماہیت اشیاء عیاں ہو جاتی ہے تو بجز ذات واحد کے کچھ نظر نہیں آتا۔

آثار تعینات چوں یافت حلے   کثرت ہمہ وحدت ست بے ہیچ شکے
چوں نقطہ صفر شد نہاں از رقمت   بنگر کہ دہ و صد و ہزارست یکے

جب تعینات کے آثار (نشانیاں) کو دریافت کر لیتا ہے تو پتہ چلتا ہے یہ کثرت عین وحدت ہے اس کے سوا کچھ نہیں، یعنی تعینات کے اعتبار سے اگرچہ بظاہر ایک دوسرے کا غیر دکھائی دیتا ہے۔ اگر دیدۂ بینا سے مشاہدہ کیا جائے تو کثرت عین وحدت ہے۔

کیا خوب مثال دی ہے۔ جب صفر کو رقم سے پوشیدہ کر دیا جائے تو دس (۱۰) اور سو (۱۰۰) اور ہزار (۱۰۰۰) ایک ہی دکھائی دیں گے۔

دو عالم چیست نقش و صورت دوست   چہ جائے نقش و صورت بلکہ خود اوست
دو صد آئینہ یک روئے مقابل   اگرچہ صد نماید لیک یک اوست

Marfat.com

دونوں جہاں کیا ہیں۔ محبوب کے نقش و نگار ہیں اگر یوں کیا جائے تو بے جا نہ گا۔ اگرچہ بظاہر نقش و نگار نظر آتے ہیں حقیقت میں محبوب خود ہی جلوہ گر ہے۔

اگر ایک چہرے کے روبرو دو سو آئینے رکھ دیئے جائیں۔ بظاہر وہ سو (۱۰۰) چہرے دکھائی دیں گے لیکن اصل میں وہ ایک ہی ہے۔ جو سو (۱۰۰) آئینوں میں جلوہ افروز ہے۔

جملہ موجودات دو حال سے خالی نہیں یا تو عدم ہے یا وجود اَلْعَدَمُ لَیْسَ بِشَیْئٍ وَالْوُجُوْدُ اھُوَ الْحَقُّ یعنی عدم کوئی چیز نہیں اور وجود وہ عین حق ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ وجود واحد کے سوا کچھ موجود نہیں بلکہ ایک ہی ذات ظاہر و عیاں ہے۔

بہ بیں بہ دیدۂ دل مظہر جمال و جلال ۔ مسموم دوزخ و ہم روضہ جناں ہمہ اوست
ثناء اوست ھو الظاہر ھو الباطن ۔ عیاں بخلق نہاں در جہان جاں ہمہ اوست
زحسن و قبح مزن دم کہ اندریں عالم ۔ شرار گل تخن و ہم رنگ گلستان ہمہ اوست

دل کی آنکھ سے اس کے جمال کا مشاہدہ کر۔ دوزخ کی ہوا اور جنت کے باغات وہی جلوہ گر ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ ظاہر و باطن وہی ذات حمد و ثناء کے لائق ہے وہ مخلوق کی صورت میں ظاہر ہے اور جہاں میں پوشیدہ ہے۔ مگر سب کچھ وہی ہے۔ یعنی ہر رنگ میں اسی کی ذات موجود ہے۔

اچھائی اور برائی کی بات نہ کر یعنی اچھا اور برا کہنے سے پرہیز کر۔ اس عالم میں پھولوں کی سرخی اور باغ کے ہر حصہ میں اسی کا رنگ نمایاں ہے۔ وہی ذات ہر رنگ میں جلوہ فگن ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

اور مولانا مغربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قرار یافت کہ از غیر حق وجودے نیست ۔ نمے شود کہ بنوعے دگر قرار کنم
چہ شد کہ کافر و مومن بنام ہا خوانند ۔ یکے دو کے شود ار نام گر ہزار کنم

Marfat.com

بخاطر دل مانیست غیر جلوهٔ حق — چو غیر نیست چرا رفع ایں غبار کنم
تو طالبی و ترا مطلب از ہمہ رو اوست — زچیست آں کہ تفاوت بنور و نار کنم

ثابت ہوا کہ اللہ کے وجود کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کا وجود نہیں ہے کہ جس کا میں اقرار کروں۔ تو کیا ہوگا اگر کافر و مومن کو ایک نام سے پکار جائے۔ وہ ذات کیسے دو (۲) ہو سکتی ہے۔ اگر چہ اس کے ہزار نام بھی رکھ لئے جائیں۔

میرے دل میں جلوۂ حق کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جب کوئی دوسرا نہیں ہے تو میں اس فکر میں اپنے آپ کو کیوں الجھاؤں۔ کہ حق تعالیٰ کے سوا کوئی موجود ہے۔ تو طالب ہے اور تو خود ہی موجود ہے، یعنی ہر سمت تو ہی تو ہے۔ تو میں نور و نار میں فرق کیوں کروں یعنی میرا نور و نار میں فرق کرنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

کر سکتا ہے نقاش سے کب نقش خلاف — ہیں نقش میں جلوہ گر اسی کے اوصاف
ہر شئے میں عیاں ہے آفتاب وحدت — گر وہم دوئی نہ ہو تو ہے مطلع صاف

غیر اللہ کے ظہور کی وجہ:

جب یہ بات حدیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اللہ تھا اور کوئی شئے غیر اللہ نہ تھی اور اب بھی وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا تو مقام غور ہے کہ اس غیر اللہ کا ظہور کہاں سے ہو گیا اور کہاں سے آیا اور کدھر جاتا ہے، حدیث پاک میں وارد ہے **كُلّ شَيْئٍ يرجع الى اَصْلِهٖ** یعنی ہر شئے اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے اور سب کی اصل ذات الٰہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ. (الانفال: ۴۴)

یعنی سب حقائق و امور اللہ کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔

پس جب کہ بجز ذات الٰہی کسی کی اصل پائی نہیں جاتی تو فرمایئے کہ یہ مخلوق کیا ہے۔ البتہ روئے صورت غیر ہے اور از روئے معنی عین اور صورت معدوم محض ہے پس ذات کے سوا کوئی موجود نہیں۔ حدیثوں میں وارد ہے کہ اول پانی کا ظہور ہوا پھر اس

Marfat.com

میں جوش آیا پھر بخارات اڑے اور اس پر کف ظاہر ہوا گو ان سب کی صورت مختلف ہو گئی ہے لیکن حقیقت سب کی پانی ہی ہے اور اس اجمال کی تشریح یہ ہے کہ پانی سر مراد دریائے احدیت ہے اور اس میں جوش آنا ارادہ ظہور ہے جس کو تنزل اول کہتے ہیں۔ یعنی نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہور میں آیا اور بخارات کا اٹھنا تعین ثانی ہے اور اس پر کف نمودار ہونا عالم اجسام کی پیدائش مراد ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو اپنے سے غیر پیدا کیا ہے اس لئے خلقت غیر خدا ہے لیکن دانشمند اس راز کو خوب جانتے ہیں۔

حضرت مولانا فریدالدین عطار رحمتہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے پردہ برگرفتہ بازار آمدہ
خلقے دریں طلسم گرفتار آمدہ

غیر تو ہر چہ ہست سراب ونمایش است
کایں جانہ اندک ستؔ نہ بسیار آمدہ

ایں جا حلول کفر بود اتحاد ہم
ایں وحدتی است لیک نہ تکرار آمدہ

یک صانع است ضنع ہزاراں ہزار پیش
جملہ ز نقد علم خریدار آمدہ

بحریست غیر ساختہ از موج ہائے خویش
ابریست عین قطرہ عدو بار آمدہ

ایں را مثال ہست بعینہ یک آفتاب
کز عکس او در کون پر انوار آمدہ

والا کلام حق کہ علم الحق یکیست بس
پس در نزول مختلف آثار آمدہ

سنگ سیہ مبین تو یمین اللہ اش ببین
کایں جا جہان محو جہاں دار آمدہ

برخود پدید کرد نو خود سرِ خود دمے
ہژدہ ہزار عالم اسرار آمدہ

در باغ عشق یک احدیت کہ یافتہ است
شاخ و درخت و برگ وگلو خار آمدہ

یک عین متفق کہ جزا و ذرۂ نبود
چوں گشت ظاہر ایں ہمہ اغیار آمدہ

علکے ز زیر پردہ وحدت علم زدہ
در صد ہزار پردۂ پندار آمدہ

یک پرتو او فگند جہاں گشت پر چراغ
یک تخم گشت ایں ہمہ دُربار آمدہ

برخویش جلوہ دادن خود بود کارِ تو
تا صد ہزار کار یک کار آمدہ

از قہر دور ماندہ و انکار خواستہ
وز لطف قرب یافتہ اقرار آمدہ

Marfat.com

چوں دردوکون ازتو بروں نیست ہیچ کار — صد شور از درِ تو پدیدار آمدہ
زلف تو پیش رو بتو افتادہ داد خواہ — روئے تو پیش زلف بہ زنہار آمدہ
برخود جہاں فروختہ از نور خویشتن — خود را درون پردہ خریدار آمدہ
اے ظاہر تو عاشق و معشوق باطنت — مطلوب را کہ دید طلب گار آمدہ
ایں خود چہ نکتہ ایست کہ گرد طواف او — ہفت آسماں مقیم چو پرکار آمدہ
آن کیست واں کجاست چنیں جلوہ گرشدہ — واں چیست واں چہ بود در اظہار آمدہ
گر ہردو کون موج بر آرد دو صد ہزار — جملہ یکیست لیک دو صد بار آمدہ
غیرے چگونہ روئے نماید کہ ہر چہ ہست — عین دگر یکے است پدیدار آمدہ
بوئے بجان ہر کہ رسید است ازیں حدیث — از کفر و دیں بر آئینہ بیزار آمدہ
ایں آں قلندریست کہ ہل من مزید گفت — تسبیح در حمایت زنار آمدہ
زیں جا فقیر سوختہ بگریختہ ز کفر — در چین شد بعلم ز کفار آمدہ
رستم ازیں حدیث شدہ زیر چادرے — پس چوں زنان روئے بدیوار آمدہ

بر ہر کہ یک نفس شدہ زیں راز آشکار
انفاس بر دہانش چو مسمار آمدہ

(۱) اے کہ تو نقاب اوڑھ کہ بازار میں آیا ہے۔ مخلوق کو اس طلسم (جادو) میں گرفتار کرلیا ہے۔

(۲) تیرے سوا جو کچھ بھی ہے سراب اور نمائش ہے۔ یہاں کم اور زیادہ کا کوئی سوال ہی نہیں۔

(۳) اس جگہ عقیدہ حلول اور اتحاد بھی غلط ہے۔ یہ وحدت ہے لیکن اس میں تعدد نہیں ہے بلکہ وہ نت نئی صورتوں میں جلوہ گر ہے۔

(۴) وہ ایسا کاریگر ہے جس کی ہزاروں صفتیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہر کوئی اپنے علم کے مطابق اس کا خریدار ہے۔

(۵) اس کی مثال بالکل آفتاب کی مانند ہے۔ جس نے عکس سے تمام کائنات

Marfat.com

پرانوار ہو رہی ہے۔

(۶) کلام حق کی عظمت مسلمہ ہے علم حق ایک ہی ہے۔ پس نزدل میں اس کے آثار مختلف ہیں۔

(۷) سیاہ پتھر کی طرف نہ دیکھ، اس کو اللہ کی دلیل کے طور پر ملاحظہ کر۔ اس مقام پر دنیا ناپید ہے، اس کا رکھوالا (اللہ تعالیٰ) خود جلوہ فگن ہے۔

(۸) اس نے اپنے آپ پر ایک لمحہ کے لئے اپنا بھید ظاہر کیا۔ حالانکہ اٹھارہ ہزار مخلوق اس کے اسرار میں سے ہے۔

(۹) باغ عشق میں وہ احدیت کا مالک ہے۔ (نزول میں شناخت کے طور پر) اس سے شاخیں درخت، پتیاں، پھول اور کانٹے وجود میں آئے۔

(۱۰) وہ ایک عین وحدت ہے اس کے علاوہ ایک ذرہ بھی نہیں ہے۔ جب وہ ظاہر ہوا۔ تعینات کے اعتبار سے اس کا ماسوا وجود میں آ گیا۔

(۱۱) وحدت کے پردے کے نیچے ایک عکس نے علم بلند کیا۔ جس نے اس کے تصور پر لاکھوں پردے ڈال دیئے۔

(۱۲) اس نے ایک جھلک دکھائی تو یہ دنیا روشن ہوگئی۔ اس نے ایک بیج بویا یہ سب کچھ وجود میں آ گیا۔

(۱۳) تیرا کام اپنے آپ کو ظاہر کرنا تھا۔ تاکہ اس سے لاکھوں کام وجود میں آ جائیں۔

(۱۴) اس نے انکار کو پسند کیا اور تیرے قہر کی وجہ سے راندہ درگاہ ہو گیا۔ اور جنہوں نے اقرار کیا تیرے لطف و مہربانی سے قرب پا گئے۔

(۱۵) جب دونوں جہانوں میں تیری حدود سے کوئی کام بھی باہر نہیں ہے۔ اس لئے سینکڑوں شور و غل مجھ سے ظاہر ہوا۔

(۱۶) تیرے چہرے پر پڑی ہوئی زلفیں انصاف کی طلب گار ہیں۔ تیرے چہرے پر زلفیں حفاظت کے لئے آئی ہیں۔

Marfat.com

(۱۷) اس نے اپنے نور سے جہاں کو خود ہی فروخت کیا اور خود ہی پردے میں رہ کر خریدار بن گیا۔

(۱۸) اے کہ تو ظاہر میں عاشق ہے اور باطن میں معشوق ہے۔ جس نے مطلوب کو دیکھا اس کا طلب گار بن گیا۔

(۱۹) یہ کیسا نکتہ ہے کہ جس کے گرد طواف کے لئے ساتوں آسمان پرکار کی طرح ساکن ہیں۔

(۲۰) وہ کون ہے اور وہ کہاں ہے وہ کس طرح جلوہ گر ہوا۔ وہاں وہ کیا ہے اور وہ کیا تھا جس نے اس طرح سے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔

(۲۱) اگر وہ دونوں جہانوں میں دو لاکھ موجیں پیدا کریں۔ درحقیقت تمام موجیں ایک ہی ذات ہے اگرچہ دوسو مرتبہ ان کی آمد ہوئی۔

یعنی اگر کائنات میں ہزاروں طریقے سے اپنے آپ کو ظاہر کرے مگر اس کے باوجود وہ ایک ہی ہے۔

(۲۲) کوئی دوسرا کس طرح ظہور پذیر ہوا۔ (تعدیات کے اعتبار سے) جو کچھ بھی دوسرا موجود ہوا۔ دراصل ایک ہی وحدت کو ظاہر کرتا ہے۔

(۲۳) جس کسی کی روح میں اس بات کی خوشبو پہنچی ہے۔ بے شک وہ کفر و دین سے بے زار ہو گیا۔

(۲۴) یہ ایسا قلندر ہے جس نے ھل من مزید کا نعرہ لگایا۔ تسبیح زنار کی حمایت کرنے لگی۔

(۲۵) اس نے اس جگہ منفی اثرات کا خاتمہ کر دیا اور وہ کفر سے دور بھاگ گیا۔ اسے الجھیاں حاصل ہو گیں۔ ظاہری طور پر کافروں سے مل گیا۔

(۲۶) جس نے اس بات سے نجات حاصل کر لی اس نے چادر اوڑھ لی۔ پس اس نے عورتوں کی طرح دیوار کی طرف رخ کر لیا۔

(۲۷) جس پر یہ راز ایک لمحہ کے لئے فاش ہو گیا اس کے چہرے سے خوشی کے آثار رخصت ہو گئے۔

Marfat.com

حجاب تعینات

اے طالب حق! اگر تم حجاب تعینات کو اٹھا کر بغور و تفکر خیال کرو گے تو تمہارے خیال میں بجز ذات واحد کے کسی کی بھی گنجائش نہ ہوگی۔ مثلاً شعاع آفتاب کی گرمی سے سمندر کا پانی بخارات بن کر اڑا اور مختلف صورتوں میں نمودار ہوا اور ہر تعین میں ایک نام علیحدہ پایا۔ غرض ہر لباس میں ایک نئی شان دکھائی اور ہر جگہ مختلف ناموں سے نام زد ہو کر ایک نئی صورت بنائی' اب اگر تم ان ملبوسات کو پھاڑو اور تعینات کو توڑ کر دیکھو تو وہی سمندر کا پانی ہے جو تھا غیر نہیں۔ فقط اس لباس و تعین کی وجہ سے تم غیر جانتے تھے ورنہ ہر لباس و تعین میں پانی ہی پانی ہے' پس تمام مخلوقات کا ظہور اس طور پر ہوا ہے کہ جب ارادہ الٰہی جنبش میں آیا تو ہر شئے کے' پردہ تعینات میں وہی ذات نئے انداز و شان' نرالی ادا و آن سے جلوہ افروز ہوئی اور رنگ برنگ کے تعینات میں طرح طرح کے نیاز و ناز سے ظہور فرمایا' پھر جب تعیّن ٹوٹا وہی ذاتِ واحد بے کم و کاست ہے' جو تھی' اس کا غیر خیال محال ہے یہ سب وجودات و تعینات وہمی و اعتباری ہیں جن کو کچھ بھی ثبات نہیں' ایک آن کی آن میں درہم و برہم و فنا ہو جاتی ہے۔

انسان کے حواس باطنی میں ایک حِس وہم بھی ہے۔ جس کا کام دیکھی ہوئی ان دیکھی ہوئی اشیاء سے نئے معنی پیدا کرنا' سچ کو جھوٹ' اور جھوٹ کو سچ بتانا' بذریعہ صورت گری معدوم کو موجود ظاہر کرنا اور ایک کو دو اور دو کو بے شمار دکھلانا ہے۔ رات کی تاریکی میں رسی کا سانپ نظر آنا اسی حس کی بدولت ہے۔ جب وہم اور مغالطہ جو بہ سبب کسی قدر اندھیرے کے لگتا ہے دور ہو جائے پھر رسی ہی دکھائی دیتی ہے' ایسے ہی جب تک وہم کی نادانی قائم ہے یہ کائنات غیر حق دکھائی دیتی ہے' جونہی وہم کا یہ جہل دور ہوا حق دکھائی دینے لگتی ہے۔ پس وہم کی نادانستگی کے اس حجاب سے باہر آنا اور اپنے آپ کو اور کائنات کو عین حق جاننا یہی معرفت اور گیان ہے اور اسی وہم غیریت سے خلاصی پانے کا نام مکت اور نجات ہے۔

Marfat.com

ضروری نہیں کہ حواس کسی حقیقت کا صحیح ادراک کر سکیں۔ انسانی آنکھ حواس ظاہری کی ایک اہم قوت ہوتے ہوئے بھی مشاہدات میں اکثر دھوکا کھا جاتی ہے۔ جس کی مثال یہ ہے کہ لکڑی کی سیدھی چھڑی پانی میں اسے ٹیڑھی دکھائی دیتی ہے اور دور سے درختوں کے جھنڈ سیاہ دھبے معلوم ہوتے ہیں' حقیقت تک رسائی کا کامیاب ذریعہ عقل و حواس نہیں بلکہ معرفت گیان اور وجدان ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ایک حد تک عقل انسانی رہ نمائی ضرور کرتی ہے لیکن اس حد سے آگے اسے کچھ علم نہیں۔

پانی سے بھرے ہوئے ایک ٹب میں پانی کی حرکت سے در و دیوار ہلتے دکھائی دیتے ہیں حالانکہ وہ بالکل ساکن ہوتے ہیں۔ کشتی میں بیٹھے ہوئے شخص کو کشتی ساکن اور ساحل حرکت کرتا دکھائی دیتا ہے۔ صفراوی بخار میں مبتلا مریض کو بسا اوقات پانی کڑوا محسوس ہوتا ہے حالانکہ پانی میں کوئی کڑواہٹ نہیں ہوتی۔

تیز رفتار گاڑی میں سفر کرتے ہوئے بچوں کو درخت سڑک کے کنارے مخالف سمت میں دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک ہی جگہ قائم ہوتے ہیں اور تل بھر آگے پیچھے نہیں سرکتے' حباب اور لہروں کا پانی سے الگ وجود دکھائی دینا وہم کا دھوکا ہے' سراب اور بیابان میں سفر کرنے والے مسافر کو پانی کی لہریں اور موجیں دکھائی دیتی ہیں حالانکہ وہاں پانی کا نام و نشان ہی نہیں ہوتا' یہ سب تقاضے وہم کے ہیں جو انسان کے ساتھ فطری طور پر موجود ہے۔ اس وہم کی بناء پر کائنات ذات حق کی غیر اپنے وجود کے ساتھ معلوم ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ جونہی یہ وہم دور ہوا نگاہ حقیقت شناس میں ذات سے الگ اور جدا اس کا کوئی نشان نہیں ملتا۔

اے زوہم غیر غوغا در جہاں انداختہ
حرفے خود گفتہ و خود را گماں انداختہ

اے خدا تو نے دنیا میں غیر (اللہ کے سوا کوئی دوسرا) کے وہم کا شور و غوغا برپا کر رکھا ہے۔ تو نے خود ہی ایک بات کہی خود ہی اس میں شک و شبہ ڈال دیا۔

یہ عالم موجودات حق تعالیٰ کی ذات سے الگ اور جداگانہ کوئی قائم بالذات

Marfat.com

حقیقت نہیں ہے۔ وجود اور ہستی حق تعالیٰ کی ہے' اس کے وجود کے تعینات و تشخصات کی صورت میں جلوہ گر ہونے سے ممکنات کے لامحدود اقسام پیدا ہو گئے ہیں' وجود حق اور کائنات میں ذات و صفات کی نسبت ہے، ذات سے الگ اور جدا صفت کا کوئی نشان نہیں ملتا۔

جس طرح سورج کی چمک اور روشنی سورج سے الگ وجود نہیں اسی طرح ذات احدیت سے اس کی صفات کا انفصال بھی ناممکن ہے چونکہ صفات عین ذات ہیں اور کائنات ذات کی صفات کا ظہور ہے اس لئے کائنات ذات حق سے غیر وجود نہیں۔ پانی جب اپنی حقیقت سے جدا ہوتا ہے تو کہیں وہ جھیل' چشمہ اور جوہڑ وغیرہ ناموں سے پکارا جاتا ہے' کوئی اسے تالاب' کنواں' دریا' ندی' نالہ' ساگر اور آبشار کا نام دیتا ہے۔ کہیں وہ دجلہ' فرات' گنگا' راوی اور چناب کا نام پاتا ہے اور کہیں برف' بادل' یخ شبنم اور اولے کے لباس میں دکھائی دیتا ہے۔ یہ تمام نام اور روپ اپنے اصل سے علیحدہ ہونے کا باعث ہیں اور حقیقت میں وہ اپنے اصل سے کہیں بھی علیحدہ اور جدا نہیں ہوتا۔ یہ جدا کا لفظ صرف بات کرنے کے لئے ہے' ورنہ جدائی کو یہاں کوئی دخل نہیں' سمندر' دریا' چشمہ' تالاب اور ندی نالے سب فرض کئے ہوئے نام ہیں اور حقیقت ان سب کی ایک پانی ہے اگر پانی نہ ہو تو کچھ بھی نہیں۔ نقل ہے کہ مچھلیوں کا ایک گروہ دور دراز سفر طے کر کے ایک عقل مند اور سیانی مچھلی کے پاس پہنچا اور دریافت کیا کہ ہم مدت سے دریا کا نام سن رہی ہیں اور یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ ہماری زندگی دریا سے ہے لیکن آج تک ہمیں دریا دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ ہم آپ سے پوچھنے آئی ہیں کہ وہ کہاں ہے' اس سیانی مچھلی نے جواب دیا، کہ اگر تم مجھ کو بغیر دریا کے کوئی چیز دکھاؤ تو میں تمہیں دریا کا پتہ بتا دوں گی یہاں تو دریا ہی موجزن ہے' تمہارے وہم اور بے علمی نے تمہیں حجاب میں رکھا ہوا ہے ورنہ ہماری بود اور نمود اسی دریا ہی سے تو ہے۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وہی اصل مکان و لامکان ہے — مکان کیا شئے ہے انداز بیان ہے
خضر کیوں کر بتائے کیا بتائے — اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے

Marfat.com

دریا کی حقیقت بجز پانی اور کچھ نہیں ہے لیکن وہ حقیقت جب لہروں کی صورت میں متعین ہے تو لہر یا موج کہلاتی ہے' بلبلے کی شکل میں بلبلہ یا حباب' باعتبار تعینات مختلف صورتوں اور شکلوں میں نام اور صفت الگ اور جدا ہے' نگاہ کا کمال یہ ہے کہ وہ حقیقت پر پڑے نہ کہ تعین ومجاز پر ۔

اٹھا کے قید تعین بدیدہ تحقیق
ہر ایک قطرے میں دریائے بے کراں دیکھا

لہر اور بحر' موج اور دریا میں فرق صرف نام اور روپ کا ہے۔ باعتبار حقیقت ایک' باعتبار تعین الگ اور جدا' تعین پر نگاہ ڈالنے سے لہر اور حباب فرضی اعتباری نام ہیں' یکتائی پانی میں ہے، حقیقت میں پانی کے غیر نہ موج ہے نہ حباب' لہریں بوندیں اور بلبلے جداگانہ صورتیں رکھتے ہوئے پانی سے الگ وجود نہیں بلکہ پانی ہی ہیں۔ اسی طرح جملہ موجودات دراصل وہی آخری حقیقت (ذات) ہیں۔ ذات سے الگ اور جدا ان کا کوئی وجود نہیں۔ دریا' بحر' چشمہ' موج اور حباب کے الفاظ سے فطرت کے حسن آفرین پہلوؤں کی طرف توجہ دلا کر شیون کے ظہور اور نمود کی مثالوں کو واضح کرنا مقصود ہے تاکہ ذات اور کائناتی زندگی میں مماثلت دکھائی دے سکے۔

کائنات کی حقیقت وجود مطلق ہے جو مختلف تعینات میں الگ الگ صفت اور جدا جدا شان سے متعین ہے' تعینات صرف نام رکھتے ہیں' اپنی ہستی اور وجود میں نیست وعدم ہیں۔

ایک کم فہم شخص موج' حباب' بارش اور بادل کو سمندر دیکھنے اور کہنے سے رکتا ہے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ سمندر سوائے آب مطلق کے نہیں' جو ان مقیدات کی صورت میں ظاہر ہے۔ اسی طرح ایک بے خبر انسان افلاک' اجرام' عقول نفوس اور طبائع وغیرہ تعینات کو وجود مطلق کے غیر سمجھتا اور دیکھتا ہے اور اس حقیقت سے نامحرم ہے کہ یہ سب مظاہر اسی کے ہیں اور اس کے غیر وجود ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

غالب نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

Marfat.com

ہے مشتمل نمود صور پر وجود بحر
یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں

برف اور پانی اگرچہ اسم وصفت کی صورت میں دو مختلف چیزیں ہیں مگر حقیقت ایک ہے۔ جب تک برف کی صورت قائم برف اور پانی کا اسمی وجسمی تفاوت ہرگز نہیں مٹ سکتا۔

برف از روئے تعین وتشخص غیر پانی ہے اور از روئے حقیقت و وجود عین پانی صورت برف ہے اور معنی پانی۔ اس صورت میں اول و آخر ظاہر و باطن وہی پانی ہے برف ایک نمود بے بود ہے جس کا نام اور صورت فانی ہے، صورت اور سیرت کے اعتبار سے برف پانی کی غیر ہے لیکن حقیقت میں برف پانی کے غیر کوئی وجود نہیں رکھتی۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

زندگی قطرے کی سکھلاتی ہے اسرار حیات
یہ کبھی گوہر کبھی شبنم کبھی آنسو ہوا

اے طالب! ذرا ہوش میں آ' کہاں جا پہنچا' تو نے ایسے عرش عظیم پر کمند ڈالی ہے کہ جہاں ادراک سریع السیر کی رسائی نہیں اور خیال برق رفتار کی مجال نہیں اور ایسے بیابان دشوار گذار میں قدم رکھا ہے کہ جہاں شیر نر کے ہوش وحواس پراگندہ ہیں اور فیل مست کا حوصلہ پست ہے اور ایسے دریائے عمیق بے پایاں میں غوطہ لگایا ہے کہ جس میں کروڑ ہا دانشمند انبیاء و اولیاء' حکماء وعقلا کی جانیں ہلاک ہوگئی ہیں مگر اس بحر ناپیدا کنار کی تہہ کسی کو نہ ملی ۔

کسے رہ سوئے گنج قاروں نبرد
دگر برد رہ باز بیروں نبرد

اس بحر مواج خوں خوار سے نکل اور اپنی سیدھی ڈگر لے ۔

ہاں اہل طلب کون سنے طعنہ نایافت
دیکھا کہ وہ ملتا نہیں اپنے ہی کو کھو آئے

Marfat.com

حدیث از مطرب و مے گو وراز دہر کمتر جو
کہ کس نہ کشود و نہ کشاید بہ حکمت ایں معمارا

لیکن میں کیا کروں کہ میرا اصلی مقصود یہی ہے اور بغیر اس کے مجھ کو چین نہیں کہ یار کی باتیں اور اس کا بیان میری غذائے روح اور راحت جان ہے۔

پھر پھر کے دائرہ ہی میں رکھتا ہوں میں قدم
آئی کہاں سے گردش پرکار پاؤں میں

باز آمدم برسر مطلب پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ انسان کامل جامع جمیع حقائق الٰہی و کونی ہے۔ مرتبہ وحدت میں انسان کامل عبارت ہے ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنی جو کچھ اس کے مافوق وجود باطن میں ہے کہ وہ مرتبہ احدیت ہے۔ مرتبہ وحدت میں اجمالاً موجود ہے' اور جو کچھ اس کے ماتحت یعنی ظاہر وجود و اسماء مرتبہ واحدیت میں ہے وہ مرتبہ وحدت میں ضمناً موجود ہے اور مرتبہ واحدیت میں انسان کامل آدم سے مراد ہے۔ اگرچہ اور انبیا اور اولیا بھی اس میں شامل ہیں لیکن آدم برزخ صغرا ہے' ان کا مرتبہ جامع ہے' مافوق خود کہ وحدت ہے یعنی توجہ وجود بجانب ظہور و ماتحت خود کہ حقائق کونیات ہیں ان میں ضمناً موجود ہیں اس لئے آدم جامع جمیع حقائق الٰہیات و کونیات کے ہیں' یعنی عالم ظاہر و باطن میں بطور کلیات و جزئیات موجود ہیں۔ پس تزکیہ نفس و تصفیہ قلب جمیع افراد انسان کا اس وقت ممکن ہے کہ اسماء الٰہی کے ہر اسم سے عبادت کرے اور سریر قلب پر کہ عرش الٰہی ہے غیر کو جگہ نہ دے۔ کیونکہ بنیاد عمل دل سے متعلق ہے اور دل میں اگر شرک بھرا ہوا ہے تو وہ عمل باطل اور مردود ہے اور اللہ تعالیٰ باطن کو دیکھتا ہے نہ ظاہر کو۔ چنانچہ حدیث شریف قدسی میں وارد ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِ کُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ

یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دلوں کو اعمالوں کو دیکھتا ہے۔

Marfat.com

ما بروں را ننگریم و قال را
مادروں را بنگریم و حال را

ہم انسان کی بری حالت اور اس کی گفتگو کو اہمیت نہیں دیتے بلکہ ہم اس کی باطنی حالت یعنی اس کے اعمال کو ملاحظہ کرتے ہیں۔ اس کا کردار ہمارے نزدیک اہم ہے۔

اگر دل غیر اللہ سے پاک ہے تو محبوب ہے ورنہ مردود، حضرت ابوبکر شبلیؒ کا مقولہ ہے کہ:-

اَلْوُضُوْءُ اِنْفِصَالُ وَالصَّلٰوۃَ اِتِّصَالُ فَمَنْ لَمْ یَنْفَصِلْ لَمْ یَتَّصِلْ.

یعنی وضو سے مراد جدا ہونا ہے غیر اللہ سے اور نماز عبادت ہے وصل ہونا اللہ سے۔

پس جو شخص غیر اللہ سے دور ہی نہ ہوا وہ خدا سے ملا ہی نہیں، یعنی جب تک غیر اللہ و ماسویٰ اللہ سے دور نہ ہو گا مع اللہ اتصال نہ پائے گا، جب غیر حق کا وہم باطل مٹ جاتا ہے تو تخت دل پر حق جلوہ نما ہوتا ہے اور یہ رتبہ ان لوگوں کا ہے جو ہر وقت اپنے دل کی نگرانی کرتے ہیں اور شرک ماسویٰ اللہ کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ دَائِمُوْنَ. (المعارج: ۳۲)

یعنی اور وہ لوگ ہیں جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں۔

یعنی وصال و عرفان الٰہی ان لوگوں کے نصیب میں ہے جو غیر اللہ کو اپنے دل میں آنے نہیں دیتے، غرض جب تک توحید پوری نہ ہو گی عرفان و وصال محال ہے۔

Marfat.com

گنج مخفی

اکثر علماء محققین ان آیات وَصَوَّرَ کُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَ کُمْ اور لَقَدْ خَلَقْنَا لِاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ انسان فی الحقیقت جمال ظاہری و باطنی رکھتا ہے اور یہ نسخہ جامع و مجموعہ کاملہ ہے، اس میں جمیع موجودات عالم خلق و امر ملکی وملکوتی علوی وسفلی منطوی و مندرج ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کونسخہ جامع جمیع کمالات ظاہری و باطنی پیدا کیا۔ یہ مجموعہ جامع جمیع علوم وفنون وصنعت وغیرہ کا ہے' کوئی علم کوئی ہنر کوئی پیشہ کوئی صنعت اس سے باہر نہیں جو کچھ موجود ہے اس کی نمود ہے سب چیز اس کے اندر موجود ہے۔ حقیقت میں انسان گنج مخفی کا نمونہ ہے خلیفۃ اللہ اس کا خطاب ہے۔ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ اس کا مقام ہے۔ فَاَوْحیٰ اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحیٰ۔ اس کا کلام ہے۔ وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ و عَلَّمْنَاہُ من لَّدُنَّا عِلْمًا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا اس کا علم ہے۔ یہ مخزن اسرار ربانی ہے' یہ مطلع انوار سبحانی ہے۔ سب شئے اس میں موجود ہے کوئی اس سے خارج نہیں۔

اے نامہ نسخہ الٰہی کہ توئی ۔۔۔ دے آئینہ جمال شاہی کہ توئی
درخود بہ طلب ہر آں چہ خواہی کہ توئی ۔۔۔ بیروں زتو نیست ہر چہ در عالم ہست

نامہ سے مراد انسان ہے۔ اے انسان تو ہی اللہ تعالیٰ کا نسخہ ہے، اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ بھی تو ہی ہے۔ کائنات میں جو کچھ ہے تجھ سے باہر نہیں ہے۔ جس ہستی کا تو طالب ہے اور جس کی طلب میں تو سرگراں ہے وہ تو تیرے اندر جلوہ افروز ہے مگر اس کا مشاہدہ چشم بینا کے بغیر ممکن نہیں۔

اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اے فرزند اپنے اندر فکر کر جو چیز تجھ کو مطلوب ہے اپنے ہی میں طلب کر وہ اپنے ہی اندر پائے گا۔ کوئی شئے تجھ سے باہر نہیں جس کی خارج میں تلاش کرے۔

Marfat.com

وَدَائُکَ فِیْکَ وَمَا تَشْعُرُ
دَوَائُکَ مِنْکَ وَلاَ تُبْصِرُ

یعنی اور تیرا مرض تیرے اندر ہے اور تو نہیں جانتا اور دوا بھی تیرے ہی پاس ہے اور تو نہیں دیکھتا' یعنی تیرا درد اور تیری دوا تجھ ہی میں ہے۔ کفر وشرک تیرے لئے درد ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ ط وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِیْدًا۔

(النسآء:۱۱۶)

یعنی اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک لایا جائے اور بخشتا ہے سوائے اس کے جس کے واسطے چاہتا ہے اور جو کوئی شرک لائے اللہ کے ساتھ پس تحقیق وہ گمراہ ہوا گمراہی دور کا۔ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ" (لقمٰن:۱۳) شرک البتہ بڑا ہی ظلم ہے۔

اور توحید ومعرفت اس درد کی دوا ہے۔ جب بہ یقین دل تم نے جان لیا کہ حقیقتاً ذات پاک کے سوا کوئی موجود فی الخارج نہیں اور یہ جو کچھ نظر آ رہا ہے کل موجودات فقط ایک وہمی خیالی اعتبارات پر وابستہ ہے' یہ معدوم محض ہے مگر موجود حقیقی اول و آخر ظاہر و باطن ذات پروردگار ہے تو بس یہی اس درد کی دوا ہے یعنی باوجود اس کی ہستی کے اپنی ہستی کا ثبوت کرنا یہ درد ہے اور اپنی ہستی کو اس کی ذات میں فنا کر دینا یہ دوا ہے۔

وَتَزْعُمُ اَنَّکَ جِسْمٌ" صَغِیْرٌ"
وَفِیْکَ انْطَوٰی الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ"

اور تو گمان کرتا ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے اور حقیقت میں تیرے اندر ایک عالم اکبر لپٹا ہوا ہے' اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان عالم صغیر ہے۔ مجملاً از روئے صورت اور آفاق عالم کبیر ہے مفصلاً از روئے معنی' لیکن از روئے مرتبہ انسان عالم کبیر ہے اور آفاق عالم صغیر۔

Marfat.com

ذکر کی فضیلت

ذکر الٰہی زندگی کی جان ہے۔ وہ زندہ انسان جو ذکر الٰہی سے غافل اور محروم ہے اگرچہ عام دیکھنے والوں کی نظروں میں اسے زندہ شمار کیا جاتا ہے لیکن درحقیقت وہ مردہ ہے' بے جان ہے اور زندگی کی برکتوں سے یکسر محروم ہے۔ حیات انسانی کی وہی گھڑیاں سرمدی اور ابدی ہیں جو اپنے خالق کی یاد اور محبت میں بسر ہوتی ہیں۔ زندگی کے وہ لمحے جب انسان ذکر الٰہی سے محروم ہوتا ہے وہ فانی ہیں' لاحاصل ہیں اور ایسی زندگی بسر کرنے والے کو بجز حسرت وندامت کے کچھ نہیں ملتا۔

اللّٰہ جَلَّ جَلَالَہٗ' عَمَّ نَوَالَہٗ کے پاک نام میں جو برکت' لذت' حلاوت' سرور اور طمانیت ہے وہ کسی ایسے شخص سے مخفی نہیں جو کچھ دن اس پاک نام کی رٹ لگا چکا ہو اور ایک زمانہ تک اسے حرز جان بنا چکا ہو۔ یہ پاک نام دلوں کا سرور اور طمانیت کا باعث ہے۔ خود حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:۲۸)

خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر (میں یہ خاصیت ہے کہ اس سے)
دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔

ذکر الٰہی کی فضیلت کے بارے میں قرآن مجید میں متعدد بار آیات مبارکہ اور احادیث مقدسہ مذکور ہیں' ان میں سے چند تحریر کی جاتی ہیں۔

حدیث شریف میں وارد ہے:

(۱) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُئِلَ اَىُّ الْعِبادِ اَفْضَلُ وَاَرْفَعُ درجةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الذّٰكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمِنَ الْغَازِىْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْضَرَبَ بِسَيْفِهٖ فِى الْكُفَّار

Marfat.com

وَالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰی یَنْکَسِرَا وَیَخْتَضِبَ دمًا فَاِنَّ ذَاکِرَ لِلّٰهِ اَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً.

ابی سعیدؓ سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا بندہ بہت بہتر ہے درجے میں خدا کے نزدیک قیامت کے دن' آپ نے فرمایا خدا کو بہت یاد کرنے والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں۔ کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کیا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہیں۔ فرمایا اگر کفار و مشرکین میں وہ شمشیر زنی کرے یہاں تک کہ ٹوٹ جائے اور خون میں رنگ جائے پھر بھی خدا کا یاد کرنے والا اس سے درجے میں افضل ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے:

(۲) عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وآله وسلم اَلاَ اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْ کَاهَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَارْفَعِهَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَ خَیْرٍ لَّکُمْ مِّنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرَقِ وَ خَیْرٍ لَّکُمْ مِّنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّ کُمْ فَتَضْرِ بُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَ یَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْ بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰهِ.

حضرت ابی الدرداؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے ارشاد فرمایا' کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم

Marfat.com

کو قتل کریں، اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتا دیں، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔

(۳) عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَوْ اَنَّ رُجُلًا فِیْ حِجْرِہٖ دَرَاھِمُ یَقْسِمُھَا وَاٰخَرُ یَذْکُرُ اللّٰہ لَکَانَ الذَّکِرُ لِلّٰہِ اَفْضَلَ۔

حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔

(۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ عَجِزَمِنْکُمْ عَنِ اللَّیْلِ اَنْ یُّکَابِدَہٗ وَبُخِلَ" بِالْمَالِ اَنْ یُّنْفِقَہٗ وَجُبْنَ" عَنِ الْعَدُوِّ اَنْ یُّجَاھِدَہٗ فَلْیُکْثِرْ ذِکْرَ اللّٰہِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال بھی نہ خرچ کر سکتا ہو (یعنی نفلی صدقات) اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو اس کو چاہئے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

(۵) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کہ ہر چیز کے لئے صفائی ہے اور دلوں کی صفائی خدا کا ذکر ہے اور کوئی چیز عذاب الٰہی سے نجات دینے والی ذکر اللہ سے بڑھ کر نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا، کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں فرمایا نہیں، گو اتنی تلوار

Marfat.com

مارے کہ ٹوٹ جائے۔(اس حدیث کو بیہقی نے نقل کیا ہے۔)
حضرت عمر بن الخطاب معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے۔

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ دشمنی رکھے کسی خدا کے دوست کے ساتھ بے شک اس نے اللہ کے ساتھ لڑائی ٹھانی۔ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے ابرار اتقیاء سے پوشیدہ حال کو جو غائب ہوں تو پوچھے نہ جائیں اور جو حاضر ہوں تو بلائے نہ جائیں نہ پاس بٹھائے جائیں حالانکہ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں جو ہر فتنہ تاریک سے نکلتے ہیں۔(اس حدیث کو ابن ماجہ و بیہقی نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے)

اب خود غور کر لو کہ اولیاء اللہ کا دشمن خدا اور رسول کا دشمن ہے یا نہیں۔ پس ان احادیث و روایات سے واضح ہوتا ہے کہ اس فضیلت کے مصداق بھی وہ لوگ صوفی ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور توحید و اسرار معرفت سے بھر دیا ہے۔

Marfat.com

پیر و مرشد اور مرید کے درمیان مختصر سوالات اور جوابات

سوال: فقیر پر اول کیا چیز فرض ہے۔
جواب: علم کا حاصل کرنا۔
سوال: علم کیا نفع پہنچاتا ہے۔
جواب: اگر کہتر (کمینہ) ہوگا تو بہتر (سردار) ہو جائے گا اور اگر مسکین ہوگا تو دولت مند ہو جائے گا۔
سوال: کہتری اور بہتری کیا چیز ہے۔
جواب: بیوقوفی کہتری اور عقل مندی بہتری ہے۔
سوال: بیوقوفی اور عقل مندی کیا چیز ہے۔
جواب: اپنے نفع ونقصان کو پہنچانا عقل مندی اور نہ پہنچانا بیوقوفی ہے۔
سوال: نفع اور نقصان کس کو کہتے ہیں۔
جواب: نفع وہ ہے جو ساتھ ہی رہے اور ساتھ ہی جائے اور نقصان وہ ہے جو وفا نہ کرے۔
سوال: وہ کیا چیز ہے جو ساتھ رہتی ہے اور وہ کیا چیز ہے جو وفا نہیں کرتی۔
جواب: مولا کی محبت ساتھ رہتی ہے اور ساتھ ہی جاتی ہے اور دنیا کی محبت آخر وفا نہیں کرتی۔
سوال: مولا کی محبت کس چیز سے حاصل ہوتی ہے۔
جواب: علم سے۔
سوال: علم کس طرح آتا ہے۔
جواب: جب علم سے حلم کو پیدا کرے۔

جب حق تعالیٰ نے تجھ کو علم دیا ہے تو حلم اور ادب سیکھ،
سانپ کی طرح نہ بن گوشہ نشین رہتا ہے لیکن ڈنگ مارتا ہے ڈھول کی طرح

Marfat.com

شور کرنے والا اور اندر سے خالی نہ بن، اس کے وصل کے ذوق میں زخمی دل کے ساتھ جانباز بن۔

سوال: حلم کس طرح حاصل ہوتا ہے۔

جواب: فاخرہ لباس اور لذیذ کھانے اور زیادہ سونے کو ترک کرنے سے۔

سوال: ان سب چیزوں کو ترک کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے۔

جواب: دل کی صفائی۔

سوال: دل کی صفائی سے کیا حاصل ہوتا ہے۔

جواب: خداتعالیٰ کی معرفت۔

سوال: معرفت سے کیا حاصل ہوتا ہے۔

جواب: وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو کہنے، لکھنے اور سمجھنے میں نہیں آ سکتا۔

سوال: وہ کیا ہے جو کہنے، لکھنے اور سمجھنے میں نہ آئے۔

جواب: وہ ہستی جو مکان ونشان و ذات و صفات نہیں رکھتی، اپنی تسلی کے لئے اس کا نام مولا (اللہ) مقرر کر لیا ہے۔

سوال: سالک کس کو کہتے ہیں۔

جواب: اہل سلوک کو۔

سوال: اہل سلوک کس کو کہتے ہیں۔

جواب: جو ظاہر بین نہ ہو۔

سوال: ظاہر بین کس کو کہتے ہیں۔

جواب: جو ظاہری رنگوں پر مائل ہوتا ہے۔

سوال: اگر ظاہری رنگوں کو نہ دیکھے تو کیا دیکھے۔

جواب: ہر جگہ اور ہر صورت میں ذات مولا کو دیکھے۔

سوال: ذات مولا کو کس طرح دیکھے۔

جواب: اپنے آپ کو اپنے آپ میں گم کر دے۔

Marfat.com

سوال: اپنے آپ کو اپنے آپ میں کس طرح گم کرے۔

جواب: چپ رہ، جو گم ہو جائے وہی جانتا ہے۔

سوال: دائمی زندگی کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔

جواب: جب نیست ہو جائے۔

سوال: جب نیست ہو گیا تو پھر باقی کیا رہا۔

جواب: نیست وہ ہے جو دنیا کی طرف سے نیست ہو جائے اور دنیا اس کے سامنے نیست ہو جائے۔

اگر تو ہستی کا طلب گار ہے تو اپنی ہستی کو نہ دیکھ
اس کی رضا کے سامنے اپنا سر جھکا دے

سوال: نیست کس طرح ہو۔

جواب: عشق میں۔

سوال: عشق کیا چیز ہے۔

جواب: عشق ایک آگ ہے جو شخص اس میں پڑے وہ آگ ہو جاتا ہے۔

سوال: صوفی کون ہے۔

جواب: صفائی والا۔

سوال: صفائی کس طرح حاصل ہوتی ہے۔

جواب: شہوات (خواہشات) کے دور کرنے سے۔

سوال: شہوات کس طرح دفع ہو سکتی ہیں۔

جواب: جب اپنے نفس پر غالب آ جائے۔

سوال: نفس پر غلبہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

جواب: جو کام کرے نفس کے خلاف کرے۔

سوال: نفس کا مخالف ہونا مشکل ہے کس طرح ہو سکتا ہے۔

جواب: زندگی کی عیش کو اپنے پر کڑوا بنائے اور دنیا کو فنا جانے۔

Marfat.com

سوال: مست کس کو کہتے ہیں۔

جواب: جو بے قید ہو جائے۔

سوال: کون سی قید سے بے قید ہو۔

جواب: زندگی اور موت' کفر اور اسلام' دوست اور دشمن' سب کو یکساں جانے اور ان قیدوں سے فارغ ہو جائے۔

سوال: ایسا شخص تو نقش دیوار ہو گیا اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

جواب: وہ فائدہ اور بے فائدہ سے بھی فارغ ہوتا ہے۔

سوال: مسلمان کس کو کہتے ہیں۔

جواب: اہل اسلام کو۔

سوال: اسلام کیا چیز ہے۔

جواب: امر و نہی کی پیروی کرنا۔

سوال: پیروی کس طرح کرنی چاہئے۔

جواب: مولا کے فرمان کے مطابق اور صدق دل کے ساتھ۔

سوال: اسلام کی حد کیا ہے۔

جواب: ایک بال جتنا بھی اسلام سے باہر قدم نہ رکھے۔

سوال: اسلام کی پختگی کیا ہے۔

جواب: اپنے قیاس (دلیل) کو درمیان میں دخل نہ دے اور مولا کے فرمان کی اطاعت کرے۔

سوال: کافر کس کو کہتے ہیں۔

جواب: گمراہ کو (یعنی جس نے راستہ بھلا دیا ہو)

سوال: کس راستہ سے۔

جواب: سیدھے راستے سے۔

سوال: منافق کس کو کہتے ہیں۔

جواب: جو چیز ظاہر میں رکھتا ہو باطن میں نہ رکھتا ہو۔

Marfat.com

جس کے اندر ریا کی چھلنی ہے اس کا زہد خالی ہے
کف گیر کو سوائے جھاگ کے کچھ ہاتھ نہیں آتا

سوال: دیوانہ کس کو کہتے ہیں۔

جواب: جو اپنے خیال میں مستغرق ہو اور دوسروں کے کہنے سننے کے ساتھ کوئی غرض نہ رکھے۔

سوال: دائمی دولت کیا ہے۔

جواب: صبر اور شکر۔

سوال: صابر بہتر ہے یا شاکر۔

جواب: صبر کے سوا شکر کب ہو سکتا ہے۔

سوال: مسافر اور مقیم میں کیا فرق ہے۔

جواب: اگر مقیم نیک ہو تو (آنے والے) مسافروں کو فائدہ پہنچتا ہے اور اگر مسافر نیک ہو تو جہاں جائے گا نیک تعلیم دے گا لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچے گا نیکی کے بغیر دونوں ہی کچھ نہیں ۔

انسان اس کو پہچانو جو خلقت سے مستغنی ہے
جس پھول میں حسن اور رنگ نہ ہو وہ مٹی ہے
جو ترش طبع ہے خواہ وہ بادشاہ ہو یا گداگر
گندہ خربوزہ تُماں سے بھی زیادہ خراب ہوتا ہے

سوال: ایمان کیا ہے۔

جواب: ایمان خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت ہے یعنی قبولیت کا نشان ہے' یہ اسلام کی پختگی سے حاصل ہوتا ہے ۔

جس شخص نے دعویٰ کو اپنے سر سے باہر نکال دیا
سب جہان اور مال و زر اور گھر بار اسی کا ہے

سوال: کس چیز کو یاد رکھنا آدمی کے لئے بہتر ہے۔

جواب: موت کی یاد۔

Marfat.com

سوال: آدمی کس طرح آدمی ہوسکتا ہے۔

جواب: اہل اللہ کی صحبت سے۔

سوال: آدمی کون ہے۔

جواب: خدا تعالیٰ کی پہچان والا (یعنی اہل معرفت)

سوال: خدا کی شناخت کس طرح ہوسکتی ہے۔

جواب: دو وجہ سے ایک ہمہ از وست (یعنی توحید شہودی) دوسرا ہمہ اوست (یعنی توحید وجودی) سے۔

سوال: دنیا کا سامان کیا ہے۔

جواب: گمراہی۔

سوال: عاقبت کا سامان کیا ہے۔

جواب: دل کی شکستگی۔

سوال: طالب کس کو کہتے ہیں۔

جواب: طلب رکھنے والے کو۔

سوال: طلب کی حد کیا ہے۔

جواب: طلب' طالب اور مطلوب خود ہو جائے۔

سوال: خدا تعالیٰ سے کیا طلب کرنا چاہئے۔

جواب: اس کی معرفت۔

سوال: زندگی کس طرح گذارنی چاہئے۔

جواب: دعویٰ کے بغیر۔

سوال: بزرگی کس طرح حاصل ہوسکتی ہے۔

جواب: تھوڑا کھانے والا تھوڑا خوار ہے اور زیادہ کھانے والا زیادہ خوار ہے۔ کم خور کم خوار و بسیار خور بسیار خوار۔

سوال: دنیا کے کارخانہ میں حق کس کا ہے۔

جواب: ماں باپ کا۔

Marfat.com

سوال: زیادہ خدمت کس کی کرنی چاہئے۔

جواب: مسکینوں کی اور ماں باپ کی۔

سوال: بدی کس سے کرنی چاہئے۔

جواب: اپنے نفس سے۔

سوال: ایسی کھیتی کون سی ہے جو ایک زمین میں بوئیں اور دوسری میں کاٹیں۔

جواب: نیکی اور بدی' اس جہان میں بوتے ہیں اور اُس جہان میں کاٹیں گے۔

سوال: خدا تعالیٰ کی رضامندی کس چیز سے حاصل ہو سکتی ہے۔

جواب: ماں باپ کی رضامندی اور عاجزوں و شکستہ دلوں کے راضی رکھنے سے۔

سوال: مرد دانا کس کو کہتے ہیں۔

جواب: جو تھوڑی باتیں کرنے والا ہو اور زیادہ سننے والا ہو۔

سوال: نیک بخت کس طرح پہچانا جاتا ہے۔

جواب: تین علامتوں سے، علم کی طلب رکھتا ہو' سخاوت کرتا ہو' خندہ پیشانی سے پیش آتا ہو۔

سوال: سخی کس کو کہتے ہیں۔

جواب: جو کچھ اپنے پاس موجود رکھتا ہو' دے دے۔

سوال: سب سے برا کام کیا ہے۔

جواب: سوال کرنا۔

سوال: سب سے بہتر کام کیا ہے۔

جواب: خدمت کرنا

خدمت کا راستہ کمال تک پہنچا دیتا ہے
تھوڑے ہی دنوں میں خادم کو مخدوم بنا دیتا ہے

سوال: فقیر کا ابتدا کیا ہے۔

جواب: کم آزادی (یعنی کسی کو تکلیف نہ دینا)

Marfat.com

سوال: کم آزاد کس طرح ہو سکتا ہے۔

جواب: اپنے آپ کو دوسروں سے حقیر جانے۔

سوال: یہ بات کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔

جواب: فقیروں کی صحبت سے۔

سوال: سختی کا علاج کیا ہے۔

جواب: رضائے حق ڈھونڈنا۔

سوال: گناہ کا کیا علاج ہے۔

جواب: توبہ۔

سوال: نامراد کس کو کہتے ہیں۔

جواب: بے طاعت اور بے مروت کو۔

سوال: ناقص کس کو کہتے ہیں۔

جواب: جو شخص فقر کا لباس پہنے اور دولت مند کے دروازے پر جائے۔

سوال: دل کی روشنائی کیا ہے۔

جواب: رات کا جاگنا۔

سوال: رات کا جاگنا کس طرح حاصل ہوتا ہے۔

جواب: تھوڑا کھانے سے۔

سوال: تھوڑا کس طرح کھایا جا سکتا ہے۔

جواب: بتدریج تھوڑا تھوڑا کم کرتا جائے۔

سوال: دنیا میں کس طرح رہنا چاہئے۔

جواب: مسافر کی طرح۔

جہان کی عمارتوں پر دل ہرگز زیادہ نہ لگا
کیونکہ یہ عدم کے راستہ میں ایک مسافر خانہ ہے

Marfat.com

سوال: منزل پر کس طرح پہنچا جاتا ہے۔

جواب: سبکساری سے (یعنی دنیا کی بے تعلقی سے)

سوال: وہ کیا چیز ہے جس کی قدر آتی ہے۔

جواب: جو چیز ہاتھ سے نکل جائے۔

سوال: فقر کا لباس کیا ہے۔

جواب: پردہ پوشی۔

سوال: زبان کس طرح پاک ہوسکتی ہے۔

جواب: حلال کھانے سے اور سچ بولنے سے۔

سوال: جسم کس طرح پاک ہوسکتا ہے۔

جواب: پرہیزگاری سے۔

سوال: روح کس طرح پاک ہوسکتی ہے۔

جواب: بے ریائی سے۔

سوال: لذت والا لقمہ کون سا ہے۔

جواب: جو کسی کو کھلائے اور باقی بچا ہوا خود کھائے۔

سوال: دولت مند کے لئے کیا کام بہتر ہے۔

جواب: روٹی کھلانا۔

سوال: فقیر کے لئے کیا اچھا ہے۔

جواب: خدا پر توکل کرنا۔

سوال: بلند ہمت کس کو کہتے ہیں۔

جواب: بے طمع کو۔

سوال: مرد کس کو کہتے ہیں۔

جواب: جو محض اللہ تعالیٰ کے واسطے کام میں مستعد رہے۔

Marfat.com

سوال: بے ضرر گھر کون سا ہے۔

جواب: آزادی کا گھر۔

سوال: کون آیا' اور کون گیا اور کون رہا۔

جواب: آیا وہ ہے جو خلقت کو ہدایت دینے والا ہے اور گیا وہ جس کی کوئی نیک یادگار نہ رہی اور رہا وہ ہے جس کی نیکی جہان میں رہ گئی ۔

اے دل پہچان کہ تیرے لئے نیکی عجیب چیز ہے
وہ شخص گیا نہیں جس کی نیک نامی باقی رہ گئی

سوال: سعادت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔

جواب: حیا سے۔

سوال: حیا کس طرح پیدا ہوتا ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے خوف اور بڑے کاموں کی ندامت اور عاقبت کے حساب کے ڈر سے۔

سوال: جاہل کس کو کہتے ہیں۔

جواب: جو نفس کا محکوم ہو۔

سوال: موت کس کو کہتے ہیں۔

جواب: دنیا سے گزر جانے کو۔

سوال: دنیا سے گزر کر کہاں جاتا ہے۔

جواب: دنیا میں۔

سوال: کیا اور بھی کوئی دنیا ہے۔

جواب: یہی دنیا متصور ہو کر (عقبیٰ کی صورت میں) سامنے گلوگیر ہے۔ جب تک دنیا فراموش نہ ہو جائے دنیا سے باہر نہیں جا سکتا۔

سوال: دنیا کس طرح فراموش ہو سکتی ہے۔

جواب: دو وجہ سے۔ اول یہ کہ دنیا کو فنا دیکھے' دوسرا یہ کہ مخلوق (نہ دیکھے) سب (جگہ)

Marfat.com

خالق کو دیکھے۔علم سلوک کے مطابق ہر صورت میں دوست ہی موجود ہے اور غبار دوئی کو اس طرح دھوئے کہ ایک ہی دیکھے اور ایک ہی جانے کیونکہ ایک ہی ہے اور ایک ہی ہو گا اور ایک کو ایسا دیکھے کہ ایک ہی ہو جائے۔

سمندر سے جب عاجز قطرہ جدا ہو گیا
خشک ہونے کے خوف سے حیران اور بے وقار ہو گیا
شاید کے پھر اس کو قسمت سمندر میں لے جائے
اے درویش وہ موت کے خوف سے برطرف ہو جائے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان اولیاء اللّٰہ لا یموتون یعنی بے شک اولیاء اللہ نہیں مرتے۔

اے یار! پہلے عبودیت حاصل کر اور اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا بن' پھر پروردگار کی مہربانی سے پھر تمام دروازے تجھ پر کھل جائیں گے اور دونوں جہانوں کے درجے بخشے جائیں گے۔

Marfat.com

اس بے نشان کی تلاش مرتبہ احدیت میں

اے یار! اول میں نے مرتبہ احدیت ذات بحت و وجود مطلق پر کہ ہستی محضہ و ہویت مطلقہ ہے نظر ڈالی اور ہر چند ادراک و عقل و فکر نے اس کی جستجو میں کوشش بلیغ فرمائی لیکن شاہین تیز پرواز ادراک و عقل و فکر اس کے کنگرہ تقدیس تک پرواز نہ کر سکا۔

کیونکہ احدیت ذات کا وہ مرتبہ ہے جس میں اس کا نہ کوئی نام ہے اور نہ نشان' لاتعین لامحدود قید اطلاق سے مقدس اور منزہ غیب الغیب' نہ اسم' نہ صفت' نہ واجب' نہ ممکن، ہر قسم کی اضافات اور ارشادات سے مبرا' بے چگوں' عقل و فکر' وہم و گمان' عرفان و پہچان سے باہر اور بے کیف۔

یہ وہ مرتبہ ہے جہاں اس پر مطلق ہونے کا بھی اطلاق نہیں۔ تمام تفصیلات تشخصات مقیدات یعنی اس مرتبے میں ہر قسم کی صفات کی نسبت سے منزہ اور ہر قید سے حتیٰ کہ اطلاق کی قید سے بھی پاک ہے۔

تمام تعدیات' تشخصات' مقیدات' صفات و جوبیہ کونیہ ملحوظ اور منظور نہیں۔ قیود اعتبارات سے مطلق محض بے رنگ۔ بے صورت اور بے صفت کسی اسم اور رسم کا اطلاق نہیں۔

ہر چند اس مرتبہ میں ادراک فکر و عقل نے اس کی جستجو میں کوشش کی مگر لاحاصل۔ اس مرتبہ میں نہ کوئی حامد ہے نہ کوئی محمود' نہ واصف نہ موصوف' نہ عابد نہ معبود' نہ ذاکر نہ مذکور' نہ طالب' نہ مطلوب' نہ عاشق نہ معشوق' نہ محب نہ محبوب' نہ کوئی عارف ہے نہ معروف بلکہ ذات محض ہے۔ اس مقام پر دریافت کریں تو کس کی کریں یہاں تو کسی کا پتہ نہیں چلتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْئٌ اللہ تھا اور کوئی شے اس کے ساتھ نہ تھی۔

تو یہاں کس کی حمد و ثناء اور کون حامد و محمود۔

Marfat.com

یہ مرتبہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے کنز ہے اس مرتبہ سے اوپر اور کوئی مرتبہ نہیں بلکہ جملہ مراتب اس کے تحت ہیں۔

قادری صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جے توں چاہیں نور یقین — جان مراتب حق کے تین
اول کو احدیت جان — جس کا ناہیں نام و نشان
اسم و صفت کا نام مقام — بے رنگ نہ راکھے نام
نا نہہ ظہور خفا کا طور — سب ثبوت کا ناہیں ٹھور
مطلق سے اطلاق سوں پاک — ہو لایدرک بالادراک
غیب الغیب ہے غیب الغیب — ناہیں اس میں شک اور ریب
وہم خیال کی ناہیں جا — بوجھا جانا کیوں کر جا
لیس ھنالک انت ولاھو — احد حمد لیس سواہ

جب میں دیکھا کہ کہ دریائے ناپید کنار میں تیری حمد وثنا کی کوئی طاقت نہیں چل سکتی ناچار خوف زدہ ہوکر بہ مجبوری تمام بے نیل مرام وہاں سے واپس ہوا۔

اے یار! پھر میں نے احدیت سے وحدت کی طرف رخ پھیرا۔

Marfat.com

اس مطلوب کی تلاش مرتبہ وحدت میں

جب مجھ کو مرتبہ احدیت سے مایوسی ہوئی تو میں نے مرتبہ وحدت کی جانب رجوع کیا' کہ اگر وہ مطلوب قلبی یہاں مل جائے تو اس کے آگے سر جھکاؤں اور اکناف عالم میں اس خوبی ہائے کمال و جمال کی دھوم مچاؤں۔ تلاش و تجسس میں سرگرم ہوا اور بہ غور تامل دریائے تفکر میں غوطہ لگایا' پس خوبی قسمت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا یہ گوہر بے بہا ہاتھ میں آیا یعنی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شب معراج میں جناب باری تعالیٰ سے حکم صادر ہوا کہ وَاسۡجُدۡ وَ اقۡتَرِبۡ یعنی تو سجدہ کر ہمارے قریب تر ہو جا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ حکم الٰہی سجدہ کیا اور مرتبہ وحدت میں پہنچے، آپ کی نظر اول توحید افعال پر پڑی اور یہ ایک حجاب ہے اور مانع ترقی تو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفع حجاب کے لئے عرض کی کہ اَعُوۡذُ بِعَفۡوِکَ مِنۡ عَذَابِکَ یعنی میں پناہ مانگتا ہوں تیرے عفو کی تیرے عذاب سے' عفو و عذاب ہر دو فعل ہیں۔ پھر یہاں سے ترقی پا کر آپؐ کی نظر توحید صفات پر پہنچی اور یہ دوسرا حجاب ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا رفع حجاب کے لئے مانگی اَعُوۡذُ بِرِضَاکَ مِنۡ سَخَطِکَ 'یعنی میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کی تیرے غصہ سے' رضا' غصہ ہر دو صفت ہیں۔ پھر یہاں سے ترقی کر کے توحید ذاتی میں پہنچے اور ارادہ حمد و ثناء کیا تو وہاں پر عظمت و جبروت اور جاہ جلال کبریائی دیکھ کر گھبرا گئے اور فوراً یہ دعا مانگی کہ

اَعُوۡذُبِکَ مِنۡکَ لَا اُحۡصِیۡ ثَنَاءً عَلَیۡکَ کَمَا اَثۡنَیۡتَ عَلٰی نَفۡسِکَ.

یعنی میں تیری پناہ مانگتا ہوں تجھ سے پوری نہیں کر سکتا تیری حمد و ثنا' جیسا کہ تو خود ہی اپنی حمد و ثناء کرے۔ یعنی اس مرتبہ میں تو خود ہی حامد ہے اور خود ہی محمود' پس تو آپ ہی اپنی حمد و ثناء کر سکتا ہے۔ میری قدرت و مجال نہیں کہ میں تیری حمد و ثناء کر سکوں، معافی کا خواست گار ہوں۔

اب میں نے سوچا کہ اللہ اکبر' یہاں بھی تو یہ بحر ذخارتند و تیز موجیں مار رہا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں عذر و تقصیر بیان فرما

Marfat.com

رہے ہیں۔ اس مقام پر تو وہ خود ہی مذکور اور خود ہی عابد اور خود ہی معبود اور خود ہی طالب اور خود ہی مطلوب اور خود ہی عاشق اور خود ہی معشوق اور خود ہی محب اور خود ہی محبوب اور خود ہی عارف اور خود ہی معروف۔

اے یار! اس مرتبہ وحدت کو اس طرح بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔

مرتبہ وحدت کو مرتبہ ثانی اور مرتبہ تعین اول کہتے ہیں۔ نیز اس مرتبہ کو حقیقت محمدیہ اور برزخ کبریٰ کہا جاتا ہے۔ مرتبہ وحدت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات وصفات کو ایک دوسرے کے ساتھ امتیاز کئے بغیر اور اجمالی طور پر جاننا ہے یا یوں کہئے ذات حق تعالیٰ کو اپنی ذات وصفات کی پہچان اور اپنے وجود اور ہستی کی خبر ہے۔

احدیت یا مرتبہ لاتعین میں وجود یا ہستی کا شعور ہی نہیں ہے، تعین مرتبہ وحدت میں اپنے وجود کی خبر اور صفات کا علم ہے۔ تمام موجودات کا اجمالی شعور جس میں صفات کا ایک دوسرے سے امتیاز نہیں۔ تعین اول وحدت صرف قابلیت محض ہے' جب اس ارادہ ازلی نے جس کی حقیقت اور کنہ انسانی عقل وفکر سے باہر ہے اور جس ارادہ کو ہم اپنا سا ارادہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حادث ہے اور وہ قدیم' عالم کو پیدا کرنا چاہا تا کہ ذات اور صفات کی پہچان ہو تو اس نے اپنے اوپر ایک تجلی کی' مجمل تجلی' اس تعین کا نام تعین اول یا تجلی اول ہے' اس سے مراد حق تعالیٰ کا اپنی ذات اپنی صفات اور تمام موجودات بعض سے بعض کو امتیاز کئے بغیر اجمالی طور پر جاننا ہے' اس مرتبہ وحدت میں ذات مطلق کے چار اعتبارات ہیں۔

وجود' علم' نور' شہود' یہ محض صلاحیت ذات ہیں۔ تعدد وجودی نہیں رکھتے صرف ملحوظ ہوتے ہیں۔

وجود: حق تعالیٰ کا ہست اور موجود ہونا۔

علم: اپنی ذات وصفات اور افعال پر بطور اجمال مطلع ہونا۔

نور: اپنے آپ پر ظاہر اور روشن ہونا۔

شہود: اپنے آپ پر آپ شاہد ہونا۔

اس تجلی میں کہ تجلی اول کہلاتی ہے' ذات کو اپنے آپ اپنے اوپر یہ چار نسبتیں ثابت ہوئیں۔ ان چاروں اعتبارات میں تمام صفات اسمائے الٰہیہ اور اسمائے کونیہ اس

Marfat.com

طرح مندرج ہیں جیسے مفصل میں مجمل یا درخت بیج میں۔

غنا مطلق اس مرتبہ کے لئے لازم ہے کیونکہ ذات مطلق اس اجمالی مشاہدہ کی وجہ سے تمام تفصیلات سے مستغنی ہے۔ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ. میں اشارہ اسی جانب ہے۔

یہ ذات کا مرتبہ دوم اور تعین اول ہے، جس میں حق سبحانہٗ پر اپنے حقائق و معارف ظاہر ہوئے، یہ ظہور حقائق اجمالی ہے تفصیلی نہیں۔ اس مرتبہ میں حضرت وجود نے اپنی معرفت اور پہچان کی اور اس پر وجود کا اطلاق ہوا۔ مرتبہ لاتعین میں وجود کا اطلاق ہی نہیں اس لئے احدیت یا مرتبہ لاتعین کو مرتبہ ذات کہتے ہیں نہ مرتبہ وجود۔

قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دوجا وحدت پیارے ۔۔۔ پرگھٹ ہوئے حقائق سارے۔
مجمل مبہم نانہہ مفصل ۔۔۔ اس کوں کہیں تعین اول
علم وجود اور نور شہود ۔۔۔ اس برزخ موں کیا نمود
یعنی آپ کو آپ پہچانا ۔۔۔ روشن ہو کر دیکھا جانا
اول ہو کر ہو یا آخر ۔۔۔ باطن ہو کر ہو یا ظاہر
سبہ اسماء و صفات کمال ۔۔۔ ظاہر ہوئے علی الاجمال
اس برزخ کبریٰ کا جان ۔۔۔ نام حقیقت احمد ﷺ جان
اصل الاصل محمد ﷺ جان ۔۔۔ سبہ کچھ اس سوں ہویا عیان
جے تاں ہوتا نور وجود ۔۔۔ اس آئینہ موں مشہود
کویو نقش نہ ہونا ظاہر ۔۔۔ وھوالمرئی وھو الناظر
ہی احدی جمعی نشان ۔۔۔ فھوالان کما یوکان
ازلی ابدی نور قدیم ۔۔۔ فھو الاحد لا بالمیم

پس جب میں نے غور کیا کہ تیری حمد وثناء کی بانس بلی اس قلزم محیط میں کب لگ سکتی ہے۔

اے یار! جب کہ اس مرتبہ میں بھی اس بے نشان کا کچھ سراغ نہ چلا تو آخر کار اس مرتبہ وحدیت میں آیا۔

Marfat.com

اس محبوب کی جستجو مرتبہ واحدیت میں

جب مجھ کو یہ ثابت ہو چکا کہ اس ذات گم کشتہ کا سراغ لگنا دو مراتب مذکورہ بالا میں امر محال ہے تو مرتبہ واحدیت کی جانب کہ وہ مرتبہ انسان ہے مائل ہوا اور اپنے خیال محقق سریع السیر فکر بلند پرواز حقیقت شناس اور عقل دور بین نتیجہ رس کو اطراف عالم میں دوڑایا کہ جاؤ اس حبیب قلبی کا کہیں سے پتہ لاؤ۔ ایک عرصہ دراز میں کچھ حیرانی و پریشانی کے بعد یہ تینوں صاحب واپس تشریف لائے اور بیان کرنا شروع کیا۔

چھان مارے مجنوں نے بیابان کتنے نہیں لگتا تیرے نافہ کا پتہ اے لیلیٰ
پتہ لگتا نہیں اس کا عرب خالی عجم خالی یہاں بیت الصنم خالی وہاں بیت الحرم خالی

اے یار! ہاں البتہ جس قدر تحقیقات سے ثابت ہوا ہے اس کا اظہار ضروری ہے۔ یہ کل طلسمات خلقیہ جو دید و نمود میں آ رہا ہے یہ سب حضرت انسان کی ذات و صفات کا نور و ظہور ہے۔ اس گردش میں جہاں دیکھا انسان کو ہی دیکھا اور انسان ہی کو پایا بجز انسان کے کچھ نظر نہ آیا' حاکم انسان محکوم انسان' شاہ انسان رعایا انسان' طالب انسان مطلوب انسان' عابد انسان معبود انسان' عارف انسان محبوب انسان' مرشد انسان مرید انسان' رسول انسان مرسل انسان جا بجا قابض و متصرف انسان۔

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُوْحِیْ (ص : ۷۲) انسان کی جان و فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (الذّٰریٰت : ۲۱) انسان کا عنوان و نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد (قٓ : ۱۶) انسان کی شان و هُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ یہ کامل معیت کا بیان ہے۔ سب جگہ زمین و آسمان و مافیہا میں انسان ہی کی دھوم دھام ہے اور کل اشیاء انسان ہی کے تسلط و قبضہ میں ہے اور باقی مخلوقات طفیلی ہے' جو آپ کو مطلوب ہے وہ انسان ہی میں ہے جمیع اسرارات الٰہیہ انسان ہی میں موجود ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ جمیع

Marfat.com

صِفَاتِ جَمَالِهٖ وَ جَلَالِهٖ وَالْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّهٗ شاہدٗ حال اور محبت یہ صفات الٰہیہ میں سے بدلیل فَاَحْبَبْتُ اول درجہ کی صفت ہے۔ یعنی میں نے اپنی خواہش یا محبت کی کہ پہچانا جاؤں دوستی سے انسان ظہور میں آیا اور حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تم صفات الٰہیہ میں خود فکر کرو نہ ذات میں کہ صفات ذات سے متفق نہیں نہ ہے اس ذریعہ سے ذات تک پہنچ جاؤ گے۔

پس انسان اپنی ہی ذات میں غور وفکر کرے تاکہ وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کا راز منکشف کا ہو۔

درگذر از ذات و بنگر در صفات
تاصفاتت رونماید سوئے ذات

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

اَلْمُوْمِنُ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ.

مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے ملائکہ سے۔

نیز سرکار دو عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلْمُوْمِنُ اَفْضَلُ مِنَ الْکَعْبَۃِ یعنی مومن افضل ہے کعبہ سے۔

اے یار! یاد رکھ کہ ایمان کامل موقوف ہے علم معرفت پر' جب تک کہ عرفان کامل نہ ہو ایمان کامل نہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک روز صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا' کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعمال میں کون سا عمل افضل ہے۔ فرمایا کہ خدائے پاک کا علم۔ پھر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا' ہم اعمال کے متعلق پوچھتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدائے پاک کا علم' پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ اعمال کے متعلق پوچھتے ہیں' پھر حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل کارآمد ہے اور جہالت کے ساتھ بہت سا عمل بھی بے سود ہے۔

Marfat.com

وَلَيُسَ بِمُؤْمِن اَنْ تَجْمَعُوْنَ فِي السَّاجِدِ وَيقُوْلُون لَا اِلَهَ اَلّا اللّٰهُ رَسْمِيْ.

یعنی رسمی کلمہ کہنے والے حقیقت سے بے خبر ہیں اور وہ مومن نہیں کیونکہ نہ مراد کلمہ سے واقف نہ مقصود سے آگاہ ہیں۔

پس ایسے کلمہ گو عارفوں کے نزدیک مشرک ہیں۔ اس لئے بجز زبانی تعلقہ کے اور کچھ نہیں جانتے کہ کس کی نفی ہے اور کس کا اثبات۔ ثابت ہوا کہ مسلم قالی ہے اور مومن حالی۔

اے یار! بات ہو رہی تھی مرتبہ واحدیت کی، آؤ اس کے متعلق دوبارہ غور وفکر کریں۔

Marfat.com

واحدیت

تیسرا مرتبہ۔ اس کا نام تعین ثانی مرتبہ سوم یا تجلی دوم ہے' اس کو حقیقت انسانیہ بھی کہتے ہیں اس مرتبہ میں ذات کو اپنی صفات کا تفصیلی علم ہوتا ہے۔

جان لینا خدائے تعالیٰ کا اپنی ذات صفات اور تمام موجودات کو' جدا جدا بہ طریق تفصیل ایک دوسرے 'سے امتیاز اور فرق کے ساتھ جیسے رحمٰن باعتبار رحمت' قادر باعتبار قدرت' علیم باعتبار علم' سمیع باعتبار سمع' بصیر باعتبار بصر' یہ تمام اسماء صفات ایک ہی ذات کے ہیں لیکن ایک دوسرے سے متمیز ہیں۔

اس مرتبہ میں حق سبحانہٗ جو جامع جمیع کمالات ہے کو اپنے اپنے اسماء وصفات اور تمام تعینات و اعتبارات کا ادراک بالتفصیل ہے۔

جب شیون ذاتیہ مرتبہ واحدیت میں خلعت نورانیت سے ظاہر ہوئے تو ان کا نام اسماء وصفات کونیہ ہوا۔ مرتبہ واحدیت میں اسمائے وجوبیہ و اسمائے کونیہ ایک دوسرے سے ممتاز ہو گئے اور صفات الٰہیہ و امکانیہ میں تمیز ہو گئی۔ واجب اور ممکن میں امتیاز ہونے سے ان کے لوازم بھی ایک دوسرے سے مختلف ہو گئے۔

ہر اسم وجوبی کے لئے ایک اسم کونی ہے جس میں اس کا کمال ظاہر ہوتا ہے اسمائے الٰہی ظاہر اور اسمائے کونی مظہر کہلاتے ہیں' مثال کے طور پر اگر مرحوم اور مقہور نہ ہو تو رحمٰن کی رحمت اور قہار کے قہر کا اثر کہاں ہوگا۔ رحمٰن بغیر مرحوم قہار بغیر مقہور اور خالق بغیر مخلوق متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر معلوم اور مربوب نہ ہو تو عالم کا علم اور رب کی ربوبیت کس طرح کام کرے گی' مرتبہ واحدیت میں ذات باری کو اپنے مکمل اسماء و صفات کا علم ہوتا ہے۔

کائنات الٰہی اسماء وصفات کے ظہور کا نتیجہ ہے چونکہ اسمائے الٰہیہ میں تعطیل اور بیکاری نہیں ہے۔

لہٰذا عالم کی تخلیق و تکوین ہر لمحہ ایک خاص ترکیب و ترتیب سے جاری ہے۔ مرتبہ احدیت کو مطلق اس لئے کہا گیا ہے کہ وہاں کسی اسم صفت اور نام و

Marfat.com

نشان کا ذکر نہیں۔

احدیت اور واحدیت کے درمیان وحدت گویا برزخ ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں عظیم الشان مرتبوں کے حامل ہے۔ مراتب صفاتی کے اعتبار سے اول اجمال کا تصور ہوتا ہے پھر تفصیل کا۔ اس لئے ذات مطلق صفات اجمالی کی نسبت سے وحدت ہے اور صفات تفصیلی کی نسبت سے واحدیت مرتبہ واحد کا نام اجمال ہے اور واحدیت کا نام تفصیل۔

قادری صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تیجا بوجہ تعین ثانی — اس حضرت موں میرے جانی
ظاہر ہوئے مظہر سارے — ہیئے مفصل مجمل سارے
سبہ اسماء صفات الٰہی — پرگھٹ ہوئے تمام کسماہی
یوں ہیں سبہ اسماء کیانی — پکڑ ظہور ہوئے نورانی
کثرت علمی ہوئی تمام — بالا اسما و بالا حکام
واجب ممکن سوں ممتاز — فقر و غنا اور ناز و نیاز
ہر ہر اسم وجوبی تائیں — مظہر کونی خاص پچھانیں
اقدس قبض نے کیا جوش — بوجہ حقیقت ہو خاموش
اثر مؤثر خوب پچھان — حضرت اسماء اور اعیان
ہر ہر شان موں طور تیارا — آن دوئی نے کیا پیارا
اسم و صفت کے معنی جان — یا ہووے یہ امر عیان
اسم و مسمیٰ جانو ایک — سمجھ لیو اور بوجھو نیک
عین کہاں ہے آنکھاں کھولو — ایک ہی دیکھو ایک ہی بولو
صورت علمی ہے معدوم — عالم بناں سن معلوم
ظاہر علم موں کیا نمود — عین موں ناہیں اس کوں بود
ایک وجود ہی ایک وجود — منہ الفیض و منہ الجود
وھوالواحد حقا حقا — تمت کلمتہ ایک صدقا

Marfat.com

روح

مرتبہ چہارم تعین روحی یہ ظہور کا پہلا مرتبہ اور اول سے چوتھا ہے اس کا نام تعین سوم یا تجلی سوم ہے۔ اس کو روح بھی کہتے ہیں۔ ذات کی روح کی حقیقت بھی عقل وفہم کی دسترس سے باہر ہے۔ روح کی شرح یہ ہے کہ وہ امر ربی ہے اور امر کے معنی یہ ہے کہ جب کسی شے کا ارادہ کیا وہ ہو گئی۔ مراتب خلقی میں اول مرتبہ روح ہے۔ کدورت جسمی سے پاک، لطیف اور منزہ جہت و مکان سے مقدس نہ کوئی شکل نہ صورت، نہ مقدار نہ لائق تجزی و تقسیم ذات حق جو کل ہستی اور زندگی کا اصل سرچشمہ ہے۔ اس مرتبہ تعین روحی سے ظاہر ہوتی ہے۔

روح ایک جوہر مجرد ہے جو اپنی ذات سے قائم ہے، وہ نہ عرض ہے نہ جسم، نہ کسی مکان میں ہے اور نہ کسی جہت و زمان میں، روح ایک ہی ہے جو کائنات کے سارے جسم میں رواں دواں اور تمام اطراف عالم میں ہر وقت اور ہر جگہ جاری و ساری ہے، کوئی ایسا مقام نہیں جہاں وہ نہ ہو۔ روح کی کوئی شکل و شباہت نہیں لیکن جس مظہر میں ظاہر ہوتی ہے اس مظہر کی صورت کے موافق کام کرتی ہے اور مختلف آثار کے ظہور کا موجب بنتی ہے۔ پانی جس رنگ اور جس شکل وصورت کے برتن میں ہو وہی رنگ اور شکل وصورت اختیار کر لیتا ہے۔ یہی مثال روح کی ہے باوجود ایک ہونے کے ہر رنگ اور ہر صورت کے اعتبار سے خواص واثرات کا ظہور الگ اور جدا ہے۔ تمام اجسام لطیف و کثیف اور انسان وحیوان میں روح اگرچہ جدا جدا نظر آتی ہے مگر حقیقت میں ایک ہے۔ جس طرح ایک چاند ہزارہا شیشوں میں جدا جدا نظر آتا ہے مگر متعدد اور متکثر نہیں ہو جاتا۔

تمام عالم روح کی شکل ہے۔ جو جلوئے روح کی ایک خاص تعین میں دکھاتی ہے تعین کی عدم موجودگی میں نہیں دکھاتی۔ عالم کو صورتوں کو تاثرات کے ظہور میں پورا دخل ہے۔ آگ کی صورت جلاتی ہے۔ پانی کی صورت سبزیوں کی نشو ونما کرتی ہے۔ برف کی صورت سبزیوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ شیر کی صورت ڈراتی اور پھاڑتی ہے۔

Marfat.com

الغرض ہر صورت الگ اثر اور جدا نتیجہ لئے ہوئے ہے، یہ سب تاثرات عالم کی گونا گوں صورتوں میں ایک معینہ کے لئے جلوے دکھا کر اپنے اصل میں محو اور گم ہو جاتے ہیں۔

حضرت قبلہ قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور مراتب خلقی تین بوجھ لیو اور کرو یقین
اول حضرت روح پہچان پاک لطیف منزہ جان
ناں اس شکل نہ مادہ صورت یعنی جو اسباب کدورت
ناہی روشن نا تاریک ناں وہ دور نہیں نزدیک
نا محدود نہیں متناہی نہ معلوم بکدیہ کماہی
اول برّ خد کا ظاہر ناہیں اس سوں کو یوں باہر
سب اسرار کا ہے وہ مخزن سب انوار کا ہے وہ معدن
جامع مطلق نانہہ مقید یعنی ہے وہ نور محمد
قلم الاعلیٰ امّ کتاب اس حضرت کا جان خطاب
نوری اول ما خلق اللہ منہ بداء ماشاء اللہ
سب ارواح خواص و عوام پرگھٹ اس سوں ہوئے تمام
کیا کروبی کیا جبروتی کیا ملکوتی کیا ناسوتی
سب کچھ اس سوں ہو یا عیاں فی الاعیان و فی الاکوان
علم موں ہے اعیان کا عین عین موں ہے اکوان کا عین
وہی وہی ہے سب موں ظاہر فہوالاول وھو الاخر

Marfat.com

مثال

عالم مثال یہ ظہور کا دوسرا مرتبہ اور اول سے پانچواں مرتبہ ہے۔ اس تجلی میں ذات حق سے عالم مثال ظہور میں آیا۔ اس میں روح لطیف صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ بعض اشیائے کونیہ مرکبہ اس طرح ظاہر ہوئیں جو تجزی تبعیض، خرق اور التیام کو قبول نہیں کرتیں۔ صور مثالی نہ مکدر ہیں نہ کثیف بلکہ نورانی اور لطیف ہیں۔ یہ مرتبہ قلب انسانی میں خیالات کا ظہور ہے۔ جس طرح روح ذات کا آئینہ ہے ایسے ہی قلب اسماء و صفات کا آئینہ ہے۔ جو تجلی روح میں مجمل ہے وہ قلب میں مفصل ہے۔ پس قلب بھی روح کی طرح بے پایاں، بے حد اور بے جہت ہے۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دل بدست اوز کہ در پہنائے دل
مے شود گم ایں سرائے آب و گل

مراتب ظہور میں فیاض مطلق سے اول فیض روح پر ہوتا ہے۔ پھر عالم مثال پر اور پھر عالم حس و شہادت پر عالم مثال خیالی صورتیں ہیں اور عالم شہادت حسی و جسمی روح کے لطیف صورتوں میں ظہور کا نام مثال ہے۔ اور کثیف صورتوں میں ظہور کا نام عالم شہادت یا عالم اجسام تمام صورتوں میں ذات مطلق کے وجود کا تعین ہے وجود ہستی ذات کی مطلق کی ہے عالم یا کائنات کی نہیں، مرتبہ مثال میں صفات حق روح کے ساتھ منضم و مقترن ہو کر اپنی اپنی استعداد قابلیت کے مطابق اسم ظاہر و نور سے یہ صور مثالیہ نورانی ہو گئی ہے۔

حضرت قبلہ غلام قادر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مثنوی رمز العشق میں فرماتے ہیں:

دوجا عالم بوجھ مثال اس برزخ کا نام خیال
سبھ ارواح و صفات معانی صورت پکڑ ہوئے نورانی
تعین با اشکال لطیفہ نا مکدر نہ نا کشیفہ

Marfat.com

لا تتبعض لا تتجزیٰ لاکسراً لاقطعاً قطعا
ناں ٹوٹیں نہ توڑی جائیں نہ مریں نہ ماری جائیں
ناں صحیح نہیں بیمار ناہیں سوویں نہ بیدار
ناں کھانے پینے کا ہول ناہیں غایط نائیں بول
یعنی جو نقصان کا طور ناہیں اس کا یہاں ٹھور
سبھ ہے یہ اجسام نورانی نہ زمانی نہ مکانی
ظاہر حس سوں ناہیں مدرک ناہیں اسموں ریب اور شک
کر سینہ زنگار سوں صاف تا تو دیکھے سبھ اصناف
یہ برزخ دو قسم پہچان مطلق اور مقید جان
جو ہے بیچ خیال انسانی اس کوں جان مقید جانی
اس سوں باہر مطلق جان ہر ہر آن موں ہر ہر شان
اور دو نوع عروج نزولی سمجھ لیو اور مت کرو فضولی
ہر ہر کے احکام جدا ہیں نام صفات مقام جدا ہیں
ہر موجود کوں اس برزخ موں لا تحصی اشکال پہچانوں

حضرت قبلہ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم مثال کے متعلق مزید فرماتے ہیں:

اصل اس کا قلب محمد ﷺ ناہی مطلق نامقید
وہی وہی ہے دیکھ پہچانا ناں کو اور نہ ہو بور انا
وہی وہی ہے صورت معنی وہی وہی اسم مسمی
وہو الاصل اکل مثال لیس لہ فی الکون مثال

Marfat.com

جسم

چھٹا مرتبہ، تعین جسدی۔ عالم اجسام یعنی وہ اشیائے کونیہ، مرکبہ اور کثیفہ ظاہر ہوئیں۔ جو تجزی، تبعیض، خرق اور التیام کو قبول کرتی ہیں۔ یہ ظہور کا تیسرا مرتبہ اور اول سے چھٹا مرتبہ ہے۔ اس کو تعین پنجم یا تجلی پانچویں بھی کہتے ہیں۔ ہر وہ چیز جو طول، عرض اور عمق رکھتی ہے جسم کہلاتی ہے۔ باعتبار جسم ہر ایک نوع دوسری نوع سے جدا ہے۔ یہ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام عالم موجودات ہے۔ یہ بھی نور حق ہے۔ جس نے اعیان ثابتہ سے جو تجلی دوم میں ثابت ہیں۔ منضم و مقترن ہو کر عالم اجسام کی صورت میں ظہور کیا ہے۔ اس میں افلاک، کواکب، عناصر، طبقات زمین، حیوانات، نباتات، جمادات اور مرتبۂ جسم کی ہر نوع و ہر قسم شامل ہے۔

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى (طٰہٰ:٦)

واسطے اس کے ہے۔ جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے۔ اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے۔ اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ اور جو کچھ ہے گیلی مٹی کے طبقہ کے نیچے۔ یعنی ساری کائنات اور اس کی تمام موجودات ثریٰ بمعنی زمین کے سب طبقوں سے نیچے والا طبقہ۔

اس مرتبۂ وجود میں صور مثالیہ بوساطت اجسام صور کثیفہ ظاہر ہوئی ہیں۔ اور تمام نورانی اشکال جسمیات کی وجہ سے ظلمانی نظر آنے لگی ہیں۔ ورنہ حقیقت میں وہ سب نورانی ہیں۔ پھر اس نے ایک اور تجلی کی جس سے حضرت انسان ظاہر ہوئے۔

یہ مراتب صرف سمجھنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ ورنہ پہلا مرتبہ احدیت جو محض مرتبۂ ذات ہے، اور علم قدرت، ارادہ وغیرہ صفات سے منزہ ہے۔ حقیقت میں خدا تعالیٰ ایسی حالت پر کبھی نہ تھا۔ یا پھر تبدیل ہو کر علم مجمل یا علم مفصل جس کو وحدت یا واحدیت کہا گیا ہے، ہو گیا ہے۔ اس طرح خیال کرنے یا سمجھنے سے ذات باری تعالیٰ میں تغیر و تبدل لازم آئے گا۔ اور وہ ذات برحق ایسی باتوں سے پاک و مبرا ہے۔ یہ صرف تعلیم ہے واسطے تفہیم کے۔

Marfat.com

حضرت قبلہ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تیجا حضرت جسم یقین وھو العرش الی الارفین
سب افلاک کواکب سارے چار عناصر بوجھ پیارے
ساتوں ہیں طبقات زمیں اور مرکب جانو تین
اول کا ہے کانی نام دوجا بوجھ نباتی عام
تیجا دیکھ لیو حیوان ہر ہر کی انواع پچھان
انیہاں سبھ اشکال نورانی پھر لباس ہوئے ظلمانی
یعنی سب اسرار نہانی ہوئے ہیں محسوس عیانی

قبلہ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

جامع مطلق نور النور پرگھٹ ہو یا ہو مستور
ہر عالم موں ہے موجود ہر مشہد موں ہے مشہود
فہو الباطن وھو المضمر وھو الظاہر ہر وھو المظہر

۞

Marfat.com

انسان (وجود)

ساتوں مرتبہ۔ یہ ظہور کا چوتھا مرتبہ اور اول سے ساتواں مرتبہ ہے۔ تجلی ششم یا تعین ششم بھی اس کا نام ہے۔ اس تجلی سے اِنسان کا ظہور ہوا جو جامع جمیع مراتب وجوبیہ وامکانیہ ہے۔ اور نورِ حق ہے۔ کائنات کی رونق اِسی کے دم سے ہے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

در بشر رُو پوش آمد آفتاب
فہم کُن واللہ اعلم بالصواب

جب وُہ حقیقت مطلقہ، جمیع مراتب مذکورۃ تنزیہی و تشبیہی کے ساتھ متلبس و مقید ہوتی ہے تو اُسے انسان کہتے ہیں۔ یہ وہ مرتبہ ہے کہ مقرب ملائکہ باوصف طہارت ولطافت اِنسانی قابلیت نہ رکھنے کی بناء پر خلافت کے شرف سے ممتاز نہ ہو سکے۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کجا نوری کہ غیر از قاصدی چیزے نمی داند
کجا خالی کہ در آغوش دارد آسمانے را

پہلا مرتبہ احدیت، لاتعین اور اطلاق کا ہے۔ اور باقی چھ وحدت، واحدیت، رُوح، مثال، جسم اور انسان ہیں۔ جن میں ذات حق نے مرتبہ بمرتبہ ظہور فرمایا ہے۔ ظہور کا آخری مرتبہ اِنسان ہے، جو جمیع صفات واسمائے الٰہی کا مظہرِ کامل ہے ؎

آں بادشاہ اعظم دربستہ بود محکم
پوشیدہ دلق آدم ناگاہ بردر آمد

پس وہی وجود مطلق ظہور کے بعد صفات روحیہ کے لباس سے متلبس ہو کر عالم رُوح، اور عالم مثالیہ سے متلبس ہو کر عالم مثال سے مسمّٰی ہوا۔ اور قیود جسمیہ وحسیہ کے تعین سے مشہود ہو کر جسم ہوا۔ اس لئے کہ وجود ممتنع اور محال ہے۔

جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

كَانَ اللّٰهَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ شَيْءٌ

Marfat.com

تھا اللہ اور نہیں تھی اس کے ساتھ کوئی شے۔

وَهُوَ الْآنَ كَمَا كَانَ کا فرمان بھی موجود ہے جس کے معنی ہیں۔ اب وہ وقت بھی وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تھا۔

یعنی کثرت میں لا انتہا اور بے حد ظہور کے باوجود اپنی وحدت محض پر ہے۔ لہٰذا اگر اشیاء کا وجود غیر حقیقی ہو تو یہ اشارات کس طرح ٹھیک اور درست رہ سکیں گے۔ وحدت ذاتیہ کا اقتضاء یہ ہے کہ غیر اس کا وجود اور نمود نہ ہو

یہ جب کہ وحدت کا اقتضا ہے جو عدم مطلق ہو غیر اس کا

بہ نظر انصاف خوب دیکھو کہاں جدائی وصال کیا ہے

اسماء صفات کی کثرت سے ذات متکثر نہیں ہو جاتی۔ ذات میں تکثر اسی صورت میں پیدا ہوتا جب اُن کو وجود خارجی مانا جاتا۔ اسماء صفات تو ذات کے نسب و اعتبارات ہیں۔ جو اُس سے جداگانہ کوئی ہستی اور وجود نہیں رکھتے۔

امام الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی کتاب مراۃ العارفین میں فرماتے ہیں:

وُجُوْدٌ وَّاحِدٌ وَالْاَشْيَآءُ مَوْجُوْدَةٌ بِهٖ مَعْدُوْمَةٌ بِنَفْسِهَا

وجود ایک ہے، اور اشیاء اُس کے ساتھ موجود ہیں، معدوم اپنی ذات میں۔

پس وہی وجود مطلق ہے جو بذاتِ خود بے حساب و لاشمار صورتوں میں جلوہ گر ہوا ہے۔ ذات واحدہ کے سوا کچھ موجود نہیں ہے۔ خود ہی شاہد ہے اور خود ہی مشہود مراتب ظہور میں آثار و افعال جو ذات سے غیر بوجود خود محسوس ہو رہے ہیں۔ حقیقت میں ایک نمود بے بود ہیں ان کا ذاتی وجود نہیں۔ وجود حق کے اسماء و صفات کی تجلی ان آثار و افعال کے لباس میں ظاہر ہو رہی ہے۔ آثار و افعال کے انہی ظہورات کا نام کائنات ہے جس سے الگ کوئی ہستی نہیں۔

وجود مطلق اُس کا نام اِسی لئے ہے کہ وہ کسی ایک شان، یا کسی ایک خاص تعین میں مقید نہیں۔ ہر شان، ہر صفت اور ہر تعین اُسی کا ہے۔ اور ہر شان، ہر صفت اور ہر تعین میں وہی ہے۔ وہی وجود مطلق از روئے حقیقت و باطن خالق و معبود ہے۔ اور وہی

Marfat.com

وجود مطلق ازروئے ظہور وتجلی عابد اور مخلوق ہے۔ کائنات کی اشیاء اور اعیان پر وجود کا اطلاق محض ازروئے مجاز ہے۔ نہ ازروئے حقیقت۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں!
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبیں نیاز میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

اَنَا مِنْ نُوْرَ اللّٰهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُوْرِیْ ○

میں اللہ کے نور سے ہوں۔ اور تمام خلقت میرے نور سے ہے۔

حقیقت آپ ﷺ کی وحدت ہے اور وحدت احدیت کی مظہر ہے، اور واحدیت، وحدت کی مظہر، عالم ظہور میں احدیت کا مظہر عالم روح، وحدت کا مظہر عالم مثال اور واحدیت کا مظہر عالم اجسام ہے۔ آپ ﷺ کی روح احدیت کا مظہر، آپ ﷺ کا قلب وحدت کا مظہر اور آپ ﷺ کا جسم واحدیت کا مظہر ہے۔ کائنات میں عالم ارواح آپ ﷺ کی روح مبارک کا مظہر۔ عالم مثال یا عالم قلوب آپ ﷺ کے قلب منور کا مظہر اور عالم اجسام آپؐ کے جسم مطہر کا مظہر ہے۔ حقیقت محمدی ﷺ عین وجود نور حق ہے۔ اور خلق عین نور محمدی ﷺ ،پس تمام کائنات عین نور حق اور نور حق عین وجود حق ہے، پس وجود حق ہی موجود اور مشہود ہے

نووے است محض کردہ باوصاف خود ظہور
نام قنوعاتِ ظہورش بود جہاں

تحفہ مرسلہ شریف:

یہ عربی زبان میں ایک مشہور رسالہ ہے۔ جس کے مصنف قطب ربانی غوث صمدانی سیّد میراں محی الدین حسنی الحسینی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت شیخ ابوسعید محمد مبارک بن علی المعروف فضل اللہ معزمی قدس سرہٗ العزیز ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ چند

Marfat.com

کلمات علم الحقائق میں سے ہیں۔ جن کو میں نے فرزند صالح پسر روحانی عبدالقادر جیلانی کے لئے جمع کیا ہے۔ تاکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حقیقت جامعہ سے آگاہ ہو جائے۔

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ ساتویں مرتبہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

ساتواں مرتبہ ان تمام مراتب مذکورہ...... جسمانی، نورانی، روحانی، وحدت اور واحدیت کا جامع ہے۔ یہ سب سے آخری تجلی اور سب سے آخری لباس ہے۔ اسے ''انسان'' کہتے ہیں۔

ان مراتب میں سے پہلا مرتبہ ''لاظہور'' کا مرتبہ ہے۔ باقی چھ مراتب ظہور کلیہ کے ہیں ان میں سے اُخیر مرتبہ، یعنی انسان جب عروج کرتا ہے تو اس میں تمام مذکورہ مراتب اپنے پورے پھیلاؤ کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس کو ''انسانِ کامل'' کہا جاتا ہے۔ یہ عروج اور جملہ مراتب کے پھیلاؤ کامل طور پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ظاہر ہوا۔ اسی بناء پر آپ خاتم النبیین کہلائے۔

''مراتب الوہیت'' کے اسماء کا مراتب کون وخلق پر بولنا جائز نہیں۔ اسی طرح مراتب کون وخلق کا مراتب الوہیت پر اطلاق جائز نہیں ہے۔

حضرت قبلہ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف مثنوی رمز العشق میں فصل فی بیان المرتبۃ الاخیرۃ الجامعہ للمراتب کلہا میں فرماتے ہیں:

پیچھے سب کے میری جان سرّ خدا کا ہے انسان
صورت حق کی پر مخلوق ہم ہی عاشق ہم معشوق
سبھی کمال بوجہ کمال بالتفصیل و بالاجمال
اس مظہر موں ظاہر خاص خاص الخاص ہے خاص الخاص
یعنی سب اسماء الٰہی پر گھٹ اس موں ہوئے کماہی
بہئے اسماء صفات کیانی اس موں ہوئے سبھ درخشانی
مظہر کامل نسخہ جامع سر لمہائی ہو یا لامع

Marfat.com

ظاہر اس کا عبد پہچان باطن اس کا حق کر جان
لا انا الاّ ہو فرمایا لاھو الاّ انا سنایا
عالم جسم مسوی جان روح مصطفیٰ ہے انسان
لولا آدم لمحی الرسم مولا الروح بطل الجسم
آخر سب کے بیچ نزول اول سب کے ہویا رسول
سب اکوان کون ہے کالعین بل لھم انسان العین
عرش و فرش ہیں اس کا تابع کل الکل ہے سب کا جامع
ہے وہ کل سبھی اجزاء جب وہ جاوے سبھ کجھ جا
ہر عالم کا وہی مدار دنیا عقبیٰ کا سنگار
سائیں خلیفہ حق کا جان حق کر جانو حق کا مان
سِرّ خدا کا سِرّ خدا کیا کہیے کچھ کہا نہ جا
انا عرب بے عین کہا یا انا احمد بے میم سنایا

اس شعر کی تشریح میں جواہر تصوف کے مصنف فرماتے ہیں۔

حضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجود مطلق کا تعین اول ہیں۔ اس حقیقت پر تفصیل سے تذکرہ نہیں جا سکتا تاکہ کہیں جو بعض لوگ اس علم سے محروم ہیں اور اسرار و معارف نہیں سمجھ سکتے وہ غلط راہ اختیار کرنے پر مائل نہ ہو جائیں

کہنے سننے نوں ہے باہر اول آخر باطن ظاہر
کیا کہتا ہوں میں بے ہوش سن کر جانی ہو خاموش

حضرت قبلہ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ فصل فی بیان المراد ولمنع عن الزندقۃ والالحاد میں فرماتے ہیں۔

سات مراتب بوجھ پیارے ہر ہر کے ہیں حکم نیارے
ست گرسوں توں کر تحقیق ناں ہو ملحد ناں زندیق
فرق اور جمع موں فرق پہچان پھر دونوں کو ایک ہی جان

Marfat.com

بوجھ لیو تنزیہ کوں خوب ناں ہو ملحد ناں محجوب
ہی تشبیہ کوں جانوں نیک پھر دونوں کوں جانو ایک
ظاہر موں ہے وحدت کثرت باطن موہ ہے کثرت وحدت
قدم وجوب کے سبھ اسماء جانوں فاعل فی الاشیاء
ازلی ابدی ہیں درکار ناںہہ معطل ناںہہ بیکار
اس مشہد موں ہے مسجود فہو القاصد و المقصود
یونہیں سبھ اسماء کیانی حادث جانو اور نقصانی
اس مظہر موں راکع ساجد فہو الطالب وھو العابد
بندے کا ہے طاعت کام واعبد ربک سنو کلام
کرو عبادت دن اور رات شرک اور شک سوں ہووے نجات
کرو عبارت شرع آئین حاصل ہووے نور یقین
جس کو ناہیں شرع گواہ اس کوں جانوں گمراہ
حق نے کہیا نور مبین شرع کوں بیچ کتاب مبین
جس کو حاصل ناں یہ نور طبع و ہوا کا ہے مغرور

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
یَا حَیُّ یَا ھُوَ حَق حَق حَق یَا فَرِیْدُ یَا فَرِیْدُ
یَا فَرِیْدُ الْحَق فَرِیْدُ اللّٰہ تَعَالیٰ جَلِّ شَانَہٗ

شجرۂ چشتیہ عالیہ بنام حضرت شاہ دو جہان

حضرت مخدوم علاء الدین رحمتہ اللہ علیہ

جب ماسوائے ذات خدا کے کہیں — نہ تھا ارض و سما نہ تھا عرش بریں
یہی نور تھا ہر سو جلوہ گزیں — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
ہوا قدرت حق کا یہ منشاء — کروں ظاہر نور کو اپنے ذرا
وہیں نور سے نور نبی کا ہوا — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
احمد نے اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ ، فرمایا جو بے شک و شبہ
چلا اس کے مطابق نور اللہ — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
وحدت سے وہ نور تکثر ہو — تبدیل سے سات کثافتیں دھو
پھر آیا بہ جسم آدم وہ — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
چلا چاروں یار میں نور وہی — ابوبکرؓ و عمرؓ ، عثمانؓ و علیؓ
پھر چشت نگر کی سیر بھی کی — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
آیا جو علیؓ میں نور خدا — کیا عالم میں اُسے شاہ ہدا
مالک کیا چودہ سلسلوں کا — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
پھر نور ہوا نازل بصرے — بن آیا حسن بصریؒ ہو کے
عالم کو بہر نوع فیض دیئے — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
بنا عبدالواحدؒ ماہِ لقا — اسی نور سے خواجہ فضیلؒ بنا
پھر بلخ میں ابراہیمؒ ہوا — حضرت مخدوم علاء الدینؒ

Marfat.com

ہوا بعدہٗ نور سعید الدینؒ　　اور خواجہ ہبیرہؒ بصریٰ میں
ممشاد علویؒ میں سمایا وہیں　　حضرت مخدوم علاء الدینؒ
ہوئے چشتی ابو اسحاقؒ ولی　　ابو احمدؒ مالک نور خفی
ہوا نور محمدؒ زاہد بھی　　حضرت مخدوم علاء الدینؒ
بعد ان کے ناصرالدینؒ ولی　　مودودوہ قطب الدینؒ چشتی
پھر حاجی شریفؒ ہوئے زندنی　　حضرت مخدوم علاء الدینؒ
وہی نور عثمانؒ میں آیا جب　　گیا خواجہ معین الدینؒ میں تب
اجمیر میں ہو کے وہ عالی نسب　　حضرت مخدوم علاء الدینؒ
ہوا خواجہ معین الدینؒ حسن　　لگی سارے جہاں کو اس کی لگن
ہوا ہند میں شاہنشاہ زمن　　حضرت مخدوم علاء الدینؒ
پھر دہلی میں خواجہ قطب الدین　　بنا زیب اور زینت روئے زمین
ہادیئے جناب فرید الدینؒ　　حضرت مخدوم علاء الدینؒ
بعد ان کے نور فریدؒ ہوا　　کہا دیکھ کے سب نے صل علیٰ
بنا واہ واہ کیا ہے عجب پیا　　حضرت مخدوم علاء الدینؒ
پھر پہنچا بجسم علاءالدینؒ　　علی احمدؒ شاہ دین متین
وہی نور خدائے عرش بریں　　حضرت مخدوم علاء الدینؒ
صابرؒ ہمشیرہ زادہ کو　　دیا نور خفی اس باباؒ نے وہ
انہیں ایسے نام سے یاد کرو　　حضرت مخدوم علاء الدینؒ
ارشاد سے پیر کے ماہ پارے　　رہے سات برس تک بھکیارے
ہوئے گنج شکرؒ کے تب پیارے　　حضرت مخدوم علاء الدینؒ
رہنا جو پاک پٹن میں کیا　　بحضور فرید الدین بابا
مخدوم زمانہ ہوئے یک تاء　　حضرت مخدوم علاء الدینؒ

Marfat.com

بایا جو رتبہ صابرؒ نے — اس گنج شکرؒ شاہ والا سے
کہیں ایسے بیان کو میں کیسے — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
ملا حق سے مرتبہ عالی ہے — باباؒ سے قرب الٰہی ہے
تیرا کیا شان جلالی ہے — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
اے گنج شکرؒ کے لخت جگر — ذی غوث الاعظمؒ کے نور بصر
اے بادشاہ ہمہ جن و بشر — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
میں آپ کے در کا سائل ہوں — از خود بہ طبیعت مائل ہوں
در خنجر عشق تو گھائل ہوں — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
اے میرے علی احمد صابرؒ — ہو خستہ کی جانب ایک نظر
بہ صدقہ حضرت گنج شکرؒ — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
جب گنج شکرؒ نے فیض دیا — سوئے کلیر شہر روزانہ کیا
ہوئے واں جا کر رونق افزاء — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
چلا صابر سے سوئے شمس الدینؒ — وہی نور خدائے زمان و زمین
پھر پہنچا جسم جلال الدینؒ — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
گیا عبد الحقؒ میں نور قدم — وہی نور قدیم ہوا جو رقم
پھر محمد عارفؒ عیسیٰ دم — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
ہوئے بعدہٗ شیخ محمدؒ جی — عبدالقدوسؒ وہ گنگوہی
ہوئے شاہ جلال الدینؒ ولی — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
جب بلخ سے نور سے جلوہ کیا — وہیں شاہ نظام الدینؒ ہوا
اور ابو سعیدؒ ہو جلوہ نما — حضرت مخدوم علاء الدینؒ
ہوئے حضرت صادق پیر جہاں — داؤد گنگوہیؒ فیض رساں
پھر ابو معالیؒ شاہ جہاں — حضرت مخدوم علاء الدینؒ

Marfat.com

آیا جو زمانہ بہبودی ہوئے میراں سیّد بھیکؒ ولی
پھر ان کے بعد عنائیت جی حضرت مخدوم علاء الدینؒ
پھر عبدالکریمؒ میں جلوہ کیا اسی نور سے شاہ غلام بنا
بعد ان کے شاہ امیرؒ ہوا حضرت مخدوم علاء الدینؒ
جب صابری نور حسن میں کیا عالم میں مجدد رتبہ ہوا
اسی نور سے جگ کو حصہ دیا حضرت مخدوم علاء الدینؒ
پھر آیا حسینؒ میں نور وہی از شاہ حسنؒ آں رام پوری
ہوا ثالث شاہ فرید ولی حضرت مخدوم علاء الدینؒ
وہی نور شاہ محمد نظام الدینؒ ہوا پھر پیر محمد شاہؒ ہوا جلوہ نما
تخلص پیر شاہؒ صابری پیر ہوا حضرت مخدوم علاء الدینؒ
اے چشتی وہی ہے نور خدا مغرب سے مشرق جلوہ نما
جس نور کا قصہ تو نے لکھا
حضرت مخدوم علاء الدینؒ

Marfat.com

شجرہ شریف

سجادہ نشینان بدریہ فریدیہ عالیہ بنام حضرت شاہ و شیخ محمد بدر الدین سلیمان ولایت فرزند اکبر جناب بابا صاحب فرید گنج شکر مسعود العالمین رحمۃ اللہ علیہ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

جب ایک ہی نور تھا یزدانی — نہ تھی آتش و خاک ہوا پانی
نہ تھی صورت جن نہ انسانی — یا بدر الدینؒ سلیمانی
ہوا قدرت حق کا یہ منشاء — کروں ظاہر نور کو اپنے ذرا
وہیں نور سے نور نبی کا کیا — یا بدر الدینؒ سلیمانی
احمد نے اَنَا مِنْ نُورِ اللّٰہِ — فرمایا جو بے شک و شبہ
چلا اس کے مطابق نور اللہ — یا بدر الدینؒ سلیمانی
وحدت سے وہ نور تکثر ہوا — تبدیل سے سات کثافتیں وہو
پھر آیا بہ جسم آدم وہ — یا بدر الدینؒ سلیمانی
چلا چار یاروں میں نور وہی — ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
پھر سیر فرید نگر کی کی — یا بدر الدینؒ سلیمانی
چلا بابا سے سوئے فرید الدینؒ — وہی نور خدائے عرش برین
ملا لقب سلیمانی کا وہیں — یا بدر الدینؒ سلیمانی
خواجہ گنج شکرؒ نے اے بھائی — صابرؒ سے خلافت دلوائی
محبوب سے پگڑی بندھوائی — یا بدر الدینؒ سلیمانی
جب ابن فرید الدین ولی — یعنی بدر الدینؒ سلیمانی
کی جائے پدر پہ نشست اپنی — یا بدر الدینؒ سلیمانی
اسی نور سے بیٹے کو حصہ دیا — تھا نام علاء الدینؒ جن کا

Marfat.com

بعد ان کے معز الدینؒ ہوا　　یا بدر الدینؒ سلیمانی
پھر شیخ فضیلؒ میں نور قدم　　گیا نور وہی کہ ہوا جو رقم
ہوئے شیخ منورؒ عیسیٰ دم　　یا بدر الدینؒ سلیمانی
ہوئے نور الدینؒ و بہاء الدینؒ　　شہ یونسؒ صاحب دین متین
پھر احمد شاہؒ اہل یقین　　یا بدر الدینؒ سلیمانی
بعد ان کے شاہ عطاء اللہؒ　　ہوئے شیخ شہاب الدینؒ چوماہ
اسی نور سے شیخ ابراہیم شاہؒ　　یا بدر الدینؒ سلیمانی
جنہیں ثانی فریدؒ بھی کہنا روا　　از حکم فرید الدین باباؒ
پھر تاج الدینؒ بعد ان کے ہوا　　یا بدر الدینؒ سلیمانی
گیا فیضؒ اللہ میں نور اللہ　　ہوئے تاباں ابراہیمؒ چوماہ
پھر شیخ محمد اشرف شاہؒ　　یا بدر الدینؒ سلیمانی
بعد ان کے شیخ سعیدؒ ہوئے　　اور یوسفؒ قدر مرید ہوئے
شاہ عبد السبحانؒ شہید ہوئے　　یا بدر الدینؒ سلیمانی
وہی نور غلام رسولؒ ہو کر　　ہوا شیخ محمد یارؒ ادھر
پھر شرف الدین شاہؒ والا گہر　　یا بدر الدینؒ سلیمانی
ہوئے اللہ جوایاؒ قطب زمان　　بر جائے بر اور جلوہ کناں
پہنچا وہی ان میں نور نہاں　　یا بدر الدینؒ سلیمانی
پھر ان سے محمد حسینؒ ہو کر　　اولاد خواجہ گنج شکرؒ
کیا ملک کو فیض سے بہرہ ور　　یا بدر الدینؒ سلیمانی
وہی نور شاہ محمد نظام الدینؒ ہوا　　بدری اور صابری فیض یہ
عالم کو ز بس خوشحال کیا　　یا بدر الدینؒ سلیمانی
ہوا شاہ محمد پیر شاہؒ بھی بہرہ ور　　اسی نور سے گویا کیا خوشتر

بہ صدق حضرت گنج شکرؒ
یا بدر الدینؒ سلیمانی

Marfat.com

شجرہ کا شجرہ قصیدہ کا قصیدہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

جب تھا نور خدا مخفی نہ مستر ہوا ذات کو شوق کہ ہوں ظاہر
کیا نور سے نور احمدؐ ظاہر یا حضرت بابا گنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

پھر نور وہ درجہ بدرجہ میں آ تبدیل میں سات کثافتیں کہا
ہوا برزخ آدم پہن بشر یا حضرت بابا گنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

پھر نور وہ چاروں یار میں ظاہر پھر جلوہ چشت نگرؒ میں کیا
وچہ گنج شکرؒ دے ہوا اظہر یا حضرت بابا گنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

تیری خاطر حضرت احمد سرور لے آئے قرآن جہان اندر
تیری خاطر ہوا اسلام ظاہر یا حضرت بابا گنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

تیرا سوہنا نام فریدؒ ہوا تیرا عالی قدر مجید ہوا
روشن ہو یوں مثل بدر یا حضرت بابا گنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

جو مرنے سے پہلے مردا ہے وچ چشت نگر اوہ وڑدا ہے
مینوں پیر سکھایا ایہہ ہنر یا حضرت بابا گنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

تیری خاطر پیدا سب خلقت کسے دی دولت کسے دی عظمت
کسے دی مستی کسے گنج فقر یا حضرت بابا گنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

Marfat.com

اس ملک پنجاب خراب اندر   چوراں زانیاندے وچہ پایا گھر
تیرے فقر نے پہنا جبہ مغفر   یاحضرت باباگنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

پنجتن کے تم وچکار ہوئے   وچہ پاک پتن سردار ہوئے
فردیت کا پٹکا باندھ کمر   یاحضرت باباگنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

خواجہ معین الدینؒ کے پیارے ہو   خواجہ قطب الدینؒ کے تارے ہو
مخدوم محبوبؒ کے ہو افسر   یاحضرت باباگنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

تیری خاطر حضرت علی احمدؒ پیارے   رہے ست برساں تک بھکیارے
تیری خاطر ملیا لقب صابر   یاحضرت باباگنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

تیری خاطر بنا نظام الدینؒ محبوب خدا   ان دونوں سے پہلے بدرؒ ہوا
روشن ہے کیا چشت کا گھر   یاحضرت باباگنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

میں طالب گنج شکرؒ دے گھر دا ہاں   پیر محمد حسینؒ کا بردا ہاں
کرو دین دنی کے کارج سر   یاحضرت باباگنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

نظام الدینؒ ایہہ عرضاں کردا ہے   نت نام تیرے نوں پڑھ دا ہے
اک ڈالو مجھ پہ نظر مہر   یاحضرت باباگنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

اک پیر شاہؒ عاصی خادم ہے   نت ہجر تیرے وچہ نادم ہے
اک قطرہ نور کرو صادر   یاحضرت باباگنج شکرؒ یا گنج شکرؒ
یا ثالث ذات فرید اللہ

Marfat.com

نودنہ نام

حضرت شاہ و شیخ محمد مسعود العالمین بابا فرید الدین گنج شکر عاشق و معشوق

ذات احدیت قائمقام زبدۃ الانبیاء فردیت اغیاث الہند رحمۃ اللہ علیہ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمِ

حَقْ حَقْ حَقْ يَا فَرِيْدُ يَا فَرِيْدُ يَا فَرِيْدُ الحَقُّ فَرِيْدُ اللّٰه تَعَالٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

شیخ فرید' شیخ الزمان فرید' سیّد فرید' حسنی فرید' مخدوم فرید' قطبؒ الموحدین فرید' خواجہ فرید' بابا فرید' شاہ فرید' شاہ جہان فرید' مولانا فرید' حاجی فرید' حاجی الحرمین فرید' درویش فرید' عاجز۔فرید' مسکین فرید' فقیر فرید' غریب فرید' موجود فرید' مسعود فرید' محمود فرید' مقصود فرید' قاصد فرید' مقصد فرید' چشتیؒ فرید' اجودھنی فرید' حامد فرید' حمد فرید' حمید فرید' کامل فرید' مکمل فرید' اکمل فرید' خادم فرید' متوکل فرید' سالک فرید' زاہد فرید' عابد فرید' عالم فرید' فاضل فرید' صادق فرید' واصل فرید' صابر فرید' شاکر فرید' امام فرید' امام الثقلین فرید' شمع الاعظم فرید' مجتہد فرید' متدین فرید' متقی فرید' محب فرید' مرشد فرید' پیر پیران فرید' غوث فرید' غوث الثقلین فرید' حق فرید' وکیل فرید' خالص فرید' مخلص فرید' عاشق فرید' عارف فرید' شمس العارفین فرید' غازی فرید' معظم فرید' ہادی فرید' معشوق الحق فرید' عین الحق فرید' حیاء الحق فرید' ضیاء الحق فرید' معین الحق فرید' مہدی فرید' ولی فرید' سخی فرید' سلطان المشائخ فرید' اتقیا فرید' کرم اللہ فرید' متبعت فرید' مباح فرید' جہان گشت فرید' اکبر فرید' گنج شکر فرید' شکر فرید' فرید الحق فرید' حبیب فرید' عزیز فرید' مقبول فرید' صوفی فرید' محقق فرید' تدقق فرید' خیر فرید' مخیّر فرید' سلطان فرید' برہان فرید' دم فرید' قدم فرید' اول فرید' آخر فرید' ظاہر فرید' باطن فرید' جل فرید' تھل فرید' بر فرید' بحر فرید' یحیٰ فرید' یمیت فرید' نور اللہ فرید' نار اللہ فرید'

Marfat.com

نظر اللہ فرید' فضل اللہ فرید' فیض اللہ فرید' خلیفۃ اللہ فرید' اہل اللہ فرید' آیت اللہ فرید' عظمت اللہ فرید' نقطہ اللہ فرید' صبغت اللہ فرید' بصنعت اللہ فرید' سر اللہ فرید' عزیز اللہ فرید' روح اللہ فرید' عبداللہ فرید' محیط اللہ فرید' قطب اللہ فرید' قطب الاقطاب فرید' مشکلکشا فرید' قاضی الحاجات فرید' کافی المہمات فرید۔

الٰہی بحرمت این نوُد نہ نام حضرت شیخ و سیّد فرید الدین فرد بابا گنج شکر مسعود العالمین رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہٗ جمیع مریدان و معتقدان آں حضرت را مطلوب دل و مقصود جان برسانی:

بِمنّہٖ وَ کَمَالِ کَرَمِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیرِ خَلقِہٖ سَیِّدنَا مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَ اَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ بِرَحمَتِکَ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ۔

دعا:

اَللّٰھُمَّ اغفِرلِی ذُنُوبِی وَلِوَالِدَیَّ وَالمُرشِدِنَا وَارحَمھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِی صَغِیرًا لِلمُؤمِنِینَ وَالمُؤمِنٰتِ وَالمُسلِمِینَ وَالمُسلِمَاتِ اَجمَعِینَ بِرَحمَتِکَ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ۔

Marfat.com

مناقب صابری

صابر پیارے صابر سائیں لے گل لائیں
رو رو عرضاں کرنی ہاں
جے کوئی گجر بولی بخشو
سر قدماں تے دھرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

اِک دن آ کملی دے والی
مونڈھے رکھ کے کملی کالی
جند واراں جے دیو وکھالی
درشن بناں پئی مرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

عقلاں والیاں وڈیاں
موت نے آخر میٹ کے چھڈیاں
ہویاں خاک اُنہاندیاں ہڈیاں
ڈر ڈر کے پب دھرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

رب دے لئی ہن۔ نہ ترساؤ
اتنا کرم پیا فرماؤ
اس کوجھی نوں لے گل لاؤ
ہجر دے صدمے جرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

اَج جلدی پیا آ۔ ہن جلدی
آتش ہجر تھیں جند ہے جلدی
رات دنے تیرے نام نوں پڑھدی
وصل بنان پئی مرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

آپ سیّد کلیر کے والی
میں پنجابن رہی منہ کالی
کہ چڑساں نظر صابر والی
نت دم جیندا بھرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

میں پیر شاہ ہاں بھیڑی کوجھی
نہ ہے رُوپ تے نہ گُن جوگی
توں سوہنا تیری شکل انوکھی
ڈر ڈر عرضاں کرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

Marfat.com

اسرارِ حقیقی

طالبانِ راہِ طریقت کے لئے نسخہ کیمیا

مجموعہ مکتوبات

ملک المشائخ، سلطان السالکین، قطب العارفین، منہاج المتقین، عطائے رسول، امام الموحدین، ہند الولی، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز معین الملت والدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

○

اردو ترجمہ

حکیم نیاز احمد صابری

SEERAT FOUNDATION LAHORE
سیرت فاؤنڈیشن

سیرت فاؤنڈیشن

اسلامی علوم و فنون کا تحقیقی و اشاعتی ادارہ

855 این۔ سمن آباد۔ لاہور

Marfat.com

خاتمہ

ترجمہ آدابُ المُریدین

سالکانِ تصوّف کے لیے مشعلِ راہ

حضرت خواجہ بندہ نواز سیّد محمد حسینی گیسو دراز قدس سرّہٗ
المتوفیٰ ۸۲۵ھ، گلبرگہ شریف

ترجمہ

سیّد یٰسین علی نظامیؒ

سیرت فاؤنڈیشن
اسلامی علوم و فنون کا تحقیقی و اشاعتی ادارہ
۸۵۵۔ این، سمن آباد۔ لاہور

Marfat.com

نورِ وحدت

سالکانِ طریقت کے لئے خزینۂ معرفت و کلیدِ منازلِ فقر

○

تالیف و تصنیف

خادم الفقراء بندۂ ہادی

حضرت پیر غلام محمد صابری چشتی قادری نظامی عارفی رحمۃ اللہ علیہ

سیرت فاؤنڈیشن

۸۵۵۔این۔سمن آباد ○ لاہور

Marfat.com

مطبوعات

سیرت فاؤنڈیشن

اسلامی علوم و فنون کا علمی و تحقیقی ادارہ

الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — حضرت شیخ سید عبدالکریم جیلی — اردو ترجمہ مولانا نقی سید کاظمی کاکوری۔ مجلد قیمت -/۱۵۰ روپے

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (درود و فضائل درود پاک) — حضرت علامہ حبیب اللہ شہری۔ مجلد قیمت -/۱۵۰ روپے

کبریت احمر (درود پاک) — حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی — شرح و اردو ترجمہ مولانا عبدالمالک کھتوی — مجلد قیمت -/۷۵ روپے

جمالِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم — حضرت سید ابو الفیض قلندر علی سہروردی — مجلد قیمت =۲۰۰ روپے

اُسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم — پروفیسر حمید احمد خان — مجلد قیمت -/۶۵ روپے

مکتوباتِ دو صدی — حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری — اردو ترجمہ حکیم شاہ سید فہیم الدین احمد شرفی فردوسی — مجلد قیمت -۲۵۰ روپے

یازدہ رسائل — حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز — اردو ترجمہ مولانا قاضی احمد عبدالصمد فاروقی چشتی — مجلد قیمت -/۱۵۰ روپے

خاتمہ ترجمہ آداب المریدین — حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز — اردو ترجمہ سید یٰسین علی نظامی — مجلد قیمت -/۱۰۰ روپے

فوائد خواجہ بندہ نواز — حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز — اردو ترجمہ محمد عشوق حسین خان سلطانی — مجلد قیمت -/۷۵ روپے

تذکرہ حسین بن منصور حلاج — حکیم سید امین الدین احمد قادری خوشحالوی — مجلد قیمت -/۱۲۰ روپے

تجلی ہجویر — حیات و تعلیمات حضرت داتا گنج بخش — حکیم سید امین الدین احمد قادری خوشحالوی — مجلد قیمت -/۵۰ روپے

اسرارِ حقیقی — ملفوظات حضرت خواجہ معین الدین اجمیری چشتی — اردو ترجمہ حکیم نیاز احمد صابری — غیر مجلد قیمت =/۳۶ روپے

نظامِ توحید — حضرت شاہ محمد پیر شاہ چشتی صابری قادری — غیر مجلد قیمت =/۳۰ روپے

مقصودِ کائنات — امام المتکلمین والمنطقیین علامہ حافظ محمد ایوب دہلوی — غیر مجلد قیمت =/۲۵ روپے

سیرت فاؤنڈیشن

۸۵۵ — ای — سمن آباد — لاہور

تقسیم کار ○ دربار بک شاپ دربار مارکیٹ — گنج بخش روڈ — لاہور

Marfat.com

Marfat.com

سیرت فاؤنڈیشن کی دیگر کتب تصوف

دربار بک شاپ، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ • لاہور
فون:۷۲۱۴۶۶۲

Marfat.com